Faltu 1493

Gulzar

~~Sudhagm~~

1000.00
47.50

Gulzar

400 / 8/22

دیو سماج کا جال اور اس سے پھنسے ہوؤں [illegible]

[illegible] نکلنے اور دوسروں کو اس سے بچنے کی ضرورت

پرارتھنا - ہے پرم دیو پرمیشر میں اسوقت تمہارے اور اس
مجمع کثیر کے سامنے کھڑا ہو کر جس مضمون کے متعلق بولنے لگا
ہوں - اس میں تم مجھپر یہ دیا کرو کہ میں بے غرضانہ پبلک بھلائی
[illegible] کاروں کو فائدہ پہنچانیکی نیت اور غرض سے اپنا
[illegible] بیان کروں ٭

اس بیان میں میری کوئی ذاتی خواہش یا انتقام وغیرہ کا
جذبہ کام کرکے مجھے اصل حالات کے ظاہر کرنیکی بجائے صرف

نکتہ چینی کی طرف مائل نہ کر سکے - پربھو مجھ پر یہی اپنا منگل

آشیرباد کرو ۔

تمہید - پیارے اور معزز حاضرین - آج جتنے انبوہ کثیر کے
سامنے کھڑا ہو کر میں لیکچر کے اشتہار کے مضمون کے متعلق کچھ
بیان کرنا چاہتا ہوں یہ میرا پہلا ہی موقع اس طرح اور اتنے
مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر بولنے کا ہے - اس لئے آپ
میری تقریر میں کچھ رنگینی یا مضمون میں الفاظ کے حسب مو
خاص بندش وغیرہ کی اُمید رکھکر اگر سننا چاہینگے تو میرے اس
بیان کو اُمید کے خلاف پائینگے ۔

میں صرف ناتجربہ کاروں کو اپنے تجربہ سے فائدہ اور بعض
بےخبروں کو خبر پہنچانے کی خاطر دیوسماج کے کچھ اندرونی اصل
حالات کا کہ جن کا پبلک تک پہنچنا ناممکن تھا اظہار کرنے کھڑا
ہوا ہوں - امید کہ آپ صاحبان اسی نیت سے میری ع
کہانی سُنینگے ۔

اصل مضمون -

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است

اگر کوئی شخص دیکھے کہ سامنے اندھا چلا آ رہا ہے اور اُس کے راستہ میں کنواں ہے تو آنکھ رکھنے والے کا فرض ہے کہ اُسے ایسے خطرہ سے آگاہ کرے اور گرنے سے بچاوے۔ اور اگر وہ شخص ایسا نہ کرکے دور سے بیٹھا تماشہ دیکھتا رہے تو گو نقصان یا تکلیف شخص نابینا کو ہی ہوگی مگر آنکھیں رکھنے والا بھی اُسے آگاہ نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ اسی اصول کی بنا پر میں دیو سماج کے بانی سے خصوصاً اور دیگر دیو سماجیوں یا دور دور سے شردھا رکھنے والوں سے عموماً گالیاں کھا کر بھی اُن کی اصل تصویر پبلک میں پیش کرنے کے لئے مجبور ہوا ہوں۔ دوسرے قطع تعلق کرنے والوں کی طرح میں بھی اپنا نقصان کرکے۔ یا جیسا کہ میں بیرونی ڈھول کے پول پر فریفتہ ہو کر انکو ہی خدا کے پاس سے آیا ہوا اور فرشتہ[1]

[1] میں نے کبھی دیو سماج کے بانی تک کو بھی گناہ سے مبرا نہیں سمجھا۔

سمجھ کر ان سے زیادہ لگاؤ بڑھایا تھا اُس وقت کی اپنی غلطی

معلوم کر کے اور اپنے پر نفرین کر کے یا پشیمان ہو کر چپ چاپ

بیٹھ سکتا تھا لیکن مجھ سے ایسا نہ ہو سکا اور اُس کی وجہ اور ثبوت

میرے آج کے لیکچر کی سُرخی اور مضمون ہے کہ میں نے کس طرح

پر اندر اور باہر والی دو نوں سو یدوں کو مخالف اور نامطابق پایا ہے

میں اپنے اس لیکچر کو پانچ حصوں میں منقسم کر کے ترتیب وار

آپکے سامنے بیان کروں گا ۔

حصہ اوّل ۔ میرا یا ہمارا تعلق (ہمارا میں نے اس لیے کہا کہ

صرف میں اکیلا ہی نہیں بلکہ چھ آدمیوں نے کہ جن میں سے

بھائی منگل سین جی کی ابھی تک بھی کسیقدر ٹانگ اڑی ہوئی ہے

دیو سماج سے قطع تعلق کیا ہے چنانچہ منجملہ اُن کے بھائی پرکاش دیو جی

اور سندر سنگھ جی اسی جگہ لیکچر میں موجود ہیں) ۔ حصہ دوم ۔

میرا استعفا اور اُس کی وجوہات ۔ حصہ سوم ۔ پرچارکوں کی

خانہ بربادی اور اناھی غلامی ۔ حصہ چہارم یہ خانہ برباد یا

کس گئے ۔ حصہ پنجم اپیل ۔

حصہ اول - میر اتعلق - دیو سماج کے بانی سے غائبانہ
طور پر شردھا کا دسمبر ۱۸۸۷ء سے جبکہ اُنہوں نے سنیاس لیا تھا
میر اتعلق ہوا تھا چنانچہ میں اُسی دن سے اُن کے برخلاف
کہنے والے سے لڑا کرتا تھا - ۱۸۹۶ء میں جبکہ میرے بڑے
بھائی پریانندجی سنیاس لیکر لاہور ہی میں ہی مرکز صاحب کے
پاس رہنے لگے تب سے مجھکو غیر معمولی طور پر دھرم جیون اور
روحانی زندگی وغیرہ کتب دیکھنے کا اتفاق ہوا جن کے ذریعہ میری
شردھا بہت زیادہ بڑھ گئی - اور تب سے میں مرکز صاحب کو
اس زمانہ کا پیغمبر دیکھنے - سمجھنے اور حسب موقع ظاہر کرنے لگا - اسکے
بعد میں ۱۸۹۰ء میں دس روپیہ سالانہ کا سہایک اور ۱۸۹۸ء میں
بیس روپیہ سالانہ کا میں اور پانچ روپیہ میری بیوی کی طرف سے
گویا پچیس روپیہ سالانہ کا سہایک تھا اور فروری ۱۸۹۹ء سے
باقاعدہ ممبر بن گیا اور آخرکار اسی سلسلہ میں گو اُن کی درخواست
پر اُن کی درخواست کئی سال سے برابر جاری تھی لیکن مجھکو
قرض وغیرہ کے واقعات اجازت نہیں دیتے تھے لیکن اپنے

اندر خود اپنی زندگی کو اعلیٰ اور پاک بنانیکی تحریک اور اس کے ذریعہ دوسروں کو بھلا کرنے کی خواہش ایشور کی طرف سے محسوس کر کے اور اس کام کو دنیا کے سب کاموں سے بہتر خیال کر کے فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں امید وار ممبر پرچار کر ہیں گیا۔ چنانچہ میں اس جگہ اپنی گہری شردھا وغیرہ کے متعلق اُن کی اپنی لکھی ہوئی دو تین تحریریں دھرم جیون سے نکالکر سناتا ہوں:

دھرم جیون مطبوعہ یکم جون سنہ ۱۹۰۶ء۔ "۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کی شام کو دیو سماج کے ممبر بھائی گردھر لائے جی کی استری سیالکوٹ سے دورہ کے لئے لاہور میں آئیں اور روانگی سے پہلے اُنہوں نے پانچ روپیہ دیو دھرم پرچار فنڈ میں حسب ذیل دان کئے:

لاہور دیو دھرم پرچار ہال کے پنکھوں کی مدد میں للعہ اور نورالائی دیو دھرم پرچار ہال کے کھلنے کی خوشی میں عہ۔ پرم دیو پرمیشر ہمارے بھائی کی استری کو دنوں دن پاکیزگی اور دیو تو کی زندگی میں اُنت کر کے اپنے شوہر کی طرح ایک دن دیو سماج کی ممبری کا پاک منصب حاصل کرنیکے لایق کریں"

دھرم جیون مطبوعہ ۲۹ جون سنہ ۹۰۶ء "۔ ۱۸ جون سنہ ۹۰۶ء کو دیو سماج کے ممبر بھائی گردھر رائے جی اپنے ایک پرائیویٹ کام پر ایک دو روز کے لئے لاہور میں آئے۔ اس عرصہ میں انہوں نے جہاں ایک طرف دیو پریوار کے بھائی بہنوں کے ساتھ ملکر بہت بڑی روحانی سیری اور خوشی حاصل کی وہاں دوسری طرف اپنی اُس گہری شردھا کے موافق کہ جو اُن کے دل میں دیو دھرم مشن اور دیو بھگوان سیوک کی نسبت ہے ۵۰ روپیہ دیو دھرم پر چار فنڈ میں دان کئے۔ آپ کا یہ دان ممبری کی مقررہ فیس کے علاوہ ہے جو ہر ایک ممبر کو اپنی آمدنی کا کم سے کم ایک دسواں دینی پڑتی ہے۔ پرم جیون کی روح کو اپنے پاک دیوگنوں میں اُنّتی کرتے جاویں اندنوں جہاں دیو دھرم مشن کو فنڈس کی نہایت سخت ضرورت ہے وہاں بھائی گردھر رائے جی کا یہ دان بہت حسب موقع اور تعریف کے قابل ہے۔ بھگتی کے اور سچے خیر اندیشوں کو بھی اس طرف توجہ کرنا چاہئے "۔

دھرم جیون مطبوعہ ۱۷ اگست سنہ ۹۰۶ء " دیو سماج کے ممبر بھائی

گردھر رائے جی نے اس عرصہ میں پندرہ روپیہ ہمارے پاس ارسال کئے ہیں اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ آریہ ایڈیٹروں پر لائبل کے مقدمہ اور دیوت کی عظیم الشان فتح کے متعلق دھرم جیون کے ضمیمہ کی جسقدر کاپیاں چھپا کر مفت تقسیم کی گئی ہیں اُن سب کا خرچ اُنہیں روپیوں سے ادا کیا جائے اور بقیہ رقم مذکورہ بالا عظیم الشان فتح کی خوشی میں دیو دھرم پرچار فنڈ میں داخل کی جائے۔ بھائی گردھر رائے جی نے کچھ دنوں سے دیو دھرم مشن کو مالی مدد کرنے میں اپنا ہاتھ جس قدر کشادہ کر رکھا ہے وہ بہت ہی تعریف کے قابل ہے ٭

یہ سب کچھ سنانے کے بعد اب میں آپ صاحبان کو مرکز صاحب کی وہ تحریر سناتا ہوں کہ جو میرے ست دھرم پرچارک کے ذریعہ اپنی علیحدگی کی وجوہات پبلک پر ظاہر کرنیکا ارادہ بتلا دینے پر ۴۔ اکتوبر کے پرچہ دھرم جیون میں میری خوبیاں اور صفات چھاپی گئی ہیں چنانچہ وہ یہ ہیں ٭

"شریمان گردھر لال جی کے امیدوار ممبر پرچارک کے استعفیٰ
دینے پر اُن کی روحانی حالت پر غور کیا گیا اور یہ معلوم کرکے
کہ اُن کے اندر جہاں ایک طرف وہ روحانی پاک بھاؤ موجود
نہیں ہیں جنکی بنا پر دیوت کی زندگی نشوونما ہو سکتی ہے اور
دوسری طرف اُن کی فطرت میں خودروی۔ گھمنڈ۔
نافرمانبرداری۔ انتقام۔ ناشکرہ پن جسم پرستی۔ اور
نفس پرستی۔ اور خود غرضی وغیرہ کے جو بہت سے
افسوسناک اور سخت ناپاک بھاؤ موجود ہیں۔ وہ اُن کے
طرفدار اور غلام رہکر پرچارک کی زندگی کے ہرگز قابل نہیں بن
سکتے ہیں قرار پایا کہ مشن کی طرف سے اُن کا امیدوار ممبر پرچارک
کے درجہ سے فوراً استعفیٰ منظور کیا جاوے۔ اور اگر وہ اپنے فیصلے
کو بدلکر اپنے استعفیٰ کو واپس لینا چاہیں تو بھی اُنہیں امیدوار
ممبر پرچارکی میں قبول نہ کیا جاوے"۔

گویا دیو سماج کی گنڈلی سے پاؤں باہر نکالتے ہی میں
ان صفات سے موصوف ہو گیا اور میرا ایسوسیٹ [illegible]

تو مجھکو جوڑا کا خطاب بھی ملا ہے (اس لکچر کے بعد ۹- نومبر سنہ ۹۱ء کے
پرچہ میں بھی مجھے "مسٹر گردھر رائے جوڑا سے فی زمانہ" لکھا
ہے) اور آپ مسیح[۱] بنے ہیں +

شائد آپ پوچھیں کہ میں پہلے تو ویسا تھا اور اب یکلخت ان
صفات سے موصوف کیونکر بن گیا- اس کا باعث میرا استعفےٰ
کی وجوہات پبلک پر ظاہر کرنا ہے- جو یہ ہیں +

حصہ دوم - میرے استعفےٰ کے وجوہات +

فروری سنہ ۹۲ء سے دیو آشرم ہی میں رہ کر روزمرہ کے برتاؤ
بات چیت ایک دوسرے کے ساتھ ملنے جلنے مرکز صاحب کے
کنبہ کے شاہی حقوق- اور سکھا شاہی اور خود بے عملی- اور اسکے
مقابلہ میں دوسرے پرچارکوں اور اُن کے کنبوں کی ذلت وغیرہ
وغیرہ دیکھکر جوں جوں مجھے واقعات ملتے گئے- میری نفرت
بڑھتی چلی گئی- چنانچہ میں نے وہاں یہ کچھ دیکھا- خود مرکز صاحب
مارتے ہیں- گالی دیتے ہیں- خود غرض ہیں- نطفہ کی بنا پر ذاتی

۱ آپکے مسیح پن کی حقیقت میں ست دھرم پرچارک مطبوعہ ۱۲ نومبر میں کھولی ہے +

عزت قایم کرتے ہیں۔ ذاتی خدمت کی بنا پر چیلوں کو خود غرض وغیرہ بتلاتے ہیں۔ کسی آدمی سے تکرار ہونے پر اُس کے بزرگوں تا آنکہ جن کو کل خود اپنے مُنہ سے مہاتما کہتے تھے بُرا بھلا کہنا شروع کرتے ہیں ؛

اب میں ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک دو دو مثالیں اپنے دعوے کے ثبوت میں آپ صاحبان کو سناتا ہوں ؛

(۱) مارنا۔ اول جن صاحبان نے میرا ٹریکٹ موسومہ دیو سماج کی اندرونی تصویر پڑھا ہوگا اُن سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ کس طرح پر مرکز صاحب نے صرف معمولی بات یعنی چڑیوں کے اُڑ جانے پر ایک امیدوار پرچارک لیڈی کو سخت بیرحمی کے ساتھ لات اور مکوں سے مارا ہے ؛

دوم۔ دیو سماج کے لفٹنٹ گورنر امر سنگھ صاحب کو بھائی پرکاش دیو جی کی دیکھا دیکھی جبکہ وہ اپنے لڑکے اور لڑکی کو مقدمہ کر کے لاہور میں لے آئے۔ یہ شوق اُپجا کہ میں بھی اپنے لڑکے کو لاکر دیوتا میں ڈھالوں۔ چنانچہ خط و کتابت ہوئے ہو لانے کے بعد ۹ اگست

کو بھائی عطر سنگھ کو بطور امداد اپنے ہمراہ لیکر بڑی مشکل سے اپنے
باپ اور بھائیوں کی خلاف مرضی اُنکو رولا کر اور خود رو کر
۲۰ اگست کو اُس صاحبزادہ شریف کو آشرم میں لاتے۔ اسمیں
کچھ شک نہیں کہ وہ لڑکا نسبتاً کسیقدر زیادہ دنگا کرنیوالا تھا
اور جسکی وجہ غالباً اُس کی ماں کا اپنے خاوند کے فقیر ہو جانے
وغیرہ کے جھگڑوں سے تنگ ہوکر اور زہر کھا کر مرنا اور باپ
کا فقیر ہو جانا اور اس سبب سے دادا اور نانا اور چچا وغیرہ کا حد سے
بڑھکر لاڈ دیتا ہے۔ مگر یہ ممکن تھا کہ اگر اُسپر خاص توجہ دی جاکر
اُس کا سُدھارنا مدنظر رکھا جاتا تو ضروری تنبیہہ اور چشم نمائی
کرنے سے وہ سُدھر جاتا۔ مگر وہاں تو معاملہ ہی دوسرا ہے۔
چند روز تو نیا نیا سمجھکر اور اُس کو دنگا کرتا ہوا دیکھکر بھی دل
دل میں کڑھتے رہے۔ آخر کب تک۔ غضب کا جوش یا جذبہ
کہ جو خودمختار شاہی اختیارات کے ساتھ آشرم کی حدود میں
بدون کسی رکاوٹ یا خوف خدا کے کام کرتا ہے بھڑکا اور ایک
ذراسی بات پر یعنی اُس لڑکے نے آفس میں آکر اپنے باپ سے

یہ الفاظ ذرا منہ بناکر اور روتی آواز سے کہے "بھایا بھابو باہر چلی گئی تے ہنوں نال نالے گئی"۔ اُسوقت آپ اُس میں مرکز صفا جب بیٹھے ہوئے تھے اور اتفاق سے اُسی لڑکے کے ننگٹی ہونیکا تذکرہ چل رہا تھا اُس کے اسطرح مُنہ بناکر کہنے پر اپنی غضب سے پُر فطرت کے مطابق شیر کی طرح بھبک کر اُسپر ٹوٹ پڑے اور پکڑ کر اور ایک کوٹھڑی میں لے جاکر بہت کچھ سختی اور گوشمالی کی اور ایک تھپڑ بھی اُس کی کمر میں مار دیتے اُس کا پیشاب اُسی جگہ خطا ہو گیا اور اُسی غضب کی حالت میں اور اور سخت الفاظ کے ساتھ اُسے سالا بھی کہا۔ یہ سب کچھ کہنے اور کرنے کے بعد اب امر سنگھ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم باوجودیکہ کئی دفعہ چونیاں گئے اور کئی کئی دن وہاں رہے ہاں و[illegible] سے تم [illegible] لڑکے کی اِس قسم کی فط[illegible] سے واقف تھے۔ پس واقف ہو کر تم اسے یہاں کیوں لائے ہو۔ تم نے دیکھا کہ دوسرا آدمی (پرکاش دیوجی کی طرف اشارہ ہے)

۱؎ چونکہ اُس کا کھانا کھلانے پلانے کا چارج خوالدیوی کو دیا گیا تھا اسلئے وہ اُسکو بھابو کہکر پکارتا تھا۔

اپنے بچوں کو لایا ہے تم بھی اپنے لڑکے کو لاکر اپنا حق جماؤ ＊

امر سنگھ - (مری ہوئی آواز سے - بن بن کرتے ہوئے) میں تو فرض پدری سمجھکر اور اُسکی روح کے منگل کے لئے (تاکہ پاپ راج سے نکلکر دیوراج کا باسی بنجاوے) لایا ہوں - اِتنے جواب دینے پر تو مرکز صاحب اور بھی بھڑ کے ＊

مرکز صاحب - نہیں تم اپنا حق جمانیکے لئے لائے ہو - ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہزاروں ہندو ہمارے اِرد گرد جہنم کو جارہی ہیں - (اور آپ گویا بہشت کی سڑک کے انجنیر ہیں) لیکن ہم سب کو نہیں بچا سکتے تم کو اگر خصوصیت کے ساتھ اِسے ہی بچانا ہے تو اسے لیکر الگ ہو ＊

(۳) گالی دینا - ماسٹرانی جی یعنی منگلد یو جی کی استری کو جس قسم کے گندے الفاظ کہے گئے وہ میرے ٹریکٹ کے پڑھنے والوں کو معلوم ہی ہیں کہ جو گالی سے کسی صورت میں کم نہیں سمجھے جا سکتے لوچارام جی کو اُنکی شردھا مشن کے مرکز اور مشن پر کم ہو جانیکی وجہ سے سُننے پر کہ جنہیں میں اُسوقت بھائی منگلد یو جی نے سُنائیں تھیں

یعنی ۵ ایک مرکز صاحب کے سب سے چھوٹے لڑکے کو اُس کے بیمار ہو جانے
پر (چونکہ اسکو اُس کی ماں کا دودھ دیا جانا خاص وجہ سے بند ہو چکا
تھا اور یہی اصل باعث اُس بچے کی بیماری کا تھا) دیوی رتن جیکی
استری کا دودھ پلانا شروع کیا گیا اور اُن کی لڑکی کو کہ جو اُسی
عمر کی ہے بازار سے گائے کا۔ دوسری ایک پرچارک عورت
اور پرچارک آدمی کا خلاف قواعد گھنٹوں تنہائی میں بات چیت
کرنا تیسری اسی تنہائی کی بات چیت میں محو ہو کر پرچارک عورت
کا کہ جو ڈاکٹر بھی ہے لوچا رام جی کی بیوی کے پیٹ میں درد
ہونے پر مطلع ہو کر بھی دوا نہ دینا۔ مرکز صاحب نے نہایت طیش
اور غضب کی حالت میں یہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے۔ سؤر کا بچہ
اُلو کا پٹھہ۔ شیطان کا پتلہ۔ لچوں کی مانند آشرم میں ننگے بدن[۱] چھاتی
ہلا ہلا کر پھرنے والا۔ چنانچہ مرکز صاحب نے پلنگ پر بیٹھے بیٹھے اُس وقت

---

[۱] گملوں اور پودوں میں پانی دیتے وقت کپڑوں کے خراب ہونے اور بھیگنے
کے خوف سے اور نیز موسم گرما کی وجہ سے کپڑے نکال لینا۔ آشرم میں لچوں کی مانند پھرنا ہے!
لکھے پڑھوں کا ادنیٰ درجہ کی خدمات کرنے پر بھی کیا اچھا انعام ہے ٭

سی طرح خود چھپاتی ہلا ہلا کر بھی دکھلا دی تھی) اپنا مُنہ کالا کرو ہم
ایسی شردھا کی ضرورت نہیں غیرہ وغیرہ - جو الفاظ گالی سے بھی
بڑھکر ہیں *

برہمو سماج کے ایک منسٹر کو دو دفعہ خفا ہو کر سالا کہا اور ان
کے لڑکے کو بھی سالا کہا *

(۳) - خود غرضی - یہ اسی سے ظاہر ہے کہ خفیہ خفیہ اپنے اور
اپنے متعلقین کے لئے چھ ہزار روپیہ جمع کیا ہے اور اس نازک حالت
میں کہ جس کا ذکر دھرم جیون میں یوں چھپا رہتا ہے کہ روپیہ خرچ
کے لئے کافی نہیں ملتا - اور اسی وجہ سے پرچارکوں کی پرورش
کے ذریعہ کم لئے جا کر اُسے پورا کیا جاتا ہے - مگر کیا ممکن کہ کوئی مہینہ
مقررہ پرائیویٹ رقم بنک میں داخل نہو - لائف انشورینس علیحدہ
کرایا ہوا ہے *

(۴) - نطفہ کی بنا پر عزت قائم کرنا - یہ اپنے لڑکے کو
اول درجہ کا دیو پرچارک بنانے سے ہی ثابت ہے - اس کے
علاوہ ۱۰ - اگست کو کماری پریم دیوی جی کے جنم دن پر رات کو

جو "ٹی پارٹی" دی گئی اُس میں حسب معمول امر سنگھ اور موہن لال نے
کئی میزیں ایک قطار میں ملا کر لگائیں۔ اور اُن کی دونو طرف
لمبائی میں بیٹھنے کیلئے کرسیاں لگا دی۔ مرکز صاحب اول
تو اُپدیش میں ہی اپنے لئے خاص سیوا کروانے کا اظہار کر گئے
آئے تھے کہ جس کا کسیقدر اشارہ ۱م۔ اگست کے دھرم جیون
میں ہے اور اس کے علاوہ وہ چیلوں کو لکھوا بھی چکے تھے
کہ مشن کے بانی کیلئے ہر ایک جلسے میں بیٹھنے کیلئے
کوئی خاص معزز جگہ تیار رہنی چاہئے"۔ مگر پھر بھی بیچارے
دماغ دار چیلے ابھی تک بھی نہیں سمجھے تھے۔ کیونکہ اگر سمجھتے تو
ضرور عمل بھی کرتے۔ آخر کار اب خفا ہو کر مرکز صاحب نے کرسی پر
بیٹھتے ہی اول یہ فقرہ زبان مبارک سے نکالا "سب دھان بائیس
پنسیری آدم" یعنے سب لوگ ایک ہی میز پر برابر بیٹھیں۔
رُسپکٹ ایبل (معزز) آدمی کے لئے خاص میز اور خاص کرسی

لہ یہ ایک کہاوت ہے جیسا کہ گدھا گھوڑا ایک ہی بھاؤ یعنے اچھے اور
بُرے یا شریف اور کم حیثیت کے بیٹھنے کیلئے یکساں جگہ؛

ہونی چاہئے۔ ریسپکٹ ایبل فیمیل (معزز عورت) کے لئے
علیحدہ میز۔ قابل عزت بچوں کیلئے علیحدہ میز ہونی چاہئے"۔
اور اُسوقت مرکز صاحب نے شاہزادہ روس کی آمد اور صاحب
گورنر جنرل بہادر ہند کی اُن کی عزت کرنیکی بھی مثال سنائی
اور ثابت کیا کہ ایک ایک عزت حسن لطف کی بنا پر ہوتی ہے
چنانچہ شاہزادہ روس باوجودیکہ دشمن تھا اور تجربہ اور لیاقت
اور عمر وغیرہ سب میں صاحب گورنر جنرل بہادر سے کم تھا
لیکن صرف خاندانی عزت کی بنا پر صاحب موصوف شاہزادہ
مذکور کو یور رائل ہائینس کہکر اُس کے احکام کی تعمیل کرتے تھے
غرض اس قسم کی مثالوں وغیرہ سے مرکز صاحب نے اپنے شاہی
حقوق کا آیندہ کے لئے اشارہ کیا۔ اور بیچارے اس کے گروہ
لوگ خود شہر وہاں سے بھر کر ایسا کرتے۔ خود کہکر عزت کروانا
شروع کیا۔ اور اس قصور میں آپ نے اُن بیچاروں یعنے
امر سنگھ اور موہن لو کو ولایت کے بھنگیوں اور خانساموں
سے بھی بدتر بتلایا۔ اس جگہ مجھے ایک حسب حال لطیفہ یاد

آیا ہے ÷

لطیفہ۔ ایک تازہ بنے ہوئے سید صاحب۔ (شاید آپ تازہ بنے ہوئے کا مطلب نہ سمجھے ہوں۔ یعنی وہ جو پہلے کچھ اور تھے لیکن آہستہ آہستہ سید بن گئے تھے جن کی شان میں یہ شعر موزوں ہے۔ پیش ازیں قصاب بودم۔ بعد ازاں گشتیم شیخ۔ غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم)۔ اپنے نوکر کو ساتھ لیکر سسرال میں گئے۔ سسرال والوں نے دونو کے لئے دو چارپائیاں بھیجدیں۔ مگر میر صاحب نے نوکر کو یہ کہکر چارپائی پر سونے نہ دیا کہ تم نوکر ہو کر ہمارے برابر چارپائی پر لیٹو گے۔ نوکر بیچارے نے یہ سنکر زمین پر بستر اکر لیا۔ دو تین دن سسرال میں رہکر واپس گھر آتے ہوئے راستہ میں ایک گاؤں میں جو ٹھیرے تو اتفاق سے وہاں میر صاحب کو بھی چارپائی نہ ملی اور حضرت کو ناچار زمین پر ہی بستر اکرنا پڑا نوکر یہ حال دیکھکر دوڑا اور گاؤں میں جاکر ایک پھاوڑا (جس سے مٹی کھودتے ہیں) مانگ لایا اور اپنے بستر سے والی جگہ پر گڑھا کھودنا شروع کیا۔ میر صاحب نے

پوچھا کہ یہ کیا کرتا ہے؟ نوکر بولا - چونکہ آپ زمین میں سوتے ہیں اور
میں نوکر ہو کر آپ کی برابر نہیں سو سکتا - اس لئے گڑھا کھود
کر اُس میں بستر اکروں گا ؛

(۵) ذاتی خدمت کی بنا پر چیلونکو خودغرض وغیرہ

بتلانا - اوّل تو مرکز صاحب کیا اتوار کی اپنی اُپاسنا میں
اپنی ذاتی خدمت کے لئے بطور اشارہ - پرچارکوں کو خودغرض
کمینہ - نیچ وغیرہ اور کیا بات چیت میں براہ راست کہکر
اور یوں دریافت کرکے کہ "تم میرے لئے کیا کرتے ہو" اکثر
خودغرض کہا ہی کرتے تھے - لیکن ایک روز راولپنڈی سے
واپس آنے پر پنڈتا ئی جی کی اس شکایت سے کہ مرکز صاحب
کی غیر حاضری کے مہینہ کی بابت اُن کے پرسنل (ذاتی)
(عہ ۱۲) روپیہ کہ جو منجملہ ۶۰ روپیہ کے مقرر ہیں وہ چیلوں نے
پیچھے اُنکو نہیں دیئے تھے بے تحاشہ امر سنگھ اور موہن لعل پہ
خفا ہوئے - اور جب اُنہوں نے حساب سمجھا دیا کہ غیر حاضری
کی وجہ سے نہیں دیئے گئے تو فرمایا کہ اگر ایسا ہی کمینہ بنا

تھا تو ہر ے خوراک کی بابت جیسے اور کلیوں[5] کے کاٹے جاتے

ہیں ہمارے بھی کاٹ کر باقی دیدیا ہوتا ۔

(۲) ۔ اپنے منہ سے کیے ہوئے مہاتما کو برا بھلا کہنا

ایک روز کیوٹہ یا بہاولپور کے آئے ہوئے خط میں سے

برہمہ سماج کے ایک منسٹر کے دیو سماج کے برخلاف کہتے پھرنے

کی خبر پڑھکر زبان مبارک سے فرمایا وہ ہماری نسبت کیا

جوٹھی خبریں اُڑاتا پھرتا ہے ہم تو اُس کی جڑ بنیاد رام موہن رائے

کی ایک بوتل شراب اور ایک بکرا ہر روز سے شروع کرینگے

تاکہ سالے کو جواب نہ آوے ۔

حصہ سوم ۔ پرچارکوں کی خانہ بربادی ۔

اب میں پرچارکوں کی تصویر کو ہاتھ میں لیکر کہ جس میں کیا

مرکز صاحب کو چھوڑ کر سولہ پرچارک اور امیدوار پرچارک

وغیرہ ہیں اور جنمیں سے چھ علیحدہ ہو جانے کے باعث لگایا

---

[5] یہ پرچارکوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اُن ہی کلیوں کے بہرے

بابت خوراک کٹتے ہیں ۔

دس ہی ہیں۔ فرداً فرداً ایک ایک کی خانہ بربادی بتلانا شروع
کرتا ہوں ۔

(۱) منگل دیو جی۔ اُنکی بیوی اور بچّوں کی جو گت بنی اور اسوقت
بن رہی ہے۔ وہ میرے ٹریکٹ کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ
نہیں ہے اُن کی عورت کو سانپ اور بچّوں کو کنجری سے پیدا شدہ
سمجھا جاتا ہے اُن کی بُڑھیا ماں کو کہ جس کا اُس کی ضعیفی میں
سوائے بھائی منگل دیو جی کے اور کوئی خبر گیراں تک نہیں۔
مشن سے جو پہلے پانچ روپیہ اور کچھ مہینوں سے تین روپیہ ماہوار
روٹی کے لئے دیا جاتا تھا وہ بھی بند کر دیا۔

(۲) پرکاش دیو جی۔ (پہلا نام دیو چند گُپتا) کہ جو نہ صرف
اپنے والد کے گھر میں ایک بلکہ خاندان میں ایک لڑکے تھے
اور جن کے خود دیو سماج کے پرچارک بننے سے اور مقدمہ کر کے
اپنے بچّوں کو اپنے والد کے پاس سے لے آنے سے۔ جو خاندان
کی نسل قطع ہو جانے کا خیال ہندوستان کے ہر ایک نیک
خیال کے آدمیوں میں بہت زور کے ساتھ سمایا ہوا ہے اور

جس کی وجہ سے ان کے والد اور دیگر رشتہ داروں کو خاص
صدمہ پُہنچا اُسے چھوڑ کر یہاں آشرم میں آنے پر انکے بیے ماں
بچوں کی جو قابل رحم حالت ہے اور جبکہ خاصکر اُن کے لڑکے کی
نسبت ایک روز تذکرہ چلنے پر مرگز صاحب نے یوں کہا کہ "پرکاش
دیوجی پربھودیال (لڑکے کا نام ہے) کو سولہ برس کی عمر تک ہی
آزمانا چاہئیے کہ اُس کی زندگی میں تبدیلی ہوتی ہے کہ نہیں ورنہ
جسقدر روپیہ اُس کی تعلیم اور پرورش وغیرہ پر خرچ ہوگا وہ گویا
محض فضول ہی جائیگا۔ (آپکے یہاں بھی۔ ڈاکٹری سب انجنیری
انٹرنس۔ وغیرہ پاس کرکے نوجوان آتے ہیں۔ اُن کی تعلیم اور
پرورش پر کیا اُن کے والدین کا کچھ خرچ نہیں ہوتا؟) کیونکہ ممکن
ہے کہ اُس کے دادا نے بیاہ وغیرہ کا اُس کو لالچ دیکر یہ بھی سمجھایا
ہوگا کہ ۱۸ برس کی عمر کے بعد تم آزاد ہو جاؤ گے پھر وہاں سے
چلا آنا" دیکھئے آزادی کا کیا زندہ ثبوت ہے! جو صاف ثابت کرتا
ہے کہ وہ اپنے پرچارکوں کے بچوں کا جایز عمر تک کبھی حق دینا
نہیں چاہتے ؞

(۳۱) - دیورتن صاحب - پہلا نام میلا رام - ان کی بیوی اور لڑکی کی جو دُردشا ہوئی ہے - وہ میرے ٹریکٹ کے دیکھنے والے صاحب دیکھ چکے ہوں گے اس کے علاوہ اُن کی ایک بوڑھی بیوہ ماں گو اُس بیچاری کا کسیقدر خبر گیراں اُن کا ایک بڑا بھائی ہے - لیکن اُس کی آمدنی صرف اتنی ہے کہ بمشکل اپنا گذارہ چلا سکتا ہے

(۳۲) - سندر سنگھ جی - کہ جو مشن میں آنے سے غالباً - ۸ - ۱۰ روز پہلے مُکلاوہ کر کے لائے تھے - اور اُن کی بیوی کے خطوط بھی اُن کے نام اس قسم کے مضمون کے آئے - کہ میں تمہاری زندگی میں گویا ایک قسم کی بیوہ ہوں - مگر اللہ رے مرکز صاحب کی سنگدلی اور بیرحمی اُس خط کا جواب اُن سے یہ لکھوا دیا کہ میں دیو دھرم مشن میں زندگی دے چکا ہوں - اب میرا اُس پر کوئی اختیار نہیں - اور اسی طرح اُن کے ماں اور باپ کے بیماری کی حالت میں اخیر وقت مُنہ دیکھنے کی آرزو کے خط آئے - مگر ان بیچاروں بے نصیبوں کو مرکز صاحب کی سنگدلی سے اپنے پیارے اور لاولدی کی وجہ سے مُتبنّٰی کر دیئے بیٹے کا اخیر وقت مرتے دم مُنہ تک دیکھنا نصیب نہ ہوا - اور حسرت بھرے

آرزو لیکر اس دنیا سے ترستے ہوئے رخصت ہوئے !!

(۵)۔ بھائی عطر سنگھ جی۔ ان کی نسبت مجھے زیادہ حالات معلوم نہیں مگر ان کا ایک بوڑھا باپ ہے۔ اور اس نے ایک مرتبہ نہایت دکھی ہو کر انکو یہ الفاظ کہے۔ تو نے مجھکو بہت بڑا دھوکھا دیا اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تو اس طرح دھوکھے باز نکلیگا تو میں اپنی جائداد برباد کر کے تجھے نہ پڑھاتا ۔

(۶)۔ جھانگی رام صاحب۔ ان کی بابت کسی قدر حالات ایک کتاب سے کہ جو عنقریب "دیو دھرمیوں کے بیچ چلنے" کے نام سے کیوٹہ میں چھپی ہے سناتا ہوں "اب ہم آپ کو ایک دیو دھرمی پرچارک کا حال سناتے ہیں جس نے فروری گذشتہ میں ملازمت چھوڑ کر پرچارک بننا منظور کیا۔ باسواے بہت ہی ادنیٰ درجہ کی تعلیم اور کمزور دماغ رکھنے کے یہ شخص قرضدار ہے۔ اور اس قرضہ کے ادا کرنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی ...... اس پرچارک کی والدہ چکی پیسکر شکم پروری کرتی ہے اور بھائی گدھے لادتا ہے اور بمشکل تمام بال بچوں کو پال سکتا ہے" ۔

(۷)۔ سب سے بڑے چیلے امر سنگھ صاحب ہیں۔ ان کی
بیوی انکے بھگوین رنگنے کے بعد زہر کھا کر سنہ ۸۶ء میں مر چکی ہے
صرف ایک لڑکا تھا کہ جس کو دیوتا اور دیو دھام یا شانتی دھام
کا باسی بنانے دیو آشرم میں لائے تھے چند دن بعد ہی اُسے
مرکز صاحب نے مار پیٹ کر نکال باہر کیا۔

(۸) میوہن دیو۔ جن کا پہلا نام موہنداس ہے۔ جو کہ سندھی ہیں
اور بلوچستان لورالائی وغیرہ میں کسی محکمہ میں ماہانہ ۱۳۰ روپیہ
ماہوار کے ملازم تھے۔ علاوہ نوکری چھوٹنے کے کہ جسنے اُن کے
ماں باپ اور خصوصاً بیوی کو تکلیف اور مصیبت کی زندگی بسر
کرنی پڑی ہے۔ پچھلے سال اُن کے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا
وہ مر گیا۔ اور اب اس نئی دیو انوستھان بدھی کے قاعدہ
کے مطابق وہ اپنی بیوی سے تعلق پیدا نہیں کر سکتے۔ پس
بیوی کو ان کی زندگی میں بیوگی اور قطع نسل اور اُس کی اخیر
زندگی کی تکالیف وغیرہ کا خیال دل میں لانے سے بدن کے
رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

(۹) بھوجا رام - ان کے زیادہ حالات مجھے معلوم نہیں
مگر غالباً انکے ماں باپ ہیں - اور وہ غریب اور مقروض ہیں
اور جوان کے بھیجے ہوئے روپیہ سے گذارہ کرتے تھے شادی
اُن کی ابھی تک نہیں ہوئی تھی - جب ہی بیچارے نے دیو
پدیوار میں تجویز لگائی تھی افسوس کہ مرکز صاحب نے کام
بگاڑ دیا *
(۱۰) بھائی شنکر سنگھ جی - ان کی ایک بڑھیا ماں ہی باقی ہے
اُس کے گذارے کے لئے دو اڑھائی روپیہ ماہوار مشن سے ملتا
ہے جسمیں وہ بیچاری نہ معلوم کس طرح اپنے دن پورے کر
رہی ہے - یوں تو چیلے چانٹے سادھن لیکر کوڑھیوں کی خدمت
کرنے جاتے پھرتے ہیں - اور بڑے فخر سے فادر ڈیمی این کی
نقل اوتارتے اور دھرم جیون ہیں نکالتے ہیں لیکن یہ بڑھیا
بیچاری لاوارثی لاہور میں ہی بہت دن سخت بیمار رہی -
ایک غیر شخص نے اُس بیچاری کی خدمت کی - مگر دیو سماج کا
کوئی دیوتا معلوم ہو جانے پر بھی اُس کی خبر تک کو نہیں

بھیجا گیا !

(۱۱)۔ لوچا رام صاحب۔ جو جون ۱۹۱۲ء سے قطع تعلق کر چکے
ہیں۔ اُن کے ساتھ روانگی کے وقت جو گالیاں دینے کا سلوک
ہوا۔ وہ نہ صرف نازیبا بلکہ کمینہ پن کا کافی ثبوت ہے +

(۱۲)۔ خود میں ہوں۔ میں اپنا ذکر اپنے منہ سے کیا کروں لیکن
پھر بھی اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے دو بھائی اور تھے
ایک سب سے بڑا دوسرا چھوٹا۔ اُن دونو کا انتقال ہو چکا ہے۔ میرے بوڑھے
والدین اسوقت ۷۰ سال سے زیادہ عمر کے ہیں۔ زندگی ڈیوشن
میں دینے سے پہلے میں اُن کی کم وبیش خبرگیری کا خرچ بھیجکر کرتا
تھا اگرچہ پھر بھی وہ رقم دیوسماج میں چندہ وغیرہ اور ممبری وغیرہ کا
فیس جو کچھ میں دیتا تھا اُس سے کم ہوتی تھی۔ زندگی دیتے وقت
میں نے اُن کو لکھ بھیجا کہ آپ مجھے اب میرے دوسرے بھائیوں کی
مانند مرگیا سمجھیں کیونکہ میں آپ کی خدمت اب روپیہ کے ذریعہ
نہ کر سکونگا +

(۱۳)۔ خود شاہزادہ ولیعہد۔ ارجیدیو سنگھ۔ مرکز صاحب کے

بڑے لڑکے) صاحب ہیں۔ اُن کی خانہ بربادی کیا۔ بلکہ سب اُن کے لئے ہی ہو رہا ہے ٭

باقی لیڈیز ہیں۔ چونکہ لیڈیز کا ذکر کرنا کسیقدر نازک معاملہ ہے اس لئے میں اُسے بالکل چھوڑتا ہوں۔ امید کہ آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیں گے ٭

ان سب موجودہ پرچارکوں کے علاوہ کئی اور بھی ہیں کہ جو آئے چلے گئے۔ مگر پھر بھی اُن کی خانہ بربادیاں ہوئیں۔ منجملہ اُن کے ایک برکت رائے جی کا ذکر میں اس جگہ کرونگا اُنکے باپ کے اُن کے برخلاف مقدمہ وغیرہ کرنے کے حالات سے بہت لوگ واقف ہیں اور جس میں بڑے جوشلے کے ساتھ برکت رائے جی نے اپنے باپ اور بڑے بھائی کا عدالت میں مقابلہ کیا۔ ۷۔ جون ۱۹ء کے پرچہ دھرم جیون میں جو اُن کے یکم جون ۱۹ء کی شام کو چپ چاپ کہیں چلے جانے کا ذکر درج ہے اور نیز اُسکے پانچ مہینے پہلے بھی اُنہوں نے ویسا ہی کیا تھا اور چوتھے روز واپس آئے تھے اُسکے صاف

ثابت ہے کہ اُن کے ساتھ ٹھیک سلوک نہیں ہوتا تھا۔ آشرم میں
رہنے سے پہلے مجھے جتنی اتنا ہی معلوم تھا۔ مگر آشرم میں رہکر
جو اُن کی بابت حال معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے۔ اُن کے چلے
جانے سے کچھ عرصہ پہلے ضمیمہ دھرم جیون میں کہ جس میں عموماً
آریہ سماج کے متعلق حالات ہوا کرتے ہیں کچھ غلطی آریہ سماج کے
متعلق حالات میں واقع ہوئی کہ جو معلوم ہونے پر فوراً اُس
ضمیمہ کو ردّی کیا گیا اور رات رات کرکے دوسرا ضمیمہ چھپوایا
گیا۔ اُن ردّی شدہ ضمیموں ہیں برکت رائے جی نے جنکے
پاس اُن دنوں کتابوں کی روانگی کی مدتھی کتابوں کے پیکٹ
باندھکر بھیجنے شروع کردیئے۔ اتفاقاً ایک پیکٹ مرکز صاحب
کی نظر پڑ گیا اور اُنہوں نے یہ معلوم کرکے کہ وہ ضمیمہ اس طرح
باہر بھیجا جاتا ہے۔ برکت رائے بیچارے پر اپنی پُرغضب فطرت
کے تقاضے کے مطابق ازحد خفگی کا اظہار کیا۔ جس کے بعد
وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں جا لیٹا۔ شام کے وقت جب سب
لوگ کسی پرائیویٹ میٹنگ میں شریک ہونے کے لئے دیولمبے

(وہ جگہ جہاں اوپاسنا وغیرہ ہوتی ہے) میں چلے گئے۔ تو وہ ننگے سر ننگے پاؤں صرف ایک کرتہ گلے میں۔ (کیونکہ اُن کا جوتا اور سر کا صافہ اُن کی کوٹھری سے ہی پڑا ہوا ملا) آشرم سے رخصت ہوئے۔ آشرم میں یہ خبر عام ہے کہ غالباً برکت رائے جی نے دریا میں ڈوبنے کے ذریعہ خودکشی کی۔ چنانچہ ایک دفعہ خود میرے ساتھ مشن سے چلے جانیوالوں کا ذکر آنے پر مرکز صاحب نے فرمایا کہ "برکت رائے جی غالباً اس دنیا میں نہیں ہیں مگر اُنہوں نے بنسبت اول چوز (برائیوں میں بہتر بُرائی پسند کرنا) کیا ہے یعنی مشن سے باغی ہو کر جو لوگ دنیا میں چلے جاتے ہیں وہ بھی بُرائی ہے اور خودکشی بھی برائی یا گناہ ہے لیکن دونوں میں بہتر بانسبت پچھلا ہے" پس اس سے آپ لوگ قیاس کر سکتے ہیں کہ اُس بیچارے کا کیا انجام ہوا اور اس نے اُس کی خانہ بربادی سب سے بڑی ہوئی۔ اگر دیو آشرم کی یہ خبر سچ ہو اور غالباً سچ ہی ہو گی تو مرکز صاحب کی غضب آلودہ فطرت سے تنگ آ کر وہ بیچارہ کتنا بڑا گناہ کرنے پر مجبور ہوا۔

اس کے بعد میں بیان کروں گا کہ گویہ سب کچھ ہوا اور نہ صرف

میرے نزدیک بلکہ اُن میں سے بہتوں کے خود اُنکے اپنے نزدیک

بھی خانہ بربادی ہو کر وہ خود اس خوفناک نظارے یا اس کے نتائج

کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ یا اپنے اندر سے کیونکر تشفی پا رہے

ہیں میں نے خود دیکھا کہ اُنمیں سے کئی کا حال مسمریزم شدہ آدمی کی طرح ہو چکا

ہے اور وہ مثل اُس قیدی کے کہ جو عمر قید تھا اور اُس کو جیلخانہ

میں پچیس ۲۵ سال کے قریب گذر چکے تھے کہ بادشاہ کی جوبلی کے موقعہ

پر رہا کیا گیا اور وہ جیلخانہ سے نکلکر چند قدم یا شہر تک باہر بھی

آیا۔ مگر جیل کی بود و باش اُس کے دماغ میں ایسی اثر پذیر ہو چکی

تھی کہ وہ پھر داروغہ کے پاس گیا اور اپنی قیدخانہ والی اُسی

کوٹھڑی میں جانے کی بابت درخواست کی۔ ٹھیک اُسی قسم

کی حالت اُن میں سے کئی کی ہو چکی ہے جس کی میں یہاں کئی

مثالیں سناؤں گا۔

اول۔ جب میں نے استعفے دیا اور اُس کی وجوہات میں

مرکز صاحب کی گالی دینے کی عادت بتلائی تو اسی روز رات کو

ایک پرچارک دوسرے سے بات چیت کرتا ہوا کہتا ہے "گالی دینے کی بھلی شکایت کی! گالی دینا بھی کوئی بات ہے! گالی تو غصے کا بیرونی فارم ہے!!"۔ کیا غصہ کا نیا فارم اب دیوبدھان کی روشنی میں دیوگرو کے ذریعہ نازل ہوا ہے!!!

یوں تو پھر کسی کو لاٹھی یا سونٹا مارنا بھی غصے کا بیرونی فارم ہے کسی کا تلوار سے گلا کاٹنا بھی غصے کا بیرونی فارم ہے۔ کسی کے پیٹ میں بندوق یا پستول کی گولی مارنا یا چھرا گھسیڑ دینا بھی غصے کا بیرونی فارم ہے۔ پس اس الہام کے ذریعہ سے تو خونی بھی مجرم نہ ہوئے ۔

دوم۔ اُسی روز ایک پرچارک دوسرے سے کہنے لگا۔ "دیکھئے مہاتما جی نے گالی نہ دینے کا اقرار نہیں کیا" گویا پرچارک صاحب خود پسند کرتے ہیں کہ مرکز صاحب اُنکو گالی دیا کریں (شاید کچھ خاص لطف اُنہیں کو آتا ہوگا)۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ انسان اتنا کمینہ ہو جاوے کہ اُس کے اندر گالی تک بھی اثر پذیر نہو اور پھر وہ اس حالت کو فرشتہ یا دیوتا پن سمجھے۔ ایسے

زیادہ خوفناک تصویر اور کیا ہوگی ؟

سوم - ایک بڑے چالاک اور ہونہار چیلے صاحب کہ جنہوں نے میرے اس معاملے میں مرکز صاحب کو خوش کرنے کے لئے دھوکے بازی سے بھی اعلانیہ کام لیا ہے - فرماتے ہیں - "اگر میں مہاتما نیہ جی کو اپنی آنکھ سے کوئی بُرا کام کرتے بھی دیکھ لوں - تو میں سمجھوں گا کہ میری آنکھ مجھے دھوکھا دیتی ہے مگر وہ گناہ سے پاک ہیں" - اب اس سے زیادہ اندھیرا اور کیا ہو سکتا ہے ؟ - اور اِسنے بڑھکر اندھی غلامی کا کیا ثبوت میرے ہموطن چاہتے ہیں ؟ - کیا جسوقت یہ پرچارک کسی کو اُپدیش دینے کے لئے جاوے تو کیا اُس کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ شخص اس پرچارک کو دتھکارے اور کہے کہ تو پہلے جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کر - ممکن ہو سکتا ہے کہ تیرے کیسا احمق یہ بھی یقین کر بیٹھے کہ یہ دنیا اور ایشور ہی نہیں ہیں اور میری آنکھ مجھے دھوکھا دیتی ہے اور اسی یقین کو پختہ کر کے شاید تو نے سمجھ لیا ہے کہ تیرے بیوی اور بچہ ہے ہی نہیں - اور ایسے

سے تو اُن سے بولنا تک نہیں ۔

چہارم - ایک پرچارک نے میرے ڑکیٹ سے بائی جی کے معاملہ کو لیکر کماری پرمیہ یوی جی سے کہا کہ کیا آپکے نزدیک مہامانیہ جی کا بائی جی کو اس طرح پر سخت بدنی سزا دینا نادرست نہیں ؟ اُنہوں نے فرمایا - "یہ تو کیا ہم نے اس سے بھی بڑھ بڑھکر نظارے دیکھے ہیں" (شاید کسی کو بسمل کر دیا ہوگا - یا کسی کا ہاتھ پیر توڑ دیا ہوگا - اسّے بڑھکر تو یہی دو درجے باقی ہیں) پرچارک مذکور کا بیان ہے کہ کماری جی ایسا کہکر اس معاملے کو اپنے نزدیک بہت خفیف اور ناقابل لحاظ ثابت کرکے میری توجہ اُس طرف سے پھیری تھی مگر اس فقرہ نے کہ "ہم نے اسّے بھی بڑھ بڑھکر نظارے دیکھے ہیں" مجھے اور بھی نفرت دلائی ۔

پنجم - میرے نیچے کے بیان سے آپ پر اُن کے مسمریزم شدہ ہونیکا حال بخوبی عیاں ہو جائیگا - اور کسی قدر ہنسی بھی آئیگی کہ ایک آدمی مداری بنکر کس طرح جو چاہتا ہے پرچارکوں کے منھ سے بندر کی مانند نکلواتا ہے یعنی اتوار صبح کی اُپاسنا میں ویدگرو جی آنکھیں بند کرکے بولے

اور ڈانٹا کہ "تم لوگ کیا دیوت ولونت کی زندگی بکار رتے پھرتے ہو
جب تم اس کی جس نے تمہارے لئے ان سب برکتوں کا دروازہ
کھولدیا شکرگذاری کی بنا پر کچھ ذاتی خدمت نہیں کرتے تو پاپیوں کے
ساتھ ہمدردی وغیرہ کرنا ٹھٹھا ہے اس لئے تم نیچ ہو۔ کمینے ہو۔
خودغرض ہو وغیرہ وغیرہ" تو اسوقت کئی ست نچھتے پر ارتھنا کرنے لگے
کہ "ہے پرم دیو پرمیشر تم نے جو اپنے پاک سیوک کے ذریعہ میری اس
گہری ناپاکی کی اوستھا کو دکھلایا ہے اس دیوجوتی کے ذریعہ اپنے
اندر غوطہ لگا کر میں دیکھتا ہوں کہ میں نہایت ہی کمینہ ہوں۔ پاپی
ہوں۔ اول درجہ کا نیچ ہوں۔ (ناک منہ چڑھا کر) میں نہایت ہی
سوارتھ اور نفسانیت کا غلام ہوں وغیرہ وغیرہ" گویا ٹھیک اسیطرح
کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ تم پاجی ہو۔ کہا ہاں صاحب میں پاجی ہوں۔
پھر کہا تم الو ہو۔ کہا ہاں صاحب میں الو ہوں۔ پھر کہا تم گدھے
ہو۔ کہا کہ ہاں حضور میں گدھا ہوں۔ پھر کہا بیٹھو تو بیٹھ گئے۔ پھر کہا
اٹھو۔ تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر کہا رونے لگو۔ تو رو پڑے +
اب جن ہیغزوں کی یہ کیفیت ہو اگر وہ یہ سب کچھ کر کے بیباک

میں ظاہر کریں کہ ہم ایک شخص کے قیدی ہیں۔ تو پھر اتنے قابل اعتراض نہیں۔ مگر اس پر طرہ یہ کہ اُس حالت کو حقیقی آزادی بتلایا جا کر لوگوں کے کان کھائے جاتے ہیں۔ جو اول درجہ کا جھوٹ ہے ۔

حصہ چہارم - یہ سب ان لوگوں کی دُردشا اور خانہ بربادی اور اُن کے رشتہ داروں کی تباہی کس کے لئے؟ اور مانگ تانگ کر سینکڑوں روپیہ بہت سے لوگوں سے اُن کے جائز اخراجات میں بھی کمی ڈلوا کر لانا کس کے لئے؟ کیا پبلک بھلائی کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ اگر پبلک بھلائی کے لئے ہوتا تو پھر اتنا شکایت کا مقام نہ تھا ۔

آخر پھر کس کے لئے؟ میں کہونگا کہ ایک اُن صفات سے موصوف شخص اور اُس کے کنبہ کے لئے کہ جن کا مختصر سا ذکر میں نے اوپر حصہ دوم کے بیان میں اپنے استعفا کی وجوہات ظاہر کرتے ہوئے کیا ہے یعنی ایک پُر فریب - انتقام دہ - خود غرض - طامع - بے انصاف - مغرور - چڑچڑا - نشہ باز ۔

اور پھر کس کے لیے ہے؟ ایک ایسے شخص کے لئے کہ جو خود شادی پر شادی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور دوسروں کو ظاہر اور پوشیدہ ناجایز طور پر نہ صرف روکتا ہے۔ بلکہ جو شادی شدہ بھی ہیں اُنکے تعلقات کو بھی کٹواتا ہے +

اور پھر کس کے لیے ہے؟ ایک ایسے شخص کے لئے کہ جو فنڈس کی کمی میں پرچارکوں کا خون خشک کرکے اور اُن کے اشد ضروری پرورش کے ذریعے بند کرکے بھی اپنے لیے مقررہ پرائیویٹ روپیہ ہر ماہ بنک میں جمع کرتا ہے۔ اور اپنے بعض اخراجات میں پہلے سے بھی بیشی کرتا ہے ⁂

اور پھر کس کے لیے ہے؟ کہ جو انڈیا یا ہندوستان[1] کے ماں باپ کو کنجر۔ خبیث۔ راکھیس وغیرہ بتلاتا ہے۔ اس کے متعلق میں آپکو مرلیز صاحب کے تصنیف کردہ ٹریکٹ موسومہ اولاد کے ساتھ دنیا پرست والدین کا سلوک" سے پڑھکر سناتا ہوں ⁂

---

[1] شائد اکبرپور ضلع کانپور کو آپنے ہندوستان سے باہر سمجھا ہوا ہے ⁂

صفحہ اول۔ "اس ملک (مراد ہندوستانی سے ہے) کے انسانی

ماں باپ کا اگر جانوروں اور پرندوں کے ماں باپ سے مقابلہ

کیا جائے تو پھر معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کیسے خبیث اور

پشاچ ہیں" +

صفحہ ۔۴۔ "جیسے کنجر لوگ کسی لڑکی کو خرید لاتے ہیں اور اسے لوچی

بنا کر اپنے روپیہ کے وصول اور لگاتار آمدنی حاصل کرنے کے لئے

اسے پیشہ کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور اگر کسی سبب سے وہ پیشہ کے

پاپ سے واقف ہو کر اس سے بھاگنا یا اُن کے پنجہ سے نکلنا چاہے

تو اُسے کسی طرح نکلنے نہیں دیتے اور آپس میں بڑے فخر کے ساتھ

اُس کی شکایت میں بیان کرتے ہیں کہ لوچی ہم نے اس قدر روپیہ

یوں ہی خرچ کئے ہیں۔ ویسے ہی انڈیا کے ناپاک والدین کا

حال ہے۔ اور وہ اُن بچوں کو جو کہ اُن کے ہاں قانون قدرت

کے موافق پیدا ہو جاتے ہیں اور جو بیچارے نہیں جانتے کہ انہوں نے

کہاں اور کن پشاچوں کے گھر جنم لیا ہے اپنی کمائی کا ذریعہ

بناتے ہیں" +

صفحہ ۵ ۔ غلامی کے حامی اور خبیث والدین سے دریافت

کرنا چاہیے کہ تم ذرا بتلاؤ تو سہی کہ تم نے اپنی اولاد کے ساتھ

خودغرضی کی بنا پر کیا کچھ سلوک کیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے

کہ ماں کے جسم میں اگر پرم دیو پرمیشور دودھ پیدا نہ کرتے تو وہ

ہرگز بچے کو اپنا دودھ نہ پلا سکتی اور دودھ یا کسی اور غذا کے

علاوہ جسم کو زندہ رکھنے اور زندگی کے لئے ہوا اور روشنی پیدا

کرنے اور پھیپھڑوں اور دل کی حرکت جاری رکھنے اور خون

کی رفتار کے قایم رکھنے اور غذا کے ہضم کرنے وغیرہ میں کس نے

کام کیا ہے؟۔ اور جس وجود پر اس قدر دعوے کیا جاتا ہے

اُسی کو کس نے تیار اور ظاہر کیا ہے؟۔ جواب میں کہنا پڑیگا کہ

ایشور نے۔ اب میں اس کے مقابل ٹھیک اُنہیں کے الفاظ

میں سوال کرتا ہوں کہ اندھی غلامی کی از سر نو بنیاد ڈالنے والے

دیوگروؤں سے دریافت کرنا چاہیے کہ تم ذرا بتلاؤ تو سہی کہ تم اپنے

غلام چیلوں کے ساتھ خودغرضی کی بنا پر کیا کچھ سلوک کر رہے ہو؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ دیو دھرم کا دیو بدھان یا دیوتا دیا

اُس کی روشنی اگر وہ کچھ ہو بھی (جس کی حقیقت بھی اچھی طرح
کھُل گئی کہ کس قسم کا وہ خیال ہے) اگر پرم دیو پرمیشور تمہیں نازل
نہ کرے تو تم ہرگز کسی روح میں ایک ذرہ بھر تبدیلی پیدا نہ کرسکتے اور
جس روح کی پکار مچا کر خانہ بربادیاں اور ابلہ فریبی شروع کی ہوئی
ہے اُس کی ہدایت کے لئے نیچر کے خزانہ میں لاانتہا عمدہ آیتیں
کس نے رکھی ہیں اور خود اُس روح کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جواب یہی
کہنا پڑیگا کہ ایشور نے۔ پس اگر ایشور کی عطا کی ہوئی صد ہا آیتیں
کیکو مثلاً اگر تم اُسپر اپنا سکہ یا حق جما کر اُسے اپنی ذاتی خدمت لینے
کے مستحق ہو اور آپ کی ذاتی خدمت نہ کرنے سے اگر کوئی شخص
خود غرض وغیرہ بنایا جاسکتا ہے تو پھر ماں باپ کہ جن کے ذریعہ
روح دنیا میں پیدا ہوئی۔ اور خصوصاً ماں کی وہ خدمات کہ جو
حمل کے زمانہ سے لیکر برسوں گرمی سردی بیماری اور بچہ کی بیماری
میں ماں کی پرہیز دار غذا اور راتوں کی شب بیداری اور بے آرامی
اور کھڑا اکھڑا اپھرنا (جس کی حقیقت ذرا ... اپنے گھر میں ہی دریافت
کریں کہیں باہر جاکر پوچھنا نہیں پڑتا) وغیرہ کس غضب کی تکلیف

اُٹھا کر اور مضبوط محبت سے بھر کر رکھتی ہے۔ اور باپ سیکڑوں

روپیہ خرچ کرکے اُسے تعلیم دیتا ہے۔ (آپ تو پرکاش دیو جی

کے لڑکے کو دو تین سال بھی مشن کے خرچ سے اس ہم میں

پھنسکر ۱۴ برس کا ہو کر چلا نہ جاتے پڑھانا پسند نہیں کرتے یا

پڑھانے سے ڈرتے تھے اور جس کے لئے آپ کے پرائیویٹ روپیہ

سے ایک حبہ خرچ نہیں ہوتا تھا کیونکہ ابھی اُس کے باپ نے ہزار روپیہ

مشن میں دیا تھا۔ پس جب آپ اپنے تئیں دنیا پرست نہ سمجھکر

یہ عملی زندگی اس پہلو میں رکھتے ہیں تو کیا دوسرے لوگوں کے

حق بجانب ہونے میں شک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں) تو کیا

اُن کا اولاد پر کچھ حق نہیں؟ اور اپنی اولاد کے آپ کی بھکاوٹ

میں آکر برعکس سلوک سے اگر وہ بطور شکایت کے کچھ لب کشائی

کریں تو کیا بیجا کرتے ہیں؟ اوہ! ۔ خود غرض انسان اپنے لئے

جن بٹوں سے تولتا ہے اُس کا پاسنگ بھی دوسروں کیلئے

روا رکھنا پسند نہیں کرتا۔

انڈیا کے والدین کو مذکورہ بالا کنجر و خبیث وغیرہ نام دیکر بھی

مرکز صاحب کی تسلّی نہیں ہوئی - اور نہ ہی جوش ٹھنڈا پڑا.
کیونکہ اگلے ہی صفحہ پر وہ یوں لکھتے ہیں ؛
صفحہ - ۹ "وہ ایک معصوم بچے کو سن بلوغت کے آنے تک اپنے پاس رکھکر نہایت بُرا اور نہایت مکروہ بنا دیتے ہیں - (اور آپ نے اپنے فرزند شانتی نارائن اگنی ہوتری کو دیوتا بنا کر آشرم سے نکالا ہے) وہ پیدائش کے وقت بالکل معصوم ہوتا ہے لیکن یہ اُسے اپنی تعلیم اور تربیت سے آہستہ آہستہ جھوٹھا - شریر - مکّار - چور - ٹھگ - فریبی جعلساز زناکار کمینہ - ظالم - بدمعاش اور مثل اپنے پاپی اور دنیا پرست بنا دیتے ہیں" ؛
اسجگہ مرکز صاحب نے صاف بیان کیا ہے کہ یہ صفات اپنی اولاد میں والدین خود اپنی تعلیم اور تربیت سے پیدا کرتے ہیں - اگر یہ سچ ہے تو سچ سمجھکر تسلیم کرنا اور اگر جھوٹھ ہے - (جیسا کہ میرے نزدیک ہے کیونکہ اور لوگوں کو چھوڑ کر کوئی دیو پرچارک ہی گواہی دے کہ اُس کے باپ یا ماں نے کبھی اُس سے کہا

ہو کر بیٹا زنا کیا کر یا بدمعاشی کیا کر یا شرارت کیا کر، تو جھوٹے

کے لئے سچی نفرت کا اظہار کرنا یہ میں آپ ہی پر چھوڑتا ہوں +

اس کے بعد مرکز صاحب اپنے چیلوں کو ماں باپ کا حق محبت

ادا کرنے کی ترکیب بتلاتے ہیں۔ کہ جس کی رو سے والدین بیچارے انکو

لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں اور وہ دکھیا آہ سرد بھر کر اور کلیجہ

پکڑ کر اور صبر کر کے چپ بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ ترکیب یہ ہے +

صفحہ ۱۱۔ "ایک عقلمند اولاد بشرطیکہ اُن کی ناپاک غلامی اور دنیا پرستی

سے نکلنے (اور انکی پاک اندھی غلامی اور انسان پرستی میں پھنسنے)

کے صاف صاف کہہ سکتی ہے کہ میری جسمانی پرورش کے

خرچ کا دعوےٰ کرنے سے پہلے میرے اندر تم نے جسقدر

روحانی ناپاکی اور خباثت پیدا کر دی ہے اور جس ہزار

کوشش سے ایک پاپی روح کو پاپ جیون سے نکال سکتی اور

امر جیون حاصل کرنیکا موقع مشکل سے ملتا ہے اور جو نکلتی ہے اُسے

بھی اس راہ میں کسقدر کشمکش اور عذاب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے" اُس کے

لیئے تم کیا معاوضہ دینا چاہتے ہو۔ اور کیا مُنہ لیکر الٹے قرضے

دربار میں کھڑے ہونا چاہتے ہو؟" (یہ اُس ایشور کے دربار سے مراد معلوم ہوتی ہے کہ جس نے مرکز صاحب کو تمام دنیا کو پاپی وغیرہ کہکر کوسنے کا سرٹیفکٹ دیا ہے) +

حصہ پنجم - اپیل - اخیر میں میں آپ صاحبان کی توجہ خصوصیت کے ساتھ اس طرف چاہتا ہوں یعنی میں نے اور حصہ سوم میں جن خوفناک خانہ بربادیوں کا ذکر کیا ہے اور جس کا دائرہ گو اسوقت بہت ہی محدود ہے لیکن جس طرح مہذب پیرایہ میں یہ جال بچھایا گیا ہے اور جس طرح آہستہ آہستہ اس کا دائرہ فراخ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر حصہ چہارم میں میں نے بتلایا کہ یہ سب کچھ کس قسم کے ایک آدمی اور اُسکے کنبہ کیلئے ہو رہا ہے - وہ دل اور دماغ رکھنے والوں کے لئے سوچ کر نتیجے پر پہنچنے اور ضروری نفرت کا اظہار کرنے کیلئے کافی ہے۔ اب یہ آپکا اور ملک کے دیگر خیر خواہوں کا فرض ہے کہ ان جملہ امور کو حتی الوسع جتنا جلد ممکن ہو سکے روشنی میں لادیں۔ اور ایسے جو فروش گندم نما کی امداد سے ہاتھ اٹھادیں ایک ٹریکٹ جس نے دیو سماج کی اندرونی تصویر کے نام سے ابھی نکالا ہے اُسے پبلک میں پھیلا کر ایک ظالم

اور جابر شخص کے پنجے سے ناتجربہ کاروں اور بھولے بھٹکوںکو

بچاویں۔ اور بعض بھولی صورت مگر دباہ سیرت آدمی جو پرچار

ہوکر صرف شردھے یا شردھیہ یا شردھے برکی دُم اپنے نام

کے ساتھ لگے دیکھکر اس خوشی میں اور آئندہ ہسٹری میں نام یادگار

چھوڑ جانیکی خواہش سے اندھے ہوکر دوسرے نوجوان طالبعلموں

یا عورتوں کو دھوکھا دیتے پھرتے ہیں اور بندگان خداکو ایک

اُسی کی پناہ میں لے جانے کے بجائے ایک نفس پرست انسان

کی غلامی میں پھنسانے پھرتے ہیں اُن کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کریں۔

وقت آنے پر میں اپنے ٹریکٹ کا دوسرا حصّہ نکالنے کی آرزو رکھتا ہوں۔

میرے بعد بھائی سندر سنگھ جی نے دیو سماج سے اپنی علیحدگی اور

اُسکی وجوہات کے متعلق مختصر طور پر کچھ ذکر کیا اور اُسکے ثبوت میں

ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۲ء کے پرچہ ہائے دھرم جیون سے وہ بچن پڑھکر سُنائے

کہ جسمیں مرکز صاحب نے نئی روشنی پاکر پرچارکوں کو اپنا سیوک وغیرہ بتلایا ہے۔

انکے بعد بھائی پرکاش دیو جی نے بھی اپنی علیحدگی کے متعلق سندر سنگھ جی کی

رائے سے اتفاق ظاہر کیا۔

تمام شد

سنگیت مالا

بھجنوںکی کتاب اُردو حروف میں کافی ترمیم کے ساتھ پانچویں دفعہ ابھی چھپی ہے۔ عمدہ کاغذ کے تقریباً ۲۰۰ صفحہ پر بیراگ (معرفت) ارادھنا (حمد خدا) پرارتھنا (دعا) کے برہمو سماج کے علاوہ گورو نانک صاحب بھگت کبیر و دیگر صاحبان کے رچے ہوئے ۲۲۱ بھجن اور دلچسپ غزلیں درج ہیں قیمت فیجلد صرف ۸؍ ہے لائبریرین پنجاب برہمو سماج لاہور سے مل سکتی ہے۔

ضروری اطلاع

پیوریٹی سرونٹ (خادم پاکیزگی) نام کا ایک انگریزی اخبار ہر مہینے پنجاب پیوریٹی ایسوسی ایشن لاہور کیطرف سے شایع ہوتا ہے۔ جسمیں نوجوان طالبعلموںکی روحانی اور اخلاقی گری ہوئی حالت کے سدھارنیوالے مضمونوں پر بحث کیجاتی ہے۔ شرح چندہ صرف عہ معہ محصولڈاک درخواستیں منیجر پیوریٹی سرونٹ کے نام آنی چاہئیں۔

"شراب اور تماکو نوشی کی برائیاں اور انپر بہت سے مشہور ڈاکٹروں کی رائے" اس نام کا ۲۴ صفحے کا رسالہ چھپکر ابھی تیار ہوا ہے قیمت اسکی ۶ پائی۔ ۵۰ کاپی سے زیادہ کے خریدار کو خاص رعایت ہوسکتی ہے لائبریرین پنجاب برہمو سماج یا سکرٹری پنجاب پیوریٹی ایسوسی ایشن سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔

اصول براہم دھرم

(۱) خدا ایک ہے اور اُسکا کوئی ثانی نہیں وہی کل کائنات کا پیدا اور قائم رکھنے والا ہے
وہ قادر مطلق علیم کل محبت کل عادل پاک حاضر ناظر قدیم راحت کل اور نجات
دہندہ ہے۔ (۲) روح انسانی غیر فانی اور لا انتہا ترقی کے لائق ہے وہ اپنے افعال کیلئے خدا کے
آگے جوابدہ ہے۔ (۳) عبادت الٰہی روحانی ہونی چاہئے اور سچی راحت اور نجات حاصل کرنیکے لئے
عبادت الٰہی نہایت ضروری ہے۔ (۴) ایشور سے محبت کرنا اور زندگی کے کل کاروبار میں اُسکی مرضی کو
پورا کرنا ہی سچی عبادت ہے۔ (۵) خدا پر کامل وشواس (بھروسا) اور اُسکی عبادت ہمیشہ درشن کرنا
اور پرارتھنا دعا مانگنا ہی روحانی ترقی کے وسائل ہیں (۶) کسی مخلوق کو خدا جانکر اسکی پرستش
کرنا ٹھیک نہیں اور کوئی انسان یا کتاب غلطی سے مبرا اور روح کی نجات کا ایک اور
کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ براہمو [illegible] کیلئے راستی ہی کلام الٰہی ہے ہر قوم کی کتب
اور بزرگوں کے کلام راستی کی عزت اور تعظیم کیساتھ قبول کرنا واجب ہے۔ (۷) ایشور سب کے پتا
یعنی باپ اور کل انسان آپس میں بہن بھائی ہیں۔ (۸) خدا نیکی کی جزا اور گناہ کی سزا
دیتا ہے لیکن اسکی سزا ہماری بہتری کیلئے ہوتی ہے اور ہمیشہ کیلئے نہیں ہوتی
(۹) پاپ جیون کا تیاگ یعنی گناہ آلودہ زندگی کا ترک اور سچے دل سے توبہ پاپ کیلئے کفارہ ہے
منگل بھاؤ یعنی بھلائی اور پوترتا یعنی پاکیزگی میں ایشور کی مرضی جیتا ایک ہی [illegible] نجات ہے

ترا در بوتۂ گل بہر آن داوند این مہلت

کہ نسیم ناقص غنچہ را گنی کامل عیار اینجا

مژدۂ کوکاچاریہ

یعنی

دیانندی شادی

مولفہ گنگا بشن المعروف بہ بھورام سیوک

سکرٹری دھرم رکھک سبھا پشاور حال

وارد لاہور سنہ ۱۸۸۹ء

باجازت لالہ جیون مل سکرٹری دھرم رکھک سبھا پشاور

در مطبع شہاب ثاقب لاہور طبع گردید

رے من کہاں لسباری لاج - مانکہہ جنم دیو
جیون ٹہاکرتان سون رہیو نہ ساج - کاہیو
جگ ہوت بڑائی لوگ کہین مہاراج -
جگ مون جہل کرو رب ادبچاوت ہری
پہ رہی نہ پاج - سنت شرن گہے نام ارادہو
دُشٹ سنگ سون بہاج - تن من دہن
کہ ہری گن گاو سمجہو کاج اکاج - مرن جنم
سب بہو ابناشین پرہو تم سب کے
سرتاج -

ست گور اینمہ

سواس سواس ہری نام جپ برتھا سواس نکھو
کیا جانوں جوانت کا ہی سواس ست ہو

دل کا آئینہ پُر از زنگ صاف کر فہمید سے
منکشف ہو تب حقیقت اور جلوہ نور کا

راہ حق مین کھول آنکھیں اور قدم رکھ تھام کر
خرچ راہ کچھ باندہ ناوان یہ سفر ہے دور کا

دیباچہ

مؤلف گلستان حقیقت مین کہ جسکے چمن ہائے بے نظیر ولا ثانی بلکہ ہر ایک شجر کا ثمر مالا مال از مروارید ذرہ ذرہ بہمہ رنگ سر سبز و شاداب بھید نہانی کے رنگ و بو سے تر و تازہ مؤدبانہ استادہ ہو کر بہ تکریم و تعظیم ہزار ہا تسلیم

ادس اشیہ کا بجا لاتا ہے کہ جسنے اپنی عنایات سے رفع کری
رنج و تکالیف اس گلشن حقیقت کو آراستہ و پیراستہ کیا۔
شائقین اسی تختۂ گل مین جسکی نکہت سے مغز معطر نفحات
سے دماغ باغ باغ رنگت سے چشم تر جگہہ دیکر غور و تجسس سے
سرور سرمدی حاصل کرین ورنہ جس طالب دیدار کی چشم ہائے
اندرونی نرگس وار انتظار دو چار ہین کیونکر نقش و نگار
سینے بہار گلزار کے سیر سے کامیاب ہو۔ چنانچہ منشئ قلم
کی خدمت مین عرض و التماس کی کہ چندان اشتیاق دلی
تحریر کرون۔ دفعتہً سر جھکا کر دعوات مین بیہوش ہو گیے
بعد چند منٹ کے روتے پیٹتے واویلا مچاتے ہوئے سرنگون
مانند شکل بینی بریدہ و جگر دریدہ شرمندہ ہو کر یون بولے
کہ راز حق مین جولان مشکل۔ لیکن لاچاری مین انکساری
تماشہ گاہ عالم مین وہ سرزور انسان کہ جنکے نام سخاوت

مین حاتم شجاعت مین رستم. عدل مین نوشیروان حکمت
مین افلاطون جنہون نے میدان اخلاق مین خوب گہوڑدوڑ
کی بلکہ لاکہون ہی اِس بہارستان کی نہر آب روان مین
غوطہ زن ہوکر پائمال و بے نشان ہو گئے. بیت

بہوش باش کہ عالم یہہ سب فسانہ ہے
عجیب منزل ہستی کا کارخانہ ہے

ہان اوستادان مینے کاملین زمانۂ سابق نے جو طریقہ
جس پیرایہ مین بیان فرمایا ہے اونکی کلام بلاغت نظام
کا نظیر ہونا غیر واجب اگر کوئی لاف زن ہمسری گذشتگان
ذی کمال کرے یا دم مارے تو نہایت امر نازیبا ہے کیونکہ
بارگاہ ذوالجلال مین عجز کا مرتبہ عالی شان اور فخر کا پایہ
بے پایان البتہ یہہ اون بے تکبرون کا عقیدہ تہا. جو عُلمائے
کُہن کی مداح رہے. ورنہ. بیت

بیہودہ بے تمیز ہے دنیا مین وہ انسان

جو معتقد ہمیر نہین خود ہے ہمہ دان

افسوس اس زمانہ نے وہ کروٹ بدلے کہ ہر ایک باواز بلند

نقارہ ہمہ دانی بجاتا ہے۔ بیت

شہ زور اپنے آپ کو خود ہی بتاتے ہین

کمزور و نادان غیرون کو بتلائے جاتے ہین

مگر نہین جنکو ایشر نے کچھہ سمجھ عطا کی ہے وہ دعوے بیجا

یعنے غرور نہین کرتے اور داناؤن سے دم مساوی نہین

بہرتے۔ یہہ ہیچدان محض ناواقف جسکو سوائے فکر و

اندیشہ دنیاوی دم بہر بہی معائش و چین نہین۔ کہان

فرصت۔ مگر حسب فرمائش چند محبان صادق الاختصاص

ایک تازہ مژدہ برائے عیش و نشاط اہل ہنود و دوستان

فرحت انبساط باین امید پیشکش کرتا ہون کہ ناظرین بچشم

عیب چھپا کر سہو و خطا مین اعتراض سے معاف فرماوین

نسخہ

مطالعہ سے کچھہ عوام کو بہی تعجب ہوگا۔ کہ ہمارے سوامی

دیانند جی جو کہ گذشتہ دنون مین بڑے دِدوان یعنے عالم

فاضل عقل کے معتقد۔ بکرو ذہب کے مدمن راز حقیقت

سے نامحروم مذہب جدید کے استادہ کرنے والے۔ ہر ایک

فن مین حسیت و چالاک۔ جنہون نے تماش بینی کے مدرسہ

سے عمدہ تعلیم حاصل کرکے ہمہ تن چشم ہو کر خوب لطف

و حظ اوٹہائے۔ بلکہ اپنی کتاب ستیارتھہ پرکاش

تیار شدہ مین فعل سرگذشتہ کی تعریف یون رقم فرماتے

ہین۔ کہ جسمین عقل انسان مارے قہہ قہہ کے لوٹ

پوٹ ہے مگر افسوس موت کا رخصت نہ دینا اور جوانی

سے اونکا مایوس ہوکر لوٹنا اونکے نو آموز چیلون کو تو

ضرور ناگوار بلکہ باعث بربادی ہوا۔ ہاں اگر سوامی صاحب
اِن دلنوں زندہ ہوتے تو امید ہے کہ ایسے لائق پیر کو
اونکے پیرو ضرور ایک بھاری دستار یعنے ستھاہ بمقدار علم
ہند ہواتے۔ اور بڑے شان وشوکت سے اوسکے جلو میں
شب ہم بستر کے وقت بہی ہمرکاب ہوکر اوسکی عزت
وقدر کرتے۔ تاکہ اون سے تحصیل علم کوک شاستر مین
کامیاب ہوکر ناموری حاصل کرتے۔ ورنہ خیراب بہی
اوس کوکا چاریہ کی تحریر سے زناکاری کا پہیلاؤ کرتے
کراتے دور لیجائینگے۔ کیونکہ جیسے بہوت ناتہہ ویسے پریت
ناتہہ۔ ناظرین یہہ خیال نکرین کہ مؤلف کی محض من گہڑت
تقریر ہے۔ نہین یہہ خاص سوامی صاحب کی زبان مبارک
کا تکیہ کلام ہے۔ ثبوت کے لئے ستیارتہہ پرکاش موجود
ہرایک سنسکرت دان دریافت کرسکتا ہے۔ البتہ سوامی

صاحب کے چاٹلون کی وہو کہ بازی کتاب مذکورہ کو اُردو

مین ترجمہ نہ کرنے کے سبب عوام پر ظاہر ہو سکتی ہے اسلئے

برائے خاص و عام ترجمہ حسب مناسب تیار کیا گیا تاکہ

صاحبان ذی ہوش اُردو دان باغور پڑہ کر سوامی صاحب

کے حالات سے آگاہ ہون۔

ستیارتھ پرکاش تیسرا صفحہ ۸۲ سملاس چہارم

پرشن - فرزند یا دختر کی شادی کرنے مین والدین

کا اختیار ہونا چاہیے۔ یا شادی کنندہ کا؟

اوتر - نہین - لڑکا اور لڑکی یعنے ہر دو فریق شادی

کنندہ حسب پسند خود مختار ہین۔

ناظرین - دیکھیے! سوامی صاحب اپنے ہی اوتر

پرشن مین خود مختاری جتا رہے ہین - شاید جہوٹ دونکے

ہی گہرانے پر فروخت ہو چکا ہے - اہل ہنود کی شادیون

کی رسومات قدیم الایام سے حسب وید وکت جیساکہ
رکہی اور مہیندیشر رہا تہا جنہون نے تشریح کی۔ جبکا آجتک
رواج قایم ودایم حالانکہ یہہ کچہہ پوشیدہ راز نہین۔ بلکہ
ہر ایک فرد بشر پر ظاہر و نمودار ہی چلے آتے ہین نہ معلوم
کہ ہمارے کوکا چاریہ جی اون رسومات کے کیون برعکس
ہو گئے۔ یعنی والدین کو فرزند و دختر کی شادی کرنے مین
مخالفت اور مرد و عورت یعنی فریقین کو حسب پسند ایک
دوسرے کے مختار مقرر کرکے وہ آزادی بخشی کہ جسکا تذکرہ
آجتک سوائے غیر قومون کے اہل ہنود مین کسی صاحب
نے نہ سنا ہوگا۔ البتہ حیوانون مین یہہ کارروائیان اکثر
دکہائی دیتی ہین۔ جیسا سگ مادہ و سگ نر کا کسی
رستہ پر کوچہ مین ہی حسب مرضی سمبندہ ہو جاتا ہی جنکے
والدین کی ضرورت ہی نہین۔ مگر انسان کا بچہ جو والدین

کے تخم سے پیدا ہے ہرگز مختاری قبول نہین کرتا۔ اور نہ
از روئے حکمت و دہرم شاستر نیز رواج عام اونکا
خود مختار ہونا جائز ہے۔ کیونکہ درحقیقت عورت کا
تینون اوستہا مین انڈیپینڈنٹ (یعنے آزاد) ہونا
نہین بن سکتا۔ ورنہ منوسمرتی کے پہلے ادہیار مین
حسب ذیل کمار اوستہا یعنے نابالغی حسبمین والدین
جوانی مین شوہر۔ بڑہاپے مین اولاد حسب مرضی خود
حاوی و مالک ہین"۔ تحریر ہے ملاحظہ فرمائے۔

पिता रक्षति कौमारे भर्ता रक्षति यौवने
पुत्रश्च स्थाविरे भावे न स्त्री स्वातन्त्रमर्हति॥

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۰ سمولاس چہارم
شادی کے لکشن۔ حسب تفصیل شدہ منوسمرتی
یعنے شادی آٹھہ قسم کی ہوتی ہے۔ برہم[1] - دیو[2] - آرکہہ[3]

پراجاپت ۔ آسُر ۔ گندہرب ۔ راکشس ۔ پیشاچ ۔ جنمن
برہم یعنے ویدوکت شادی سب سے اوتم ۔ اور اسکی یہہ
تعریف ہے کہ لڑکا اور لڑکی ٹہیک برہم چریہ سے پورن
وِدوان عالم دہارمک صابر ہوں ۔ اور وہی برہم شادی
کہلاتی ہے ۔

مگر شادی کا موقع وہ ہو ۔ جب ایک سال یا چہہ ماہ
اون کی برہم چریہ آشرم یعنے تعلیم ختم کرنے مین باقی
رہین ۔ تب اون لڑکون اور لڑکیون کے عکس (یعنے
تصویرات جسکو فوٹوگراف بہی کہتے ہین) کہینچواکر
اون کے ماسٹرون یعنے تعلیم دہندون کے پاس
بہیجدین ۔ جس جس کی تصویر ایک دوسرے کے ساتہہ
مقابلہ کہائے ۔ پہر دو فریقون کی تواریخ یعنے پیدائش
سے اوسی یوم تک حالات گذشتہ کو ماسٹر صاحب

دریافت کرین۔ اور اون کی صفت و عادات باہم
ملاکر حسب ارادہ لڑکے کی تصویر و تواریخ لڑکی کے
ہاتھہ اور لڑکی کی اوسکے ہاتھہ دیکر کہدین کہ اگر تمہارا
کچھہ دلی منشار ہو تو ظاہر کرنا۔

دیکھو
صفحات ۱۲ و ۱۳

معلمہ
مدرسہ نسوان
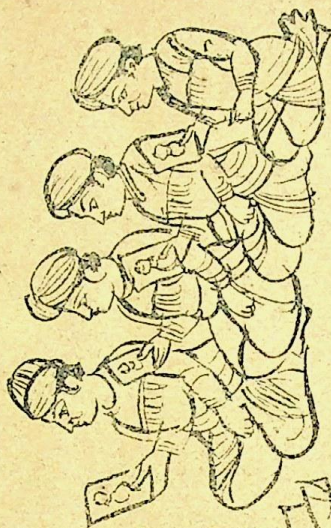
ماسٹر صاحب
مدرسہ طفلان

ناظرین - یہہ آٹہہ قسم کی شادی حسب تفصیل منو سمرتی کہ جسمین برہم یعنے ویدوکت شادی سب سے اوتم اور افضل ہے۔ چنانچہ اہل ہنود مین تا حال ورتمان۔ لیکن کوکا چاریہ جي کے اختلاف کی وجہ نہ معلوم کہ اونہون نے ولیش کی بربادی کے لئے کیا ہی من گہڑت باتین بنائین۔ لڑکون اور لڑکیون کے عکس یعنے تصویرات کہنچواکر اسکول ماسٹرون کے پاس بہیجنا اور آپسمین اونکا مقابلہ کرانا۔ کیا اونکو دام عشق مین مبتلا کرنے نیز تعلیم سے بیزار کرنے یا تعلیم وہندون کے ادب وقواعد بگاڑنے کا باعث نہین تو اور کیا ہے؟ البتہ ماسٹرون کی خوش نصیبی غیرون کے لڑکے لڑکیان اور مفت مین

چشم تر۔

اگر ایسا ہی ہو تو کیون نہ اونکے والدین دختر فروشی کا

عہدہ حاصل کرین - ورنہ دختر کو کسی بالاخانہ مین بٹھلادین
جس سے خلق خدا کو نظارہ ہو - نقلِ مطابقِ اصل - یعنی
تصویر کی کیا ضرورت - نیز ویسے ماسٹر یعنی تعلیم دہندہ
اگر تواریخ اور تصویر کے مقابلہ کے وقت اصلی منشار
پوچھنے کے بھی حقدار ہین تو امید ہے کہ وہ تعلیم بھی اسی
قسم کی دیا کرتے ہون گے - اور ثابت ہوتا ہے کہ ماسٹر
صاحب فریقین کے سر ملانے مین بھی صاحبِ
کمال ہین - فرض کیا اگر اونکی ہی رسومات جایز ہون تو
مدِ مشکل لڑکے لڑکیون کا اللہ حافظ - ورنہ اونکی لاڑی
ڈالنے کی کوئی سبیل نکالنی چاہئے - یہہ اوسی کا تذکرہ
ہے جیسے سوامی صاحب وید وکت شادی کے نام
پر بدنام کر رہے ہین - کیا بروقت تصنیف کتاب
اندھے ہو گئی تھی یا بید وغیرہ موجود نہ تھا - اس ہو تو

پر بہی ثبوت کے لئے کوئی حوالہ پیش کرتے۔ صرف لوگون
کو دہوکہ دینے کے لئے باواجی نے منوسمرتی کا وہ پرمان
لکہدیا۔ جسمین منوجی کا ہرگز یہہ آشے نہین کہ فوٹوگراف
وغیرہ کے ذریعہ شادی ہو۔ منوجی نے فقط آٹہہ قسم
کی شادیون مین سے برہم شادی کو خاص کرادتم فرمایا۔
مگر اوسکی یہہ تفصیل نہین کی۔ جیسا کہ باواجی نے اونکی آڑ
لیکر کیول کلپنا کی جو ویدآدی ست شاسترون کی
وِرُدہ ہے۔

ستیارتہہ پرکاش

جب لڑکی اور لڑکے کا شادی کرنے مین کامل یقین ہو
تب اون دونون کی ملاقات ایک ہی موقعہ پر ہونی
چاہئے۔ اگر وے مدرسہ مین شادی کرنا چاہین تو کرلین
ورنہ لڑکی کے والدین کے گہر مین ہو۔

ناظرین۔ تحریر مندرجہ بالا سے عقل انسان حیران و

سرگردان۔ کیا یہہ مدرسہ یا ہوٹل عشق ہے۔ کیونکہ بلا

اجازت والدین حسب پسند وہان ہی نکاح کا پڑہا جانا

حیرت انگیز تماشہ نظر آتا ہے۔ یقین نہین کہ اہل ہنود

ہین کوئی حضرت انسان ننگ و ناموس کے پاس کو

برباد کرکے زبان تک بہی یہہ کلمہ لانا پسند کرے۔ البتہ

یتیم خانون ہین یہہ معاملات ہوسکتے ہین کہ جس یتیم کے

والدین نہ ہون اوسکی بیکسی پر رحم کنندہ یعنی صاحب

یتیم خانہ جو اوسکی پرورش کرتا ہے شادی بہی کردی

نہ کہ خاص و عام کے لیئے۔ ہان اگر قانون نو ایجاد کرنے

والا بہی اپنی تحریر کی تعمیل کے لیئے کوئی اسی قسم کی تبعا عت

دکہلاتا تو ضرور درد کی رزم پہونچتی۔ مگر کہان وہ تو

لنڈے چڑے تہے اور خدا رکہوالا۔

چیلے تو اوسکی ہمت مردانہ کے صدقے
ہم اوسکی تماشں بینئے زنانہ کے صدقے

ستیارتھ پرکاش

ماسٹرون یا لڑکی کے والدین وغیرہ اشراف آدمیون کے روبرو اون ہردو شادی کرنے والون کے مابین بات چیت یعنی مباحثہ ہونا لازم ہے ۔ اگر وے آپسمین کسی پوشیدہ راز دریافت کرنے کی خواہش رکھین ۔ تو سبہا مین بذریعہ تحریر ایک دوسرے سے سوال وجواب کرلیوین جب دونو کا مطلب برآوے تو اونکے کہانے پینے کے لئے کوئی عمدہ انتظام کرنا چاہئے تاکہ اونکا جسم جو پیشتر برہمچریہ اور تحصیل علم مین کم طاقت ہوچکا ہے چاند کی کلا کی مانند چند دنون تک ترقی حاصل کرلین ۔

تصویر مباحثہ (دیکھو صفحہ ۱۹)
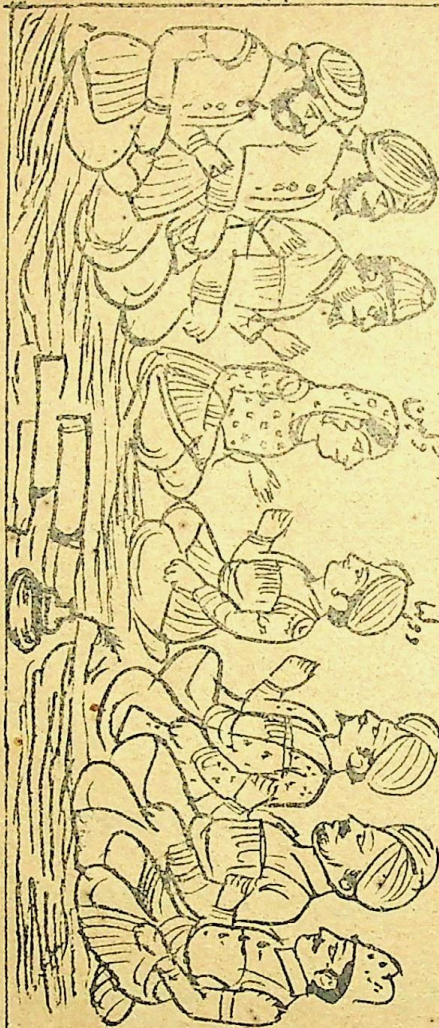
تصویر مباحثہ
بہادر پرش
بہادر پرش
دولہا
دلہن

ناظرین غور کیجے۔ کیا ماسٹرون اور دیگر کئی ایک رشتہ
دارون کے روبرو بموجودگی والدین وے دونو فریق
منتظر شادی پردۂ حیا دور کرکے مباحثہ کے لئے زبان
دراز ہو سکتے ہین۔ حالانکہ ذات مستورات از حد شرمسا
بلکہ بے تجربہ نوجوان۔ کیا اوس موقعہ پر مرد سے تحریر کے
ذریعہ سے دریافت کریگی کہ آیا تو مرد ہے یا مخنث۔
تجہ مین طاقت ہے یا نہین۔ یا وہ مرد کہ جس نے اوسی
بیوی بنانے کا ارادہ کیا ہوا ہے پوچھے کہ کیا تمکو آتشک
وغیرہ کی بیماری تو نہین۔ خدانخواستہ سیفلس یعنے آتشک نہ بھی ہو
تو وہ کیونکر ظاہر کر سکتی ہے۔ البتہ سوامی صاحب
کوئی بدین مضمون ایکٹ جاری کر جاتے۔ کہ فریقین کے
والدین ڈاکٹرون سے ملاحظہ کرالیا کرین تو اونکی مُریدون
کے لئے مفید تہا۔ مگر باواجی تو گیوٹر سنگہ اور کہانے کی

چھوڑ رہی۔ "ہان نہ مان میں تیرا مہمان" لبون پر زبان

کو پھر اکر لطف حاصل کرنا اونہی ختم تھا۔

ستھار تھہ پرکاش

جب لڑکی حیض سے فارغ ہو لعینی شدہ ہو۔ تو ویدی

اور منڈپ رچکر کئی ایک خوشبو دار چیزون اور گھی وغیرہ

کا ہوم کرین۔ اپنے ودوان آدمی اور عورتون کے حسب

مناسب عزت و قدر کرنے مین مستعد رہین۔ لعبد ازان

جس روز رتو دان لعینی جماع کرنا لازم سمجھین اوسی دن سنسکار

ودھی پستک میری تصنیف شدہ کے مطابق باطریقہ

دس بجے شب کے یا نصف رات کو نہایت خوشی سے سب

کے سامنے پانی گرہن پور بک لعینی دولہن کا ہاتھہ پکڑ کر

شادی کی رسم کو پورا کرکے علیحدہ جگہہ مین جیسن اڑادین

تصویر (دیکھو صفحہ ۲۲)

دولہا
دلہن
رشتہ دار وغیرہ
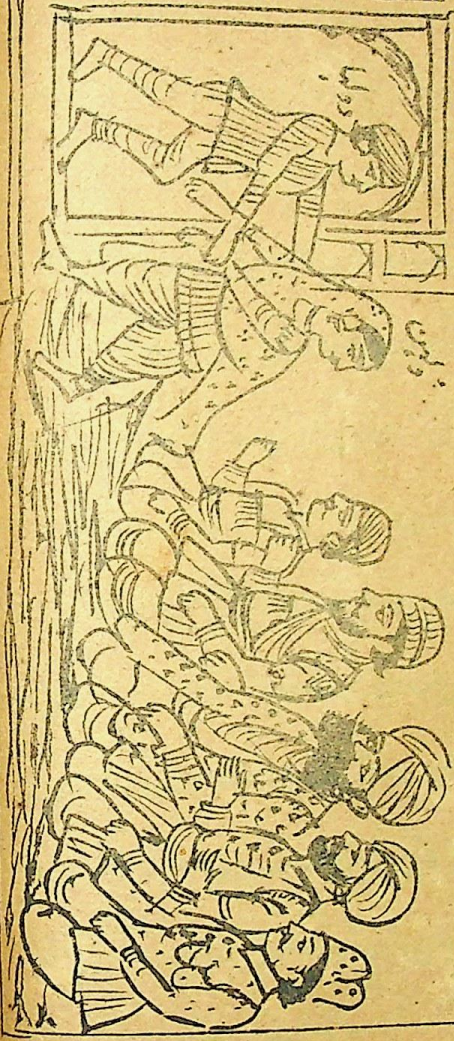
ناظرین - پلنگ کے نزدیک عین موقعہ پر یہہ شعر کہنا لازم ہے - شعر

قرص خورشید در سیاہی شد
بندہ را شوق چارپائی شد
چون دو شاخش نہاد بر زانو
یونس اندر دہان ماہی شد

ہمراہی شتر بے مہار - کیا اس موقعہ پر چیف کے ہوا کو شدہ کرنا چاہتا تہا کہ اصلی ودہی کی تفصیل چھوڑکر صرف اپنے ہون کا اشارہ کیا - اور رتو دان کے وقت یہہ حکم صادر کہ سندکار ودہی کے مطابق جو خاص میری تصنیف ہے رات کے دس بجے یا نصف شب کو بعد ادائے مثرط شادی سب کے حضور شوہر بیوی کا ہاتھہ پکڑکر گوشہ تنہائی میں ادہسی لیجا دے - کیا یہہ نرلج آدمیون

کی حرکت نہین - آیا تیرے بزرگون کا یہی عقیدہ تھا

یا دہوریت بنکر لوگون کو گمراہ کرنا اچھا سمجھا - حیف صد

حیف کہ تونے اپنی خام خیالیون سے خواہ مخواہ وہ فتنہ

انگیزی شروع کی جو اصلیت سے بعید - بہتر تھا کہ تیرے

عوض کوئی پتھر پیدا ہوتا - شاید مصالحہ پیسنے کے کام تو

آتا - شعر

بے سر پایہ پر نازان ہو کر اے بے پیر

اسقدر سلسلہ طوفان اوٹھایا تونے

بھول کر زندگی دوروزہ دارِ فانی مین

خاک چھانی وقت ضائع گوایا تونے

حضرتِ عشق کا مدہوش بنکی سودائی

غافلا نیم دہرم اپنا بھلایا تونے

بنکے مکار سراسر کی ہدایت اولٹی

خوب نکٹون کی طرح پنتھہ چلایا تونے

یہہ نہ سمجھا کہ علماء محکہ کہین گے زبون

بے سبب خلق پہ ہے ظلم کمایا تونے

شروع ہو کرسی پہ کرسی ہو مجھے بہی آمن

پنتھہ جو اپنے مریدون کو سکھایا تونے

نام روشن ہو تیرا دنیا مین کہ مرد شتوال

خوب ابلیس کا ہے مرتبہ پایا تونے

ستیارتھہ پرکاش

مرد کو حمل ٹھیرانے اور عورت کو منی کھینچنے کا جو قاعدہ ہے اوسی کے مطابق کارروائی کرین۔ جہانتک ہوسکی منی کو ضایع نہ جانے دین۔ کیونکہ اوس منی یا خون سے جو انسان پیدا ہوگا۔ وہ نہانی اور ادتم جب وقت منی کا اندام نہانی مین گرنے یعنے انزال ہوگا

وقت ہو۔ مرد و عورت دونو کشمکش چھوڑ دین یعنے ہلنے
جُلنے نہ پاوین۔ بینی کے سامنے بینی۔ چشم کے روبرو چشم
شاد ہو کر نہایت بدن کو سیدھا رکھین تاکہ گرین ہمین۔
حالانکہ مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیوے۔ اور عورت
منی کے گرتے ہی اپان وایو کو اوپر کی طرف کھینچے یعنی
گھٹ لیوے۔ پھر اندام نہانی یعنے اپنی دستہ پنچری کو
اوپر سنکوچکر مطلب چھیڑ کر منی کو بچہ دان مین رکھے۔ بعد
ازان دونو پاک پانی سے غسل کرین۔

ناظرین۔ عیار ہمیشہ اپنی عیاری کی ٹٹیا وھم بازیہ لیتے
ہین۔ باواجی نے اپنی کتاب کی سطرین کسی معشوق
کے زلفون کی شکل تو نہین کھینچی جسکے نقطے بھی مانند خال
ناظرین کے مدنظر ہین۔ بالیقین ہی وہ بنکر خلق خدا کو
سبز باغ دکھاتے رہے۔ منی ٹھہرانے اور کھینچنے کے قاعدہ

پر قلم کو خوب قدم زن کیا۔ حالانکہ سوائے تجربہ کے

ہر ایک انسان اس حکمت جاننے سے محروم ہے۔

ذرہ غور طلب۔ کیا باواجی نے عیاشی کرتے کرتے

یہ تجربہ بھی حاصل کیا کہ ایک عمدہ ناز و کرشمہ سے

سرخ ڈوروں کی بہار آنکھوں میں جا سید ھا لیٹنے کا آسن

دکھایا۔ اور بلا حیثیت مریدوں کو یہ غرہ چال چلایا۔

نیز بیرج آکرکھن۔ یعنے منی کھینچنے کے بارہ میں ناواقف

عورت دکیا ایک کیونکر محرم راز ہو سکتی ہے۔ یا آپ

کے مدرسوں میں یہی قاعدہ سکھایا جاتا ہے۔ غرض کہ

سکھایا ہی جاتا ہو۔ تو پھر معترض عارضی ہے۔ آیا زبانی

تعلیم دیجاتی ہے یا با استعمال۔

تعجب ہے کہ اس ناسزا گفتگو سے تو کچھ لوگ بیٹھے دل لگی

بھی [illegible] - باواجی کس طرح بے عقل لگتے

مگر افسوس جب اسقدر تہی مغزی اور نالائقی اوس متحرک و متصدیع کی خود تصنیف شدہ کتابین ہمین جتلارہی ہین - پہر کیون نہ باواجی کی سوانح عمری کی مصنف نے استیارتہہ پرکاش کو ملاحظہ فرماکر درج کیا -

استیارتہہ پرکاش

حمل ہوجانے کا سمجہنا چالاک عورت تو فوراً پہچان لیتی ہے - ورنہ کامل اعتقاد ایک ماہ کے بعد سبب نہ آنے حیض خود ہی معلوم ہوجاتا ہے - بانعد غسل - سونٹہہ کیسر - اسگند - الاچی خورد - سالب مصری - سرد شیر مین ڈالکر جو پہلے ہی رکہا ہوا ہو - طبیعت کے موافق

لوٹ - یہہ راز پوشیدہ اتنے ہی مضمون سے سمجہ لینا چاہئے زیادہ لکہنا لازم نہین ہے -

نوش کرلیں۔ پھر علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے پلنگ پہ
سوجاویں۔ یہی طریقہ حمل ٹھہرانے کے موقعہ پر ہمیشہ
کرنا واجب ہے۔ دس ماہ کے بعد جب لڑکا پیدا ہوا
ہو۔ چھہ روز اپنی والدہ کا شیر خوار رہے۔ اور عورت
بھی اپنے جسم کی طاقت کے لئے عمدہ عمدہ خوراک
کھائے۔ نیز یونی سنکوچ آدمی بھی کرے۔ یعنے وشنہ
بنجری کو تنگ کرنے کے لئے کوئی خشکہ بنا دے۔ چھہ
روز کے بعد باہر نکلے اور بچہ کے شیر پلانے کے لئے دائی
کی تجویز کرے۔

ناظرین۔ باواجی نے اپنے ہر ایک ارادہ دل کو راست
سمجھ کر باآواز بلند پکارا کہ جس بانگ کی آواز سنتے
ہی بہت سے وحشی اونکے پیرو ہوگئے۔ ذات شریف
تو کچھہ اور مگر ظاہر میں سنیاس دھاری یعنے لنگا بھگتی

کا خاتمہ اوپنہیں پر منحصر تہا۔ معاملات دنیادی پر قابض خواہش اور غضب کے فرمانبردار۔ حرص اور غصہ کے غلام۔ سرمو لذات نفسانی کے پابند۔ جنہون نے پیری کا دم بہرتے بہرتے کئی ایک معاشقون مین خانہ خرابی کا مرتبہ حاصل کیا۔ بلکہ زندگانی کا لحظہ بہر بہی آرام میسر نہ ہوا۔ کیا اوسکے بے حیاؤ مکار یا پیشہ ورون کا سردار نہ کہین ؟ آیا اصلیت کا یہی کام ہے۔ اہل ہنود مین کوئی ایسا فرقہ نہ ہوگا کہ جسمین والدہ بحالت صحت اپنے بچہ کو دایہ کے سپرد کرے۔۔ اور اندام نہانی۔ یعنے وقت پنجری جو بچہ جننے کے سبب

نوٹ - کنجرون کی قدر خانگیون نے اسیواسطے بہ نسبت پہلے زمانہ کے بہت کم کر رکہی ہے۔ اب آزادی مین صاف اڑجائینگی۔ گرو دیو اعتقاد نہ کرنے والے بے پیر کہلاتے ہین۔

کُشادہ ہوگئی ہو براہ لذات نفسانی اوسکے تنگ کرنے

کا کوئی خشکہ بنا وی۔ چنانچہ مصرع

منہہ سے کہنا اور ہے کرکے دکہانا اور ہہ

پہر کیوں نہین باواجی کے متعلقین یعنے مرید اپنے

پیر پر بشواس کرتے۔ ہان اگر حضرت عشق کی گرم

بازاری شروع کردین تو ضرور خلق خدا مین ناموری

اور تحسین کے حقدار ہون۔

تمام شد

رقعہ مجاز

عنایت کا امیدوار یا تابعدار

بہائی پنجاب پنج۔ تسلیمات۔ مزاج مقدس کیا بروقت پہونچی دیدکے
لئے دیدہ انتظار دوچار ہہ۔ اسم شریف متوطن اعلا وہ ہے
چہتا شہد اور ادہر بورہ۔ کیون حضرت بعد مدت مدید کے دیدار
فیض آثار سے مشرف کیا۔ اتنے کہان۔ اجی صاحب شادیون
مین شادی کیسی۔ ہائے ہائے آپنے غضب کرتہلا یا کیاہی

وقت استفسار۔ یہہ زبان یہہ عاجز لسان کیونکر کرے۔ اسم
اعلےٰ بیان جبتک یہہ عاجز دہان پلید کو زبان بدلو تو گلاب سے
کیوڑہ سے بید مشک سے خس خس سے صندل سے موتیا سے
عنبر سے معطر نکریں اسم اعلےٰ کیونکر زبان براہ دعا ظاہر ہین
پریزیڈنٹ و سکرٹری سماج ناموری مین قارون جنکے ہان ہتّھان دیون
مین تین تین ماہ پیشتر بازارون مین ناچ۔ گہرون مین اخراج
باعثون مین خراج۔ شہر مین سوائے دولت خزانون کے دیوان
کا دیوان نظر نہین آتا۔ جو آئے سو کہالے۔ اور کے لئے ساتھہ
لیجائے۔ وہ سماجی جنہون نے اسقدر غوغا مچایا کہ ایک عالم کو
سوتے جگایا۔ بہائی کے لئے لکالیون نے وہ چاول پکائے کہ
آجتک کسی کی دید مین نہ آئے۔ اور بہی کہین پلاؤ کہین خورجہ
کہین کلیہ کہین متنجن۔ کہین فرنی۔ کہین معقوطی۔ کہین نرگسے
انواع انواع کی شیرینی طبی لڈو پیڑا۔ برفی۔ گل بہشت۔ الاچی دانہ
پستہ قندی خستہ قندی۔ اقسام اقسام کی ربڑی۔ شیرمال۔
نان خطائی۔ عمدہ عمدہ پکوان۔ پوری۔ کچوری۔ لچی۔ کتلنبہ جسے
دیکہہ سماج کی طرف لپٹنا۔ آتشبازی مین آسمانی فانوس دکہی انوپ
اور گپ گولے وہ چلتے کہ تارے ہوتے نظر آوین۔ دیکہنا چاہین تو الغدا
وغیرہ سلسلہ۔ کہانے کے لئے بے دانہ دال موجود تہا گر ہمکو خبر ہوتی تیری مجلس مین
آتی کیون + دگا کر تجہ سے دل اپنا یہہ رسوائی اوٹھاتی کیون حقیقت کی خبر گر
زاہدان خشک کو ہوتی + ریاس احمقون کی لقمہ ہائے تر کو کہاتی کیون +

تقریب جشن شادی

جلسہ

شادی جلوہ شاہانہ مبارک ہووے + الفت عاشق کو معشوقانہ مبارک ہو

راحت حاصل تمہیں ہردم ہو جو چرخ کہن + روز و شب عشرت جانانہ مبارک ہو

جو شریعت کی ہیں پابند اونکی کیا ہے مطلب + تمکو آزادی کا زمانہ مبارک ہو

لذت وصل اوٹھاؤ تو کہو یہہ کلمہ + سوامی جی کا ہین شکرانہ مبارک ہو

فاتحہ خیر پڑہو دو سعقوبہ تا محشر + دولہا کو یہہ پیر ودانہ مبارک ہو

التماس

واضح ہو کہ اس کتاب کی قیمت ایک آنہ تین پای مقرر کیگئی

ہے لہذا جن صاحب کو اسکی ضرورت ہو وہ بندہ سے طلب کریں

اور علاوہ اسکے یہہ کتابیں بھی برای فروخت موجود ہیں۔ گروپ لیلا

قیمت

غمزہ دوق ۰ ر گوپ لیلا حصہ دوم ۳ ر منتی کا پیہ نیر

بندہ گنگابشن المعروف بہ چودام لاہور بازار چہو والی

پوڑیان معرفت حویلی رائے لوڈیند ال صاحب۔

دیانندی اور ہندو

دیانندی کون ہین

جو لوگ دیانند کے چلائے ہوئے مت کو صحیح اور درست مانتے ہین
اور اپنے آچرن اوس کے موافق کر چکے ہین یا کرنا سویکار کرتے ہین۔

دیانند کا مت کیا ہے

دیانند ویدون کو انگ اوپانگ سمیت مانتا ہو اور اوسمین مندرج کل
مسائل کے بیدھ ہرک اور مشرہو کو سخت تردید کرتا ہو اور پنڈتون کا قول ہے
کہ یہان بھی مشری تاویلون کی طرف مائل ہے۔ چھ درشنون کی حامی ہوتا
ہے مگر اپنشدون اور تاویلون مین اولٹ پھیر بیان کرتا ہو۔ دہرم شاسترون مین سو
کا دہرم شاستر سویکار ہو۔ مگر اوسمین کی بھی بہت سی باتون سے حسب
مرضی انکار ہے غرضیکہ دیانند کا مت ایسا عجیب وغریب مت ہے کہ آج
تک دنیا مین ایسا پراز مکر مت نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے ✣

۱) ویدون مین آیندہ دنیا یعنے بہشت اور دوزخ کی صاف توضیح ہی

مگر دیانند صاحب اس سے برخلاف ہیں اور بتلاتے ہیں کہ روح باد

میں شامل ہو کر زمین پر برستی ہے اور اناج کے ذریعے انسانوں اور

حیوانوں کے جسم میں پہنچتی ہے +

(۲) ویدوں میں منڈوں کے ذریعے سے دس گائتروں انگوں

بنانے کی ترکیب لکھی ہے۔ مگر دیانند اسکو برہمنوں کی بناوٹ کہتا ہے

(۳) ویدوں میں شرادہ کرنے کی سخت تاکید ہے اور پتروں کے نام

برہمنوں کو دان دینا آئندہ دنیا کے لئے مفید اور آرام دہ لکھا ہے

دیانند صاحب نے شرادھوں پر مطلق ہی پوچا پھیر کر مسئلہ شرادہ

بہت تاویل کر دی ہے۔ کہ زندہ پتروں کو بھوجن کھلانے کا نام شراد

اس مسئلہ کی نسبت جس صاحب کو زیادہ معلومات حاصل کرنی

وہ ہماری کتاب شرادہ اور ترپن کا غور سے مطالعہ کرے +

(۴) ویدوں میں لکھا ہے کہ برہمنوں کا پاتک دسویں دن دور ہو

اور چھتریوں کا تیرھویں اور ویشوں کا سترہویں مگر دیانند جی کا پاتک

تیسرے دن دور کر دیا ہے۔ مگر ایک ٹکڑا وید منتر کا پیش کیا

(دھسم انتم شریرم) یعنے بھسمانت تک شریر ہے ارتھات جب

دیا تو اس کی بابت کوئی کرم نہیں رہا۔ مگر اس کا مطلب اور ہی ہے

کئے ہوئے پھلوں کو ہوم کرنے کے لئے قائم رہتی ہے ؀

(۵) ویدوں میں کریا اور دھرم شاستر کا بدہان صاف لکھا ہے پرنتو دیانند اپنے چیلے کو اسکے برخلاف تعلیم دیتا ہو اور ان باتوں کو بر مذہب کی ایجاد کہتا ہے حالانکہ ان سب باتوں کا بدہان ویدوں میں مفصل ہے کریا کے عمل میں جسقدر منتر آئے ہیں وہ سب ویدوں کے ہیں۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ جیسے آپکو آریہ یا دیانندی کہلاتے ہیں ایسے عقلمند ہوکر کیونکر ان باتوں کو درست مانتے ہیں ؀

(۶) ویدوں میں مورتی پوجا کا صاف طور پر ذکر ہے اور اس بات کی تصریح ہے کہ ایشر کی پرستش کرنے کے وقت اوس کی مورتی ضرور بنانی چاہئے بلا مورتی کے ایشر کی پرستش نہیں ہو سکتی اکثر غیر مذہب والے خدا کی صورت انسانی صورت سے مشابہ مانتے ہیں لیکن وید میں یہہ بات صاف لکھی ہوئی ہے کہ ایشر کی مورتی کن کن اشیا کی بنانی چاہئے اور وہ مورتی کس وضع کی ہو چنانچہ لکڑی اور تانبے اور پیتل اور کانسی اور سونے چاندی پتھر مٹی جست وغیرہ دہاتوں کی مورت بنانے کی ویدوں میں ہدایت ہے اور مندر بنا کر مورتی کو

استھاپن کرنے کی بدہی ویدون مین لکھی ہی۔ مندرون کی پرتشٹھا
کے واسطے پورش سوکت جو چارون ویدونمین موجود ہے مخصوص
کیا ہے۔ مگر دیانند کہتا ہے کہ ویدون مین ایشر کی مورتی بنانے
کی ہدایت نہین ہے اور ان منترون کے ارتھ دیانند نہایت ہی
عجیب کرتا ہے کہ جنسے مورتی یا اوصاف ظاہر ہوتا ہے۔ ایشر کی
تعریف مین عموماً کوئی منتر بھی ویدون مین ایسا نہ ہوگا کہ جس سے مورتی
کا اظہار نہ ہوتا ہو دیانند نے اپنی تصنیفات مین کہین بھی ایشر آرادہن
کی عمدہ تدبیر بتلائی اور ایسے خشک اور کمزور دلائل پیش کئے ہین کہ جاہل
جاہل آدمی بھی دیانند کی تحریر کو دھوکا دہی پر محمول کرتا ہے *
(۷) ورن بوستھا یعنے ذات پات پر بھی ویدون کا صحیح اور صاف
مسلک ہے - اور نہ فقط ایک وید مین بلکہ چارون ویدونمین اس کی
تصریح اور توضیح ہے - دیانند نے جان بوجھ کر اس کی تاویل پلٹی ہے
اور دیدہ دانستہ اپنے چیلونکو ورن سنکر کردینے کی تجویز نکالی ہے۔
ورن بوستھا کی بابت ہم علیحدہ کتاب لکھ چکے ہین مگر اتنا یہان
بھی کہتے ہین کہ ورن بوستھا سے آزاد ہوکر ہمارے دیانندی بھائیونکی
یہ وقعت نرہیگی ورن بوستھا کی چاردیواری ہمارے واسطے بہت

بڑی پناہ ہے خاص کر کلجگ کے زمانے مین تو ہماری رکشا رت
ورن بوستھا ہی کرتی ہے۔ دیانندیون کا منشا ادتنا عرصہ انتر ما-
مشکل ہے۔ جب تک کہ وے ورن بوستھا کی مرجادا سے علیحدہ
ہو کر تین تیرہ نہین ہو لینگے ابھی تک دیانندی بھائی ورن بوستھا
کے توڑنے کو ہنسی مذاق سمجھتے ہین مگر خبر اسوقت ہو گی کہ جب
ورن بوستھا کے انتظام سے الگ ہو کر بودھ مذہب والون کی طرح
نرمی دحشی ہو جاوینگے برہمو سماج والون نے بھی ورن بوستھا سے علیحدگی
اختیار کی ہے مگر انہون نے کچھہ کچھہ علمی کارروائی بھی دکھلائی ہے اور
ہر دیانندی بھائی علمی کارروائی سے کوسون بھاگتے ہین زبانی جمع خرچ
کرنے کو بہت کچھہ گلا پھاڑتے ہین مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اس زبانی
جمع خرچ سے فائدے کی بجائے سخت نقصان پہونچتا ہے۔ ایک تو یہہ
کہ اگر دیانندی لوگ اسیطرح علمی کارروائی سے بچتے رہینگے تو ان کا-
مت ہمیشہ کے لئے کمزور رہیگا دوسرے یہہ کہ جس خلاف مت سوسائٹی
مین یہہ لوگ بنے رہنا چاہتے ہین اس کا بالکل ستیاناس ہو جاویگا
کیونکہ ان کے بہوکے اور خالی دویدیشیون نے پوچھا انہون کے طالع بلکہ بنگالی
بعض کسی اخبار مین لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک بنگالی برہمو نے ایک موچی کی لڑکی سے شادی کی ہے

بہتر ہے کہ دیانندی لوگ فوراً ان پوتھیوں کے پھینکنے کی کاٹ کر آزاد ہو

جاویں ؛

(۸) تیرتھ یاترا اسی لیے دیانند کو صاف انکار ہے۔ ویدوں میں گنگا جمنا سرسوتی
وغیرہ مقدس ندیوں کی استتی لکھی ہے اور پراچین پستکوں میں ان ندیوں
کی یہاں تک مہما ہے کہ ان کو پاپ دور کرنے والی لکھا ہے جو بالکل
صحیح اور صاف بات ہے انمیں اشنان کرنے کا طریق شاستروں میں
لکھے ہیں۔ گیا وغیرہ میں پتروں کے نسبت پنڈا اور شرادہ کرانے لکھی ہیں
جنکو ہمارے نئے روشنی والے جن کا دوسرا نام دیانندی کہنا چاہیے
برہمنوں کی خودغرضی بتلاتے ہیں۔ رامیشر وغیرہ تیرتھوں کی نسبت جو
دیانندیوں کا ایسا ہی لغو عقیدہ ہے۔ یہ لوگ ان تیرتھوں کی اصل
بودھ مذہب کے پیچھے کی بتلاتے ہیں مگر وید اور شاستروں سے پتا لگتا ہے
کہ یہ تیرتھ ابتدائے دنیا سے یا ست جگ کے زمانے سے چلے آتے
ہیں چنانچہ گنگا کی نسبت بالمیک رامائن میں لکھا ہے کہ جسوقت رامچندر
جی معہ اپنے برادر لچھمن اور اپنی بیوی سیتاجی کے بن باس کو روانہ
ہوئے اور دریا گنگا سے پار اترنے لگے اور کشتی دریا کے عین بیچ میں
پہونچی تو مہارانی سیتاجی نے گنگاجی سے پرارتھنا کی تھی کہ اے

گنگا جی یہہ راجا دشرتھ کے بیٹے ہین اپنے بہائی اور مجہہ سا ہتہ چودہ برس
بن باس کرینگے تو ان پر کر پار کرہ - کیونکہ تو تینون لوگون کو پوتر کرنے والی ہے
ان کو سبھی سلامت پار اتار دی - ہم چودہ برس بن باس کے گذار کر گہر مین
پہونچینگے تو سو ہزار گاے اور کپڑے ان برہمنون کو دان دینگے اور تو -
نے بن مین رکشا کرنے ان باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تیرتہون -
کی مہما قدیم ہے نہ کہ جدید جبکہ رگوید مین بہی گنگا جمنا سرسوتی اور ستلج وغیرہ
ندیون کی تعریف ملتی ہے *

(۹) دیانند کو پرانون سے بڑا بہار انکار ہے دیانند اپنی تصنیف مین اٹھارہ
پرانون کی بڑے زور سے تردید کرتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ یہہ پران
آپسمین ایکدوسرے کے برودہ ہین اور نرے گپون کے بہرے ہوئے
ہین وید اور شاستر سے برودہ ہین اسلیئے ماننے کے لائق نہین ہین
اور نہ انمین مندرج باتین اعتبار کے لائق ہین غرضکہ دیانند بیانگ بلند کہتا
ہے کہ اٹھارہ مصنفون نے بہانگ کے لوٹے چڑھا کر یہہ ساری کارروائی
کی ہے - مگر ہم کہتے ہین کہ اٹھارہ ہی پوران ہندو لوگون کے واسطے -
اوپکاری ہین اور وید شاسترون سے ان کا مطلق برودہ نہین ہے بلکہ
عین وید و شاستر کے مطابق ہین ان پورانون مین ویدون کے کل مسائل

گو یا لمثال دکھلایا ہوا ہے اور جو جو اتہاس پورانون مین مندرج ہین وہ کم
پراچین ہین جو وید انگون یعنی برہمن گرنتہون سے لئے گئے ہین پورانون
مین خلاف قیاس ایک بات بھی نہیں ہے جن لوگون کو پورانون پر شک
ہو وہ ہم سے دریافت کرلے اور اپنا شک مٹالے ایسی چھوٹی بڑی سی
ہدایت پر پورانون کے مقدس قصص سے دل برداشتہ ہوکر اپنے آپکو
خلوص ارادت اور حسن عقیدت کی چاشنی سے محروم نہ رکھیں ۔

پورانون مین بڑی زبردست معلومات ہمکو اَوتارون کے جیون چرتر دا
سے حاصل ہوتی ہے ۔ ہمارے دل کی صفائی اور باطنی پاکیزگی کے لئے
اَوتارون کے اتہاس پڑھنے کے سوائے اور کوئی ذریعہ نہین ہے ۔ عام
لوگون اور خصوصاً پانڈی بھائیون بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ اوتارون
کا وجود مین آنا کوئی دوسری بات نہین ہے بلکہ اوتارونکا وجود اس وقت
ظاہر ہوتا ہے کہ خلق خدا کسی بے رحم اور ظالم اور زبردست سے بے بس
کے ساتھہ دکھی اور تنگ رہتی ہو اور اپنے دکھہ کے دور کرنے کے سامان
خود مہیا نہ کرسکتی ہون اسوقت ان کی دعا ایشر کے درگاہ مین مقبول
ہوتی ہے اور ایشر اپنی دانش کلا سے ایک ایسا ہمہ صفت موصوف
اوتار دنیا مین پیدا کرتا ہے کہ جس سے وہ کل تکالیف جو ظالم بے رحم

ہاتھون سے خلق خدا سہ رہی تہی دور ہوجاتی ہین چنانچہ دہرماتما
پرشون کو پورانون کی کہتا سننے کا شوق ہے اور انہون نے بہت
سے پوران سنے ہونگے - اوسکو صاف معلوم ہوگا کہ کوئی اوتار بہی
بلا وجہ وجود مین نہین آیا یہ بات ظاہر کردینے کا خیال ہمارے دلمین
بہی تہا کہ چوبیس ۲۴ اوتارون کے وہ وہ حالات اسجگہ دکہلاتے کہ انکا
وجود کس کس کام کے لیئے موجود ہوا مگر اس ٹریکٹ مین اس کی
گنجائش نہ دیکہکر پرہیز کیا گیا مگر ہم اپنے ناظرین امید دلاتے ہین
کہ ہم چوبیس اوتارون کے اوپکار جو انہون نے موقعہ مصیبت پر اس
دنیا کے لوگون پر کئے ہین بخوبی دکہلاوینگے +

پورانون کے ماننے سے دیانندی لوگون نے اپنی تہذیب
کو عرش پر چڑہایا ہے مگر ہم سے پوچہو تو یہہ سب دیانندیون کا
ترکین ہے - علم تواریخ سے جو جو فوائد ہین کیا وہ پورانون کی کہتا سننے
یا خود مطالعہ کرنے سے حاصل نہین ہوتی علاوہ ان فوائد کے جو تمام
تواریخ کے مطالعہ سے حاصل ہوتے ہین ہندو لوگون کے واسطے
پورانون کے پڑہنے اور سننے سے خاص فواید بہی متعلق ہین کیونکہ
پورانون مین عیسائی بزرگون کے حالات نہیں لکہے اور نہ مسلمان

پیغمبرون کے قصص انمین مندرج ہین +

پورانونمین سوائے ہندو مشہور راجاؤن اور رشیون کے حالات
کے اور کوئی بات نہیں لکھی - پورانونمین چوری کی ہدایت نہین ہے
پورانون ہین جیب کتری کا علم نہیں ہے پھر ہمیں سمجھہ مین نہین آتا کہ
دیانندی لوگ پران کی پستک سے اسطرح کیون ڈرتے ہین جیسے کوئی
سانپ کی پٹاری سے ڈرا کرتا ہے +

جو کچھہ تہذیب اور شائستگی اسوقت دیانندیون کو حاصل ہے وہ
پورانون کی کتھا سننے اور اونکی زیر مطالعہ رکھنے کا نتیجہ ہے اب ان
لوگون نے پرانون سے بالکل قطع تعلق کرلیا ہے اگر کچھہ عرصہ اسی
طرح ان کا تعلق رہا اور پران کا پڑھنا ترک کردیا تو ہم دکھلا دینگے کہ
ان کی موجودہ تہذیب مین کس طرح زمین و آسمان کا فرق آتا ہے
ان لوگون کو یہہ خیال ہے کہ انگریز لوگ پران کی کتھا نہین سنتے
اور جو باتین خلاف قیاس پرانون مین مندرج ہین انکو نہین پڑھتے
تو وہ کیسے شائستہ ہین ہم اوسکے جواب مین فقط اتنا ہی کہتے ہین
کہ انگریز دولت مند زیادہ ہین یہہ دولت ان کو حکومت کی سبب
سے حاصل ہوئی ہے اور نیز اس قوم مین اتفاق ہے - ہمارے

دیانندی بھائی اتفاق کی جڑ کاٹنے کے لئے تیز سے تیز کلہاڑے
لیکر مستعدی کے کارروائی کر رہے ہیں۔ تہذیب اور شائستگی میں
کوئی قوم بھی ابتک ہندو قوم کے ہم پلہ نہیں ہے انگریزوں نے
جو ترقی کی ہے وہ تواریخ اور پرانوں کی مطالعہ سے ہی کی ہے بلا
مطالعہ تواریخ کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی انگریزوں کے پرانی
تحقیقوں کو جس نے دیکھا ہے وہ ضرور گواہی دیگا کہ ہمارے پرانوں
کی باتیں اونکی تواریخی باتوں سے انیس[19] بیس[20] کا بھی تفاوت
نہیں رکھتیں ✣

(۱۰) — دیانندیوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں کو بیچ ملانا
اپنا مشن ٹھہرالیا ہے۔ فقط یہی ایک بڑا بھاری نقص ہے جو ان
کی ساری کارروائی کو خاک میں ملائیگا اور کچھ عرصہ تک بدھمان کو
معلوم ہو جائیگا کہ ان کی سب کارروائی بچوں کا کھیل ہو گئی اور نتیجہ
برعکس نکلنے کی امید بڑھتی جاتی ہے جب سے غیر اقوام کا ہندوستان
میں دورہ دورہ ہوا ہے ہندو سوسائٹی نے اپنے آپکو ایسا محفوظ
رکھا ہے کہ ابتک اس حفاظت سے صحیح سالم ہندو قوم ہندو شامل
میں اپنا وقت لیئے جیسے ہی اگر دیانندیوں نے اس قید کو حتوڑ کر

عیسائیون اور مسلمانون کو بیڈھرک ہو کر شامل کر لینا جاری رکھا
کچھہ عرصہ تک دیانندی لوگون کا پتا بھی نہین لگیگا کہ یہہ کس قوم
کے آدمی ہین ÷

عیسائیون اور مسلمانون سے اسدرجہ تک قطع التعلق کا اصول
ہندؤن کے نزدیک اور کوئی نہین ہے کہ ہماری قوم غیر اقوام مین خلط
ملط ہو کر ملیا میٹ ہو جانے سے بچی رہے مگر دیانندیون کے ذہن
مین یہہ اصول نہین چڑھا - اس اصول کی خوبی کو جتانا اس وقت
ہمارا کام نہین ہے - عقلمند آدمی خود ہی اس کی تہہ کو پہونچ
سکتے ہین دیانندیون کے دلون مین کسی کونہ اندیشہ نے یہہ
بات بتلادی ہے کہ عیسائی اور مسلمان شدہ کو اگر بیچ مین ملالیا
تو ہماری قوم کمزور نہوگی اگر نہ ملائینگے تو کمزور کیا بلکہ نیست و نابود
ہو جاویگی - یہہ خیال ان کا جسقدر عمدگی رکھتا ہے اس سے
دہ چند اوس مین نقص بھی ہے یعنے یہہ مسلمان کو شامل کر
لینے سے ساری قوم کا ستیاناس ہوتا ہے ہان اگر اسی
طرح ان عیسائیون اور مسلمانون کے پھندے سے بچانا
ہے تو ان کے لئے کوئی اور فرقہ مقرر کر دینا چاہئے تاکہ

علیحدہ ہی اپنے ہندو پن کو قائم رکھیں اور وید دھرم کو پالتے
رہیں۔ مگر یہاں وید دھرم کو ہی ہمارے دیانندی یا آریہ بھائیوں
نے خیرباد کہہ دیا ہے پالنا اور پالوسنا کیا ہے دیانند کی تصنیفات
میں یہہ بات ظاہر طور پر کہیں بھی نہیں لکھی کہ عیسائی اور مسلمان کو
خارج شامل کر لینا چاہئے ہاں دیانند کے اس اصول کو مدِ نظر رکھ کر کہ
ورن ویوستھا جنم سے نہیں ہے گن اور کرم سے ہے یا دوسرے
لفظوں میں بالکل نہیں ہے۔ یہہ کارروائی شروع کر دی ہے +
(۱) دیانند نے جوتش ودیا سے بھی عجیب ڈھنگ سے
انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ پھلا دیش جوتش بالکل غلط اور برہمنوں کی
ملاوٹ ہے حالانکہ ہندو قوم نے اس علم سے چاردانگ عالم
میں شہرت حاصل کر رکھی ہے علم ہیئت اور علم نجوم یا علم سیارات
ہندوستانیوں کا مشہور عالم ہے اور کسی قوم کا نہیں ہے
اس بھارت بھومی میں ایسے ایسے منجم یا جوتشی ہو چکے ہیں۔
جنکا کہنا تیر بہدف ہوتا تھا۔ ہندو قوم کے بہت سے کاروبار
عموماً سب کام جوتش ہی پر منحصر ہیں دیانند نے جوتش کے
خلاف اس بات کو کہہ کر لوگوں کو اکسایا ہے کہ پچھلے راجاؤں

ہے جوتش سے غیب ... اور غیر اقوام
کیسی ہنسی کی بات ہے۔ یہہ نہیں بتلایا کہ ہندوستان کے
لوگ زیادہ امیر ہونے کے سبب کاہل اور آرام طلب ہو گئے
تھے غیر اقوام مفلسی اور ناداری کے سبب چست اور جفاکش
تھے وہ غالب آ گئے جوتش کا علم بیان کیا اگر رکھتا تھا جو
کے نہ ماننے سے ہندوں کے کل کاروبار رک سکتے ہیں
اس لیے ہندوں کو جوتش کا ماننا بھی فرض ہے دیانند
عجیب جوتش کا نہیں بلکہ پہلا دیش کا۔
(۱۲) دان اور پن کی نسبت بھی دیانند کی وہی ٹیڑھی چال
دیانند دان کو نجات کا وسیلہ نہیں سمجھتا۔ مگر ہندو لوگ کلجگ
دان پر ہی نجات کا انحصار سمجھتے ہیں مگر دیانند اس کے
برخلاف ہے کیونکہ وید اور شاستر کو نہیں مانتا۔ ہندوں کو دھرم
میں ہدایت ہے کہ ان پڑھ سے ان پڑھ برہمن کو بھی دان
ادھیکاری سمجھنا چاہیے۔ مگر دیانند یہہ نہیں کہتا۔ ہندو لوگ
ہدایت ہے کہ سوائے شرادھ کے نیوتے کے اور کسی دان
وقت برہمن کا امتحان نہ لیوے مگر دیانند کہتا ہے کہ ان

برہمن۔ برہمن نہیں ہے دیانند کے چیلوں نے اور بھی نقل چلانا
شروع کردیا ہے بعضے سماجوں کے جلسوں میں ویدک کالج کے واسطے
سنخت دان بھی لیتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے سامنے ایک
سماج کے جلسے میں کسینے یہہ کہکر کچہہ دیا ہے میں سورج اور چاند کی
گرہن میں بجرائی کو دیا کرتا ہوں۔ آیندہ کو اوسے نہیں دونگا۔
ویدک کالج میں دیا کرونگا۔ مگر ہندو میں سوائے برہمن کے اگر
کوئی اور ذات کا آدمی دان لیوے تو وہ پتت ہوجاتا ہے اور
برادری اوسکو حقیر سمجھتی ہے۔ کیونکہ شاستروں میں دان لیناصرف
برہمن ہی کے واسطے لکہا ہے دوسری قوموں کے لئے نہیں
لکہا +

عیسائی اور مسلمان سے ہمارا کیوں میل جول نہیں

(۱) اگر کہو عیسائی اور مسلمان نکالے ہیں اس لیئے ہم ان سے
میل جول نہیں رکھتے تو یہہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عیسائی
لوگ اور بعض مسلمان ایسے گورے ہیں کہ انہوں نے ہمارا نام کالی
رکھ چھوڑا ہے +

(۲) اگر کہو عیسائی اور مسلمان میلے ہیں اسلئے ہم ان سے میل

جول نہیں رکھتے تو یہہ بہی فضول ہے ہندو لوگ ان لوگون سے کم
زیادہ پاک صاف نہین رہتے - صفائی مین تیمونہ تو ہین برابر
ہین +

(۳) اگر کہو کہ عیسائی اور مسلمان مفلس اور ہم زیادہ امیر ہین اس
لیئے ہم اپنے میل جول نہیں رکھتے تو یہہ بات بہی ٹہیک نہین
اجکل عیسائیون کے برابر دنیا بہر مین کوئی امیر نہین ہندو لوگ
ان کی غلامی کر کے اپنا پیٹ بہرتے ہین +

(۴) اگر کہو عیسائی اور مسلمان زیادہ جاہل ہین اس لیئے ہم ان سے
میل جول نہین کرتے تو یہہ غلط ہے کیونکہ ہمارے جتنے منشی اور پڑہنے
والے بہائی ہین - انگریزون کے شاگرد ہین - پہر کیونکر کہہ سکتے
ہین کہ عیسائی اور مسلمان جاہل ہین +

(۵) اگر کہو کہ غیر اقوام نحیف اور کمزور اور ناطاقت ہین اسلیئے ہم
ان سے میل جول نہیں رکھتے - یہہ بہی جہوٹ ہے - کیونکہ غیر
اقوام ہندون سے زیادہ طاقت اور قوی جسم ہین +

(۶) اگر کہو مسلمان اور عیسائی گوشت خور ہین اسلیئے ہم ان سے میل جول
نہین رکھتے تو یہہ بات بہی کچہہ زیبا نہین - کیونکہ اکثر ہندو بہی گوشت کہاتے

(۷) اگر کہو کہ مسلمان اور عیسائی گو نہانا کرتے ہیں اس سے ہم
سے میل جول نہیں کرتے تو یہ بھی نا معقول بات ہے کیونکہ
بات سے عیسائی مسلمانوں سے اپنی ساری عمر کام نہیں کیا اور نہ
آئندہ خواہش رکھتے ہیں کہ ایسا کریں انکو اس بات سے دلی پرہیز

تمثیل ہنسی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پادری صاحب پرچ کیو سے ایک دن
میں اور پنڈت گنگا رام جی کے مکان پر اُن سے ملنے کے لئے
آئے پنڈت جی نے پینے کے لئے پانی مانگا جب پانی آیا تو
پنڈت جی نے پادری صاحب سے اٹھکر پانی پینے کی اجازت مانگی
پادری صاحب نے کہا کہ تم یہاں بیٹھے ہو۔ پانی کیوں نہیں پیتے
پنڈت جی نے کہا کہ ہماری قوم میں یہہ قاعدہ ہے کہ غیر اقوام کا آدمی
اگر پاس بیٹھا ہو تو کوئی چیز ہم کھاتے پیتے نہیں الگ جاکر کھاتے
پیتے ہیں پادری صاحب نے کہا کہ کیا ہم تم سے الگ ہیں کالے
ہیں تو دیکھ لو۔ میرے ہاتھ اس درجہ کے گورے ہیں کہ تم اگر دس برس
صابون سے دھوتے رہو تو بھی میرے ہاتھ سفید نہ ہوں گے اور

میرے کپڑے تم سے زیادہ میلے ہیں تو پھر کیا باعث ہے کہ ...
اس قدر پرہیز کرتے ہیں اس کے بارے میں ...
بارہ باتیں بیان کرتا ہوں جو ہم نے کہیں ہیں اور کہا کہ ہمارے ...
الگ ہونے کا یہی باعث ہے +

ہندوؤں اور غیر اقوام میں کیا فرق ہے

(۱) ہندو مردہ پتھر کی ہنڈی اور دس گاتر اور شرادہ اور ترہیں ...
کریا اور دھرم شانتی کرتے ہیں دوسرے نہیں کرتے +
(۲) ہندو پتروں کے نمت برہمن بھوجن کراتے ہیں دوسرے نہیں ...
(۳) ہندوؤں کا پاتک۔ گیارھویں۔ تیرھویں سولھویں دن دور ...
ہے دوسروں کا ایک ہی دن نہیں +
(۴) ہندوؤں میں کریا کرم کرتے ہیں دوسروں کے نہیں +
(۵) ہندو مورتی پوجا کو ایشر کا پوجن سمجھتے ہیں دوسرے اس ...
سخت مخالف ہیں +
(۶) ہندو میں ذات پات اور چھوت چھات ہے دوسروں میں نہیں ...
(۷) ہندو تیرتھ یاترا کو بھی مکتی کا سادھن سمجھتے ہیں دوسرے ...
بالکل نہیں +

(۸) ہندو پورانون کو اپنا دستور العمل بناتے ہین اور ویدون اور شاشترون سے دوسرے درجہ پر سمجھتے ہین مگر دوسرے نہین +

(۹) ہندو غیر اقوام کو بیچ مین شامل نہین کرتے دوسرے سبکو شامل کر لیتے ہین

(۱۰) ہندو جوتش اور اسکے پھلا دیش کو مانتے ہین دوسرے نہین مانتے

(۱۱) ہندو چارون ویدون کو بنزلہ الہامی کا ذخیرہ سمجھتے ہین اور ان کو مانتے ہین مگر دیگر اقوام مثل عیسائی - مسلمان - بودھ - جینی - برہمو وغیرہ نہین مانتے اس لئے وہ ہمارے مذہب کے مخالف ہین

(۱۲) ہندو لوگ اشون سینتہا لبھری دیو وغیرہ دیوتاؤن اور مہان لکشمی - مہان کالی مہا سرسوتی وغیرہ دیویون کو جنکا ذکر ویدون مین صاف اور صریح ہے اوپجیہ مانتے مگر غیر اقوام نہین ان بارہ سدہانتون کو جو نہین مانتے اس کو ہندو کے خطاب سے مخاطب کرنا زیبا نہین ہے ٭٭

دیانندیون اور ہندوؤن مین کیا فرق ہے

ہندو ان بارہ سدہانتون کو اپنا دستور العمل سمجھتے ہین - مگر دیانندی لوگ چھ شاسترون کے سمت شرادھ جیا نہین مانتے ہین سیندھی کرم اور دس گاتر نہین کراتے دیانندی کریا اور دھرم شاستی کو فضول

سمجھتے ہیں دیانندی کا پاتک ایک ہی درن میں یا تیسرے دن
دور ہو جاتا ہے دیانندی مورتی پوجا نہیں کرتے اور مندر یعنے دیوالہ
وغیرہ بنانا اچھا جانتے ہیں دیانندیوں میں ذات پات یا ورن بیوستھا
عجیب چال سے مانی جاتی ہے جس سے یہہ بات ثابت ہوتی
ہے کہ دیانندیوں میں ذات پات نہیں ہے کیونکہ وے گن اور کرم
سے ذات پات مانتے ہیں جنم سے نہیں مانتے یعنی اگر شودر بھی
عالم ہو تو وہ برہمن سمجھا جاویگا اور برہمن ان پڑھ شودر سمجھا جاویگا نتیجہ یہہ
ہے کہ ان کے نزدیک ذات نہیں ہے دیانندی تیرتھوں کو مکتی
کا سادھن نہیں سمجھتے - دیانندی اٹھارہ پرانوں کو گپوں کا
ذخیرہ مانتے ہیں مگر ہندوؤں کو اسپر پوری شردھا ہے - دیانندی مسلمان
اور عیسائی کو شامل کر لیتے ہیں مگر ہندو مطلق نہیں دیانندی جوتش
کے پھل کو نہیں مانتے دیانندی چاروں ویدوں کو مانتے ہیں مگر
ان میں مندرج مسائل یا سدھانتوں کی تاویلوں کو الٹا پلٹا خراب کرتی
ہیں جس سے یہہ بات بخوبی روشن ہے کہ دیانندی ویدوں کو
برائے نام مانتے ہیں یا یہہ کہو کہ چالاکی سے ہندوؤں کو ٹھٹھول
میں اڑا لیتے ہیں +

دیانندی ہندو مذہب کے لیئے دیگر اقوام کی نسبت کیوں زیادہ خوفناک ہیں

دیانندی اور دیگر اقوام ہندوؤں مذکور بالا سدہانتوں کی نندا کرنیمیں
مساوات کا درجہ رکھتے ہیں دیگر اقوام سدہانتوں کی وقعت ہندو
لوگوں کے دلوں سے اٹھانے میں ایسے تیزی سے کامیاب
نہیں ہو سکتے جیسے کہ دیانندی ہو سکتے ہیں سبب یہہ ہے
کہ دیگر اقوام مثلاً عیسائی مسلمان بودھ جین سکھ وغیرہ کے
اوپدیشوں ہندو لوگ عقیدت سے نہیں سنتے اور ان کے دلوں
میں یہہ بات جمی ہوئی ہے کہ عیسائی مسلمان وغیرہ ہمارے دھرم
کو بگاڑنے ہیں مگر دیانندی چونکہ خود ویدوں پیرو بتلاتے ہیں
اور یہہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا سدہانت ویدوں کے سدہانت نہیں
ہیں چالاکی سے ہندو بھائیوں کا دھرم بگاڑتے ہیں اور ہمیشہ
موقعہ شادی و مرگ پر ہندو سوسائٹی میں شامل ہو کر ان سدہ
انتوں کی نندا کرنیمیں عجیب عجیب حکمت عملیاں استعمال میں لاتے
ہیں اگر یہہ لوگ دیگر اقوام کی طرح ہندو لوگوں سے الگ رہیں تو
دیگر اقوام کی طرح انکا وجود بھی ہندوؤں کے لئے کم مضر ہو مگر

سمجھتے ہین دیانندی کا پاتک ایک ہی ورن مین یا تیسرے دن دور ہوجاتا ہے دیانندی مورتی پوجا نہیں کرتے اور مندر یعنے دیوالے وغیرہ بنانا اچھا جانتے ہین دیانندیون مین ذات پات یا ورن ایک عجیب چال سے مانی جاتی ہے جس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دیانندیون مین ذات پات نہین ہے کیونکہ وے گن اور کرم سے ذات پات مانتے ہین جنم سے نہین مانتے یعنی اگر شودر عالم ہو تو وہ برہمن سمجہا جاویگا اور برہمن ان پڑہ شودر سمجہا جاویگا لیکن حال یہہ ہے کہ ان کے نزدیک ذات نہین ہے دیانندی اتہاسون کو کچھ کا ساد ہن نہین سمجھتے ۔ دیانندی اٹھارہ پورانون کو کیون کا ذخیرہ مانتے ہین مگر ہندؤن کو اسپر پوری شردہا ہے ۔ دیانندی مسلمان اور عیسائی کو شامل کر لیتے ہین مگر ہندو مطلق نہین دیانندی جوتش کے پہل کو نہین مانتے دیانندی چارون کو وید مانتے ہین مگر ان مین مندرج مسائل یا سدہانتون کی تاویلون کو الٹا پلٹا خراب کرتی ہین جس سے یہہ بات بخوبی روشن ہے کہ دیانندی ویدون کو برائے نام مانتے ہین یا یہہ کہو کہ چالاکی سے ہندؤن کو شہوت مین اڑاتے ہین ✝

ہین ہاتھ
... اگر کبھو کسی مسلمان اور عیسائی کو کہانا کہلاتے نہین اس لیئے ہم
...سے میل جول نہین کرتے تو یہہ بہی نامعقول بات ہے کیونکہ
...ت ہے عیسائی مسلمانون نے اپنی ساری عمر کام نہین کیا اور نہ
...وہ خواہش رکہتے ہین کہ ایسا کرین انکو اس بات سے دلی پرہیز ہے

تمثیل صحیح

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پادری [illegible] صاحب [illegible] کیسا [illegible] ایک پنڈت
...ین اور پنڈت گنگا رام جی کے مکان پر آکر [illegible] بیٹھے
...نے پنڈت جی سے پینے کے لیئے پانی مانگا جب پانی آیا تو
پنڈت جی نے پادری صاحب سے اٹھکر پانی پینے کی اجازت مانگی
پادری صاحب نے کہا کہ تم یہان بیٹھے ہوئے پانی کیون نہین پیتے
پنڈت جی نے کہا کہ ہماری قوم مین یہہ قاعدہ ہے کہ غیر اقوام کا آدمی
...بستر پر بیٹھا ہو تو کوئی چیز ہم کہاتے پیتے نہین الگ جاکر کہاتے ہین
...ین گے پادری صاحب نے کہا کہ کیا ہم تم سے الگ ہین کالے
...ین تو دیکہو [illegible] ہاتھ [illegible] کے گورے ہین کہ تم اگر [illegible]
صابون سے دہوتے رہو تو بہی میرے برابر سفید نہوگے اور نہ

دھرم کی عظمت کو عام ہندو بھائیوں کے دلوں میں بٹھلا سکیگا آجکل
تعلیم کے طفیل نوجوان ہندو اپنی سناتن دھرم سے اکثر دیگر
ن اور ہوتے جاتے ہیں انکو بڑی جھجک کی کیساتھہ اپنی قدیم سنسکر
ر راغب کریگا انیڈ ونسٹ کا یہ ایک خاص اور واحد اخبار ہوگا قیمت بھی اسکی
ہیں رکھیگی صرف دو روپیہ سالانہ ہے اس قلیل قیمت پر اس کا خریدنا عا
ے لئے کچھ گران بھی ہوگا تمام ہندوں کو چاہئے کہ اس اخبار کو خرید کر یا بھی
چاہئے کہ ملک کے سناتن دھرم سبھاؤں کے لئے تو اس کی اشد ضرورت ہے
اخبار نے بڑی سوچ سمجھ کے بعد پیدا کرکے دکھلایا ہے اب اسکا ہمیشہ کے لئے قا
و اشاعت رہنا سناتن دھرمیوں کے اختیار میں ہے ہم اپنا فرض پورا کرکے چلے
ہم اخبار [illegible] سناتن دھرمیوں کے اختیار میں ہے علاوہ دھرم
کے اس میں [illegible] کے لئے عام خبریں بھی ہوا کرینگی [illegible]
سکتا ہیں بھی درج ہوتی رہا کرینگی ؎

المشتہر

مینجر اخبار آئینہ سناتن دھرم رائیکوٹ ضلع ل

سناتن دھرم پرسن [illegible] پنڈت [illegible] داس گردھر [illegible]

ہندوؤں کے غیر قوموں کے ساتھ شادی کرنیکا سلسلہ نمبر ۲

مہاراجہ چندر گپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی کا دلکش و دلچسپ بیان

نام نیک رفتگان ضایع مکن ۔ تا بماند نام نیکت برقرار

حسب الایما

جناب بابو سورج نراین سنگہ صاحب رئیس پورہ قانونگویان
ضلع مرزاپور

باہتمام احقر الناس بنارسی داس ضبط ایڈیٹر و منیجر انیس ہند و منتظم مطبع
ودیا درپن پریس واقع شہر میرٹھ میں طبع ہوا

بار اول ۵۰۰ جلد قیمت فی جلد ۲ر

التماس

ناظرین کی مزید تفریح کی غرض سے گور غریبان کا دلچسپ سین اس رسالہ کے آخر میں اضافہ کر دیا گیا ہی

قطعہ

وی روز پی گلابی گذر دیدم	پژمردہ گلی بہ بستر آتش دیدم
گفتم کہ چہ کردی کہ ترا میسوزند؟	گفتا کہ درین باغ دمی خندیدم

سورج نراین سنگھ

اوم

مؤلف کی اپنی خاص رائے و التماس

مرثیہ سردار لکھنے کے بعد مین نے سوچ لیا تھا کہ کوئی لائق شخص اس دلچسپ مضمون کی طرف توجہ دیکر اس ذریعہ سے قوم کے بعض فضول و بیہودہ تعصبات کی اصلاح! کرے گا۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ تحریر کے ذریعے انسان بیٹھے بیٹھے بہت کچھ اپنے خیالات کی اشاعت و سوسائٹی کے مذموم رواجوں کی بیخکنی کر سکتا ہے۔ کہنے سننے مین تو ایک قسم کی نفسانیت کے پیدا ہونے کا بھی خوف رہتا ہے مگر خاموش کتاب بہت سہولت سے اپنے مقصد و غرض کو ظاہر کرتے ہوئے طریق سلیم و صراط مستقیم کی جانب رہنما ہوتی ہے اور سچے ہمنشین اور دوست کا کام دیتی ہے۔ کسی شخص نے سچ کہا ہے۔ ؎

ہمنشینے بہ از کتاب مخواہ ٭ کہ مصاحب بود گہہ و بیگاہ

سوامی شنکر آچاریہ نے اپنے اصول کی اشاعت کی نظر سے تمام شاگردوں سے یہ استدعا کی تھی کہ ہر شخص کوئی نہ کوئی رسالہ ویدانت کا ضرور لکھے اور اس حکم کی تعمیل نے وہ زبردست ترقی کر دکھائی کہ آج عورت مرد بوڑھے۔ جوان اچھی طرح ویدانت کے مسئلوں کو سمجھتے ہین۔ ہم شنکر سوامی کے گہری مگر قوم کے ناش کر سوالی

فلسفہ کی اشاعت سے کبھی متفق نہیں ہیں - ہم ویدانت کی خود طالب علم ہیں مگر
کسی حالت میں اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ یہہ رسالے نادان - کم سمجھہ آدمیوں
کے ہاتھہ میں پڑیں - کیونکہ ان کا مضر نتیجہ آج یہہ ہو رہا ہے کہ کُل قوم کاہلی و کاہل الوجودی
کے دام میں پھنسکر انسان سے حیوان بن گئی - ہماری غرض اس موقع پر صرف
اس بات کی ظاہر کرنے سے ہے کہ تحریر کے ذریعہ ایسا عالمگیر اثر دنیا میں پڑ سکتا ہے
مگر افسوس ہے ہمارے کسی لایق بھائی نے تکلیف گوارا نہیں کی کہ ضایع شدہ
تواریخ کے چند منتشر ہاتھہ میں آئے صفحوں کو الٹ کر قوم کو دکھلا دے کہ شادی
بیاہ کے معاملات میں تمہارا تعصب بیجا اور تمہارا اکثر رواج سخت مضر و قابل
اصلاح ہے - ہمنے اپنے مرہٹہ سردار کے دیباچہ میں افسوس ظاہر کیا ہے کہ سوسائیٹی
میں واپس آمدہ بھائی سے بھی محض اس وجہ سے کہ اُسنے اور قوموں میں شادی
کرلی اچھی طرح سلوک نہیں ہوتے - کیا یہ بیجا امر نہیں ہے ؟ - کیا اس سے قوم
کی تعداد میں کمی نہیں آرہی ہے ؟ اور کیا اس نالایق رواج کی پابندی ہماری
سوسائیٹی - ہماری ترقی اور ہماری تعداد کی اچھی طرح بیخکنی نہیں کر رہی ہے ؟
ضرور کر رہی ہے - پھر کیوں اس کی اصلاح کی جانب نظر نہیں کی جاتی - کیوں
اس سدھار کی فکر نہیں ہوتی ؟ - کیوں لوگ اس سے غافل ہیں ؟ - اس کا کوئی
شخص جواب نہ دیگا - ایک دوسرے کی منہہ کیطرف حیرت سے نگاہ کریگا اور پھر
غفلت ناعاقبت اندیشی اور نادانی و غلطی کا آسان شکار بنکر بالکل لاپرواہ ہو جائیگا

کیا یہ بات قابلِ تعریف ہے؟ - کیا شایستگی کے یہی معنے ہین؟ - کبھی نہین!
غیر مذہب کا خوفناک اژدہا آسانی سے رشیون کی اولاد کو نگلتا ہوا جاتا ہے
سب یکی بعد دیگرے اُس طرف مایل ہوتے جاتی ہین - گر کوئی چون تک نہین کرتا -
افسوس! ذات پات کا حلقہ سخت ہمارے گلے کا ہار ہو رہا ہے نہ صرف
ہماری ترقی کی جڑ کاٹ رہا ہے بلکہ آہستہ آہستہ یقینی ضرب سے ہمکو معدوم
کرتا جاتا ہے - مگر ہم جیسے تھے ویسے ہی ہین - خبر تک نہین لیتے کہ ہمارے
گرد کیا ہو رہا ہے اور آیندہ اِس کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے -
ویدون کی قدرتی قومیت کی تقسیم کے یہہ معنی نہین ہین جو ہم غلطی سے
سمجھ رہے ہین - ویدون نے کہان حکم دیا ہے کہ کوئی شخص دوسرون کے
فرقہ مین محض شادی کرنے کے ارادہ سے خارج کیا جاوے؟ - کون کہتا
ہے کہ باہمی مناکحت سے آنطرح سوسائیٹی سے علیحدہ و برطرف کیا جانا پڑے -
مگر اس طرف کوئی دھیان تک نہین دیتا -

کون سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

اگر غیر قوم کی شادی سوسائیٹی سے نکالے جانیکی سزا تھی تو سب سے پہلے
آریہ شاہون کو جنہون نے اِس جرم کا ارتکاب کیا نکالنا چاہیے تھا -
کسنے رشیون کو غیر کی لڑکیان بیاہنے سے خارج کیا؟ - کسنے مہاراجہ جنک کو

سزا دی - ؟ - کیسے نہین ! - اور پھر ہم مجبور کئے جاتے ہین کہ پرائشچت کر کے بھی اپنے کسی بھائی کو برادری ہین نہ لے سکین -

افسوس! ہماری اصلاح کرنیوالی سوسائٹیان بھی بالکل اخلاقی جرأت سے خالی ہین - مذموم رواجون کی دلیری سے مقابلہ کرنے مین بزدل ہین آج ایک بڑا جتھا ہمارے گئے ہوئے بھائیون کا ہم مین ملنے کے لئے تیار ہے مگر ہماری اخلاقی جرأت کی کمی ہمکو آمادہ نہین ہونے دیتی - ہم تعصب کے غلام ہین - ہم بیہودگی و فضولیات کے ہاتھون اس طرح بک گئے ہین کہ ایک قدم آگے چلنا محال ہے اور اگر ہمت بھی کرتے ہین تو وہ پیر کی زنجیر کھڑکھڑاتی ہے اور ہم خوف مین آکر حرکت کرنے سے بھی پرہیز کرتے ہین - یہ کیا ہے ؟ اخلاقی بزدلی - کیا ہم انسانون کے درمیان شریف کہلا سکتے ہین ؟ - کیا ہم مستحق ہین کہ بحیثیت انسان ہماری عزت کی جائے ؟ - ہمکو فخر کس بات کا ہے ! - ساری قوم کسی نہ کسی شکل سے برباد ہوتی جاتی ہے - روز بروز ابتری ہی ابتری نظر آتی ہے - مگر یہان ہم مین کسی کو خیال تک نہین ہوتا کہ کیا کرنا چاہئیے ؟ - ذات پات کی پابندی ! تیرا ستیاناس ہو !! تو نے ہمکو کہین کا نہین رکھا - تیری وجہ سے ہم عروج سے پستی مین آگرے - تیری وجہ سے ہم انسان سے حیوان بنے تو نے ہمارے بھائیون مین ذات کا بیجا و ناقص غرور پیدا کیا - ایک کو دوسرے سے متنفر بنایا - گوتم جیسے مہاتماؤن نے تیری ہی اصلاح کے لئے کوششین

کیں اور گو اُس زمانہ میں کچھہ نتیجہ ہوا ہو مگر سندھ میں اُسکو بھی ناکامیابی ہوئی۔ ساری
ریفارمروں کی متفقہ کوششیں کسی نہ کسی صورت میں ناکامیاب ہوئیں۔ کبیر
اسی خیال میں مر مٹے۔ نانک شاہ اسی دھن میں ختم ہوئے۔ بعد کے وشنو پنتھیوں
نے گو کچھہ میں اصلاح کرنی چاہی مگر سب لاحاصل۔ آخیر کو سوامی دیانند سرسوتی
سے بیدار مغز عالی دماغ نے تیزی طرف توجہ کی مگر ابھی تک خاطرخواہ نتیجہ ظاہر
نہیں ہوا اور آریہ سماج بھی کیا عجب چندروز بعد ہندوازم کے شور کرنیوالے اتھاہ
سمندر میں ڈوب کر اپنے تئیں غرقاب کردے۔ برہمو سماج کے عالمگیر اصول کی غلط فہمی
شروع ہوگئی۔ سماج :: بن قریب قریب سکیٹرینزم آگیا اور اُسکے پیچھے ہمدردیاں گرد
نا اُمیدی سے دیکھہ رہے ہیں۔ ایشور اپنی کرپا کرے۔

رسالۂ ہذا جو اس بھارے فارم میں پیش کیا جاتا ہے اُس سلسلہ کا دوسرا نمبر
ہے جس کی نسبت ہم مرہٹہ سردار میں تذکرہ کر چکے ہیں۔ کچھہ بھی ہو۔ انگریزی
میں مثل مشہور ہے کہ " نہ کرنے سے کچھہ کرنا اچھا ہوتا ہے " اور اسی نظر سے میں نے
اس تواریخی واقعہ کو اپنی غرض کی تکمیل میں قلمبند کرنا مصلحت سمجھا۔ یہ ضرور ہے
کہ واقعات کو زیادہ دلکش و دلچسپ بنانے میں کوتاہی ہوئی ہے اور قبل اس کے
کہ ہماری کوئی بھی حرف گیری کرے ہم خود ہی اس کمی کا اقرار کرتے ہیں لیکن
اگر بغور دیکھا جائیگا تو معلوم ہوگا کہ واقعات کی کڑیوں کو ضرور باقاعدہ ایک
دوسرے کے ساتھہ مسلسل کیا گیا ہے۔ یہ دراصل تواریخی فسانہ ہے اور اس

سلسلہ کے کل نمبر تواریخی ہون گے - اور اگر ناظرین ذرا تکلیف گوارا کرین گے تو
اس کے کُل واقعات کا اور تواریخون سے بآسانی پتہ لگا سکینگے اور آیندہ کسی
دوسرے قابل لکھنے والے کے لئے ترتیب دیا ہوا میٹرل اس چھوٹی رسالہ سے مل سکیگا
اس کتاب مین جو کمی یا عیب رہ گیا ہے مین اُس کی معافی چاہتا ہون
ناظرین مرہٹہ سردار سے کم دلچسپ پاکر ناراض نہ ہون بلکہ اس سے حظ وافر اُٹھاوین
آیندہ جو رسالے تحریر ہون گے اُن مین اِس بات کا ہمیشہ لحاظ کیا جایگا کہ صاف
سچے و تواریخی ہونے کے دلچسپ پیرایہ مین آج کل کے ناول کے ڈھنگ پر نذر کئے
جائین - اس رسالہ کے ساتھہ ساتھہ جو اور پمفلیٹ زیر طبع ہے وہ یہہ ہے :-

"کیا مہارانا صاحبان اودے پور نوشیروان عادل کی پوتی کی اولاد ہین"

یہ نہایت عالمانہ و دلکش پمفلٹ ہے اور یقیناً اس کے پبلک ضرور زیادہ
پسند کریگی -

دوسری کتاب جو اب ہم اپنے ہاتھہ مین لینے والے ہین یہہ ہوگی :-

"مہاراجہ باپا اور خلیفہ سلیم کی دُختر کی شادی"

جن صاحبون کے پاس اس سلسلہ کا کوئی نمبر پہونچے وہ دوسرے نمبرون کو
بھی منگا کر ضرور مطالعہ کرین اس سے صرف اُن کی معلومات کی وسعت ہی نہ
ہوگی بلکہ بہت سی تواریخی پوشیدہ باتون کے ظاہر کرنے مین معاون سمجھے جاوینگے
اور اِس طرح ایک اچھا سلسلہ غیر قوم کے ساتھہ شادی کرنے کا آسانی سے ترتیب پاکر

شایع ہو جائے گا۔

اگر کوئی صاحب ان مضامین کو زیادہ دلچسپ بنانیکی غرض سے مجھہ سے اپنے طور پر لکھنے اور چھاپنے کی اجازت مانگیں گے تو مین بخوشی اُن کو اجازت دینے کے لئے تیار ہون بلکہ خط وکتابت ہونے پر مین شاید اپنے فراہم کردہ میٹریل کو بھی بھیج سکون گا۔

اخیر مین راقم بابو رام چندر صاحب ویش مالک و منشی بنارسی داس صاحب منیجر مہتمم مطبع ودیا درپن میرٹھ کا مشکور ہے جنہون نے اس کی اشاعت و طبع کرنے مین حوصلہ افزائی کی۔

اس مختصر رسالہ کے تیار کرنے مین جن کتابون سے مدد لیگئی ہے وہ حسب ذیل ہین۔ [1] اسمتھ صاحب کی تواریخ یونان۔ [2] مارشمین صاحب کی تواریخ ہند۔ [3] راجہ شیو پرشاد صاحب کی تواریخ ہند۔ [4] مدرا راکشس ناٹک۔ [5] میگاستھنیز اکاونٹ آف انڈیا۔

راقم پنڈت پورن مل صاحب سابق جائنٹ سکریٹری آریہ سماج مہتمم خانہ بریلی کا بھی مشکور ہے جو اس کی نظر ثانی فرمائین گے۔

پورہ قانونگویان۔ ڈاکخانہ گوپی گنج
ضلع مرزاپور

سورج نراین سنگھ

باب اوّل

(ع) سخت است پس از جاہ تحکّم بُردن - (سعدی)

سکندر اعظم کے حملہ کے بعد گو پنجاب برائے نام مہاراجہ پورش کے جانشین کے
قبضہ مین تھا مگر پھر بھی یونانیون کی چھیڑ چھاڑ سے محفوظ نہین تھا - مقام
بیوسفا مین یونانیون نے اپنی ایک نو آبادی قایم کر لی تھی اور گو اُن کی تعداد
بمقابلہ دیسیون کے کُچھ بھی نہ تھی مگر فاتح ہونے کے غرور نے اُن کی دماغ کو پھیر دیا
تھا - قُرب و جوار کے چند اضلاع یکے بعد دیگرے حاصل کر لینے کے بعد اب اُنکو
یہ حوصلہ پیدا ہوا کہ ایک مُستقل حکومت کی بنا ڈالین - یہ کارروائی اُس صُلحنامہ
کی شرائط کے برعکس تھی جو مہاراجہ پورش اور سکندر اعظم کے درمیان لکھا گیا تھا،
کیونکہ اُس عہد صلح مند عالیجاہ فاتح عالم کے خیالات اِن چھوٹی چھوٹی باتون سے
کہین اونچے تھے - مگر یہ قُدرتی بات ہے کہ فاتح قوم کو علے العموم اپنی بزرگی کا ہمیشہ
خیال رہتا ہے اور اپنے غرور مین اسقدر بیخود ہو جاتی ہے کہ انصاف و انسانیت
کی ہستی سے گُذر کر بلا ضرورت بھی اپنے ہمجنس ہی نوع کی بربادی کے بہانے
تلاش کر کے اُن کو روز بروز تنگ و مجبور کرتی رہتی ہے - جائداد ضبط کرنے اور
اُن کی آزادی چھین لینے کے بعد بھی اِن معصوم مظلومون کا پہلو محفوظ نہین

رہتا۔ اُن کی ناخوشگوار و ناقابل برداشت زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور ہر سمت سے مدد کی اُمید مفقود دیکھکر اخیر کو سلطنتوں کے درہم برہم کر دینے میں آسانی پیدا کرنے لگتے ہیں۔ ایشیائی مُلکوں میں پولیٹیکل انقلابات کے باعث اکثر شخصی جور و ستم کی زیادتیاں تھیں۔

سکندر کے بعد ملک پنجاب کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ مہاراجہ پورس کی قبل از وقت وفات نے ایک کم سن ناتجربہ حکمران کو شاہی تخت پر بٹھا دیا تھا جو صرف کمزور و ناقابل ہی نہیں تھا بلکہ یونانی شیروں کے دروغ کے دام مسلسل میں بیطرح پھنسکر اپنی ہی قوم کی خرابی کے سامان بہم پہونچانے میں مددگار و حامی بنا ہوا تھا۔ غور کرنے پر تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اِنے گِنے چند آدمی کس طرح بیشمار انسانوں پر حاوی ہو جاتے ہیں اور اُن کے رُعب و داب و عقل و تمیز کے سامنے قوم کی کچھہ نہیں چلتی اور سب بے بسی کی زنجیر مُسلسل میں بُری طرح گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر سنسار کی گتی کچھہ ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔

پنجاب کے جس شاہزادے کی ریاست اس طرح معدودے چند یونانیوں نے دستبرد کر لی تھی سنگل سین تھا۔ یہ بلا کا انسان تھا۔ اس کا علاقہ کچھہ بہت وسیع نہ تھا صرف دو چار سو گانوں قبضے میں تھے اور دریائے جہلم کے کنارے ایک پُر فضا مقام میں اُس کے خاندان کی سکونت تھی۔ جس کو اس کم حیثیت راجپوت کی دارالحکومت کہنا نازیبا نہ ہوگا۔ اسی جگہ اسکا دیرینہ سال باپ اپنے پُرانے

رسم ورواج وطرز تمدن کے موافق اپنی وفادار خیر خواہ رعایا کے ساتھہ زندگی بسر کرتا تھا -

مگر سکندر کے واپس جانے اور ادھر شجاع پورش کی وفات کے بعد اس کو زیادہ دنوں تک اس طرح سے رہنے کا موقع نہین ملا - اسکے علاقہ کی زرخیزی اور اس کی ظاہرا کمزوری یونانیوں کی طمع کی باعث ہوئی اور چند ہی روز بعد حسرت یہ ریاست ہی تو سقلیس کی عملداری مین نہین آئی - بلکہ اس دارو گیر مین بڈھا سردار خود کام آیا اور منگل سین نے بمشکل بھاگ کر اپنی جان بچائی -

علاوہ متذکرۃ الصدر وجوہات کے اس قابل شرم معرکہ کا سبب ایک اور بھی تھا - پنجاب مین علی العموم مشہور تھا کہ منگل سین کو تو سقلیس کے یونانی سردار کی نازنین دختر کا عشق ہے اور یہہ ہی نہین بلکہ ہر دو عاشق ومعشوق ایک دوسرے پر جانداده ہین - گو اس زمانہ مین ایشیائی اور یوروپین اقوام مین آج کل کی طرح اس قسم کے تعلقات پیدا کرنیکی ممانعت نہین تھی اور سکندر نے روشنک نامی شہزادی سے شادی کرکے اس تمیز کو دور کر دیا تھا اور ہر دو بڑے اعظموں کی قوموں مین یکجہتی و یگانگت پیدا کرنیکی نگاہ سے ملک فارس پہونچنے پر کل سرداروں کو پارسی شریف زادیوں سے شادی کرنے کی اجازت دیدی تھی - مگر یہان تو سقیلا کے حاکم کے خیالات دگرگون تھے - منگل سین گو اعلیٰ درجے کا راجپوت تھا مگر کم حیثیت - اور اس نگاہ سے یہہ تعلق مغرور حاکم کے خیال مین اس کی ہتک

کا باعث تھا اور منگل سین کی گستاخی کی سزا اُس کے علاقہ کی ضبطی بہتر تصور کی گئی - باپ کا قتل - موروثی علاقہ کی ناجایز ضبطی - اپنی جلاوطنی - اپنے معشوق سے ملنے کی اُمیدون کا خاتمہ - پھر سب سے زیادہ اپنی واپسی - جانباز رعایا کی آزادی کا چھین جانا ایسی باتین نہ تھین جو اس ہونہار و زندہ دل راجپوت کے دل کو چین لینے دیتین - اُسنے قسم کھائی تھی کہ جب تک یونانیون سے باپ کے خون کا انتقام نہ لے لون گا کبھی اپنے وطن مین مُنھہ نہ دکھاؤن گا اور وہ انتقام کسی ایک خاص شخص کے قتل سے متعلق نتھا - بلکہ اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے یونانیون کی اطاعت سے آزاد کرنا اور پنجاب کی عنانِ حکومت کو پھر از سرِ نو آریہ بنس کے ہاتھہ مین دینا -

اس ارادہ سے یہہ نوجوان کشتری کمرِ ہمت چست باندھکر تنِ تنہا بلا یار و مددگار مسافرانہ بھیس بنائے بوسفیلا مین آن وارد ہوا - تا تجربہ کاری نے اُسکو شہر کے مشہور باشندون سے مُلاقات پیدا کرنے سے باز رکھا - ابھی تک اُس کا خیال تھا کہ مین اکیلا یونانیون کے ستیاناس کر دینے کو کافی ہون - مہاراجہ رام چندر اور شری ارجن کے کارنامے اُسکے پیشِ نظر تھے - اُسنے سمجھہ لیا تھا کہ بعض بعض مشہور سردارون کے مار لینے سے باقی سب خود بخود ہاتھہ آجائین گے اور اس طرح ناحق قتل و بیجا خون سے زیادہ جانین تلف نہ ہون گی -

اس خیال مین مست ہوکر وہ قصبہ کے اُس کوچہ سے ہوکر گذرا جس مین یونانی

سرداروں کے عظیم الشان مکانات واقع تھے - آدمیوں کی اسقدر ریل پیل دوسری سمت سے بے تحاشا بھاگتی چلی آرہی تھی جس سے بادی النظر میں کسی بُرے خطرہ کے خوف کا اندازہ کیا جاسکتا تھا - بعض شخصوں نے اُس شخص کو گلی کی سمت جانے سے ممانعت کی مگر اُن کے الفاظ ایسے مہمل اور خوف کی وجہ سے اس طرح ادا کئے گئے تھے کہ اُسنے کچھ اُن کی پروانہ کی بلکہ مخالف لہر کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتا گیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک مست ہاتھی اُس طرف جھومتا ہوا آرہا ہے اور یہی سب آدمیوں کے بھاگنے کا باعث تھا - جب یہہ بھاگ رہے تھے ایک مہتر کا بچہ گھبراہٹ میں باپ کی گود سے گر گیا - چونکہ اس اچھاگی قوم کو چھونا ہندوؤں کے طریق میں گناہ ہے کسی نے اُس طرف توجہ تک نہیں کی - راجپوت کا دل بہت چاہتا تھا کہ اُس کمسن بچہ کو اپنے آغوشِ عافیت میں لیلے مگر اس گھبراہٹ نے اسکے خیالات کو یکبارگی ایسا صدمہ پہونچادیا کہ وہ وہاں کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ کیا کروں ؟ - اتنے میں وہ ہاتھی وہاں آن پہونچا اور قریب تھا کہ اپنے پاؤں سے اُس ننھی اور معصوم جان کا خاتمہ کردے - مگر مثل مشہور ہے کہ "مارنیوالے سے جلانیوالا زیادہ طاقتور ہے" ایک بالاخانہ سے ایک لنبا چوڑا قوی جوانمرد کودا اور ہاتھی کی پیشانی پر اس زور سے گرز رسید کیا کہ وہ پیچھے بھاگا اور مہتر کے بچے کو زمین سے اُٹھا کر گود میں لے لیا -

یہ ایک لمحہ کا واقعہ تھا - منگل سین نے اُس آدمی کو اپنے باپ کا دشمن پایا

اور موقع تھا کہ ایک تلوار سے اُسکا کام تمام کر دے۔ مگر نہیں! رگِ حمیت جوش
مین آئی اور سچے راجپوت کی طرح اُسنے شمشیر میان سے نکالکر یونانی کو دی اور
کہا "لے یہہ آج تیرا خون پینے کے لئے آئی تھی مگر تیری اعلیٰ شجاعت و سچی جوانمردی
نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا۔ قبل اس کے کہ مین اپنے باپ کے انتقام کے خیال
سے تجھپر وار کرون تو اپنا بدلہ لیلے اور دُنیا مجھے بزدل نہ کہیگی"۔

سردار نے تلوار لیلی اور غور سے نگاہ کرنے کے بعد کہا:۔

"منگل سین! تو یہان کہان! تیری جان کے پیچھے بہت سے جاسوس لگے
ہین۔ مین ذاتی طور پر تو تیری دلیری و شجاعت پسندی کی تعریف کرتا ہون
مگر پولیٹیکل معاملات مین تیری سرکشی اور بغاوت نے پیچیدگیان ڈال رکھی ہین۔
اگر اب بھی تو راضی ہو جاوے تو چند شرائط پر تیرا علاقہ واپس دیا جائے اور تیری
جان بخشی کی جائے"۔

منگل سین۔ آپ شاید اس بات کو نہین جانتے کہ مین قوم کا کشتری ہون۔
آپ کی شرائط میری ذلت کا باعث ہین۔ کشتری عزت کو جان پر ترجیح دیتا
ہے۔ اگر آپ میری تین شرطین منظور فرما دین تو البتہ مین اپنا خیال بدل سکتا ہون۔

یونانی سردار۔ وہ کیا؟

منگل سین۔ اوّل میری رعایا آزاد کر دی جاوے۔ دوسرے میرے باپ کے
قاتل کو حوالہ کیجئے۔ تیسری آپ خود جانتے ہین۔

یونانی سردار۔ نادان لڑکے! یہہ تیرا خیال خام ہے۔ مین نے اس موقع پر تیری جان بخشی کی ہے تو اس سے زیادہ فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ اگر تجھے ہماری حفاظت مین رہنا پسند نہین ہے تو بھاگ جا۔

منگل سین۔ علیٰ ہذا القیاس ادہر بھی یہی سمجھئے۔ مگر بھاگنا کشتری کا کام نہین ہے۔ آج آپ کے گرہ اچھے تھے۔ بس جائے زیادہ گفتگو منظور نہین۔

منگل سین کی گفتگو ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ سردار کے ملازم آن پہونچے مبارک سلامت کی صدائین بلند ہوئین اور بالکا راجپوت چپکے سے ہجوم سے گذرتے ہوئے اور طرف چلا گیا۔

باب دوم

دنیاوی انتظام کی کل مین عورتون کا بہت بڑا حصہ ہے اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ عورت نے کل دنیا پر اپنی حکومت کا مضبوط سکہ بٹھا رکھا ہے دنیا مین بڑی سے بڑی تبدیلیان۔ عالمگیر پولیٹیکل انقلابات۔ بڑی بڑی ترقیان اکثر عورتون کی وجہ سے ہوئی ہین۔ اس کے رسوخ کو پائمال کرنا انسانی طاقت سے بعید ہے۔ اس کی حکومت کا ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ اسکی تخت گاہ انسان کا دل ہے اور جس تدبیر و خوش اسلوبی کے ساتھ اسکے انتظام و حکمرانی کا سلسلہ دنیا مین جاری ہے کسی متنفس و فرد بشر سے چھپا نہین ہے۔ جس قوم کی عورتین

شائستہ ہین وہ قوم مبارک ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ترقی کی معراج کی جانب کوشش کرتی جاویگی اور عورتون کا پاک اثر اُسکو ہمیشہ اقبالمند وخوش رکھیگا یہبوقت کہ مہاراجہ اجاتشترو والی مگدہ نے مہاتما گوتم بُدھ سے ایک قُرب کی حکمران پر فوجکشی کرنیکی نسبت رای پوچھی۔ اُس زندہ دل پاک نفس نے یہہ رای دی:
"مہاراجہ! جبتک اُس دیش مین عورتون کی تعظیم ہوتی ہے اُن کے حقوق مردون سے مساوی ہین اور جب تک وہ آپس مین باہم ملکر کام کرنے کے اُصول سے باخبر ہین تبتک کبھی بہوے سے بہی فوجکشی نکرنا"۔

یہ ہدایت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سنگل سین کی زندگی پر باآنکہ اُسکی پولیٹکل اسکیم پر جو عورتون کا اثر پڑا وہ کم قابل غور نہین ہے۔

سردار کی ناگہانی مُلاقات کے بعد اُس نے کئی دن ہو سیفلا مین گذرانے اور گو وہان اُسکے مارےجانے کا حد درجہ کا خوف تھا اور دشمنون کے جاسوس اُس کی جستجو وتلاش مین مصروف تھے مگر اُس مقام پر اُس کی کشش کا سامان موجود تھا۔ گو وہ اپنے دشمنون کی تدبیرون کے شکست دینے سے غافل نہین تھا، مگر اُس کے ساتھ ساتھ دل مین یہہ خواہش ضرور تھی کہ کسی طرح ایک ہی لمحہ کیلئے اپنے دلدار کے دیدار سے شادکامی حاصل کرے۔ پہلے روز کے واقعہ سے اُسکے دل کو حد درجہ کی خوشی تھی۔ سردار کا اُسکے ہاتھ سے زندہ بچ جانا گو معمولی طبیعت والون کے لئے مایوسی اور رنج کا واقعہ سمجھا جاے مگر اس شخص کی خیالات

جدا گانہ تھے - کیونکہ اگر سردار دراصل اُس کے ہاتھہ سے ہلاک ہو جاتا تو اُسکے پولیٹکل اسکیم کو صدمہ پہونچتا اور کیا عجب کہ وہ خود بھی جانبر نہ ہو سکتا - دوسرے اُسکے محبوب کے دل کو کیسا کچھہ صدمہ پہونچنے کا خوف تھا - بوسیفلا کے قیام کے ایام مین وہ اپنے اسکیم اور آیندہ کارروائی کے طریقہ کو پختگی دے رہا تھا -

ایک دن چلتے پھرتے ہوئے وہ کسی باغ کی جانب آ نکلا جو نہایت آراستہ اور ہرا بھرا تھا - طبیعت مین آئی کہ ایک دم کے لئے سبزہ چمن سے ذرا طبیعت کو بہلائے - مگر باغ کے مالیون نے ممانعت کی اور یہ بیچارہ باہر ہی کھڑا ہوا اُسکا تماشہ دیکھنے لگا - دو چار لمحہ کے بعد جب اُدہر سے چلنے کا ارادہ کیا ایک عورت نے اُسکو ہاتھہ کے اشارے سے اندر بلایا اور مالی نے یہہ خیال کر کے کہ اندر زنانہ مین شاید اس سے کسی قسم کی مزدوری کا کام لیا جائیگا پہر مزاحمت نکی اور یہہ بلا روک ٹوک اندر داخل ہو گیا - اس کی ہیئت اس قسم کی بن رہی تہی کہ مشکل سے کوئی اُسکو معزز نہ ورنہ ہر شخص کو یہی دھوکا ہوتا تہا کہ کوئی غریب دیہاتی آدمی ہے اور محنت مزدوری کی تلاش مین سرگردان پہر رہا ہے - لونڈی اُسکو مکان کے اندر زنانہ مین لگئی پہلے تو اس کو ایک طرح کا کھٹکا ضرور ہوا تہا کیونکہ سردار نے جاسوسون کی جستجو کا حال سُنا دیا تہا - مگر اس نے اُس باغ کا رنگ ڈھنگ - عورتون کی تمیز اور مردونکی بالکل عدم موجودگی دیکھکر دل مین ایک طرح کی خوشی محسوس کی اور اُسنے سوچا کہ اس جگہ اپنی امید کا بر آنا شاید غیر ممکن نہو گا اور کوئی عجب نہین کہ غنچہ مراد شگفتگی

حاصل کرے اور اُسکا یہہ خیال غلط بھی نہیں تہا۔

لونڈی اُسکو ایک سجے ہوئے کمرے کے اندر بٹہاکر دوسری طرف چلی گئی۔ راجپوت کو وہاں انتظار کرتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تہا کہ ایک ماہرو نازنین عورت کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس کی شکل اعلےٰ درجہ کی سڈول۔ ہاتہہ پاؤں گوری گوری تمام اعضا ایسے خوبصورت کہ گویا سانچے میں ڈہلے ہوئے تھے۔ اُسنے آتے ہی نہایت خوش لہجگی میں کہا "منگل"

اپنے نام کا اس طرح پکارا جانا راجپوت کے لئے معراج کا معاملہ تہا۔ مارے خوشی کے اُس کا دل بلّیوں اُچہلنے لگا اور وہ چند لمحوں کے لئے بہول گیا کہ یہہ دنیا دُکھ اور مُصیبت کی جگہہ ہے۔

منگل اُسی نازنین کی طرف بڑہا۔ کیونکہ یہہ ماہرو دراصل وہی عورت تہی جسکے گیسو میں اُسکا دل بندھا ہوا تہا اور وہ پھر اُسی خوش ادائی سے متکلم ہوئی "منگل تو یہاں کہاں؟"

منگل نے آہستگی سے جواب دیا:-

"بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز برلب بام آکہ خوش تماشائیست"

اس سوال و جواب کے بعد دونوں بغلگیر ہوکر علیحدہ ہوگئے اور اپنے اپنے دفتر غم کشادہ کیئے۔ منگل نے اپنے باپ کی وفات۔ علاقہ کی ضبطی و بہت کمزائی

کی داستان کہہ سنائی اور یہ بھی کہا کہ "میری زندگی کا سہارا صرف ایک اُمید ہے اگر وہ پوری ہوگئی تو خیر ورنہ ناکام - اور یقینی موت میرے چہرے کی طرف بیرحمی سے گھور رہی ہے"۔

کورونیا (اس امیرزادی کا یہی نام تھا) کیوں منگل! کیا سب راجپوت اسی تمہارے خیال کے ہوتے ہیں یا یہہ اُن کی بات چیت کرنیکا طریقہ ہے۔

منگل سین محجوب ہوگیا اور قبل اسکے کہ وہ کوئی جواب دے نازنین اُسکے دلی حال اور حالت پر غور کرکے پھر متکلم ہوئی:-

کورونیا - منگل! دُنیا میں ایک اور اعلیٰ طاقت بھی کام کر رہی ہے جو انسان کے معاملات کی دیکھہ بھال کیا کرتی ہے - مایوس کسی حالت میں بھی نہ ہونا چاہیئے - جو کچھہ ہوا وہ مشیت ایزدی تھی جو کچھہ آگے ہوگا وہ بھی اُسی کی قدرت کی پیش بینی کا نتیجہ ہوگا - انسان مجبور ولاچار ہے - تن بتقدیر اپنی کوشش کا سلسلہ جاری رکہنا عقلمند آدمیوں کا طریق ہے - اب ہم لوگ زیادہ بات چیت نہیں کرسکتے - کل جو بات ہمارے والدین کے درمیان ہوئی تھی وہ ہم دونوں کے لئے کسیقدر اُمید دہ ہے اور یہ ملاقات بھی اماں جان کے ذریعہ سے نصیب ہوئی ہے - اُنہوں نے ابا جان سے سارا واقعہ سُنکر اور میری حالت پر ترس کہا کر تمکو جاسوسوں کے ذریعہ بلا بھیجا ہے -

منگل - کیا میں جان سکتا ہوں کہ کس قسم کی گفتگو ہوئی -؟

گورونیا - تم سمجہو ابّا جان کو تو کوئی اعتراض ہی نہین - صرف اعتراض ابّا جان اور اُن کے یونانی مشیرون کو ہے - سو کل اُس مین بھی بہت کچھ ضُعف آگیا - وہ فرماتے تھے کہ اس قسم کے تعلقات پہلے نہین ہوئے - مگر راجپوت عِزّت و حُرمت مین دُنیا کی کسی قوم سے کمتر نہین ہین - اگر تم سے ہوسکے تو کوئی ایسی نظیر بتلاؤ ! - لو اب مین جاتی ہون اگر زندگی ہے تو پھر مِل رہین گے -

باب سوم

پُرانے زمانہ مین مگدھ کی سلطنت کُل ہند مین بڑی باوقعت و عظیم الشان سمجھی جاتی تھی - جراسندھ وغیرہ کئی ایک مشہور پورو بنسی مہاراجے اِسی سرزمین کے فرمانروا تھے - اس مُلک کا دار الخلافہ شہر پٹنہ تھا جسکو قدیم ہندی اور سنسکرت کی کتابون مین پاٹلی پتر اور پُشپ پوری اور یونانی تواریخون مین پالی بوترا نام سے لکھا ہے - اس مُلک کے فرمانرواؤن نے ایسی شان و شوکت سے حکومت کی تھی کہ جس سے کُل دنیا مین شہرت پائی - اِسی مقام سے مہاتما گوتم نے اپنے دھرم چکر کو گردش دینی شروع کی تھی اور اُس زمانہ کی مذہبی دُنیا مین نہایت نیک و عالمگیر اثر پیدا کیا تھا - جس پوتر آریہ دھرم کے مُعتقدین مین آج سیام - انام - برہما - چین - جاپان - تبت - کوریا -

ورو تس ولنکا وغیرہ مین کروڑون کا شمار ہے - اُسکے مبارک وعظ کی ابتدا اسی مقدّس سرزمین سے شروع ہوئی تھی -

مگر زمانہ کی حالت ایک سی نہین رہتی - پوروبنس کے عروج کے آفتاب کو غروب نصیب ہوا - نندبنس والون نے اپنا علم قایم کیا اور سارے بھارت ورش مین اپنی حکومت جمائی -

تواریخ لکھنے والے کہتے ہین کہ نندبنش نے ایک سو اڑتیس [۱۳۸] برس تک راج کیا مہاراجہ مہانند اسی خاندان کا مشہور شاہنشاہ ہُوا ہے - جسوقت سکندر اعظم فاتح عالم نے ہندوستان پر چڑھائی کی اُس کی فوج کی تعداد کثیر کا حال سُنکر یونانیون کے ہوش ٹھکانے نرہے اور باوجود سکندر کی متواتر درخواست کے بھی اُسکے ساتھہ مقابلہ کرنے اور آگے بڑھنے سے منکر ہوئے -

مہانند کے دو وزیر تھے ایک کا نام شکٹار اور دوسرے کا راکشش تھا پہلا کایستھہ اور دوسرا برہمن تھا - چونکہ ان دونون وزیرون مین ہمیشہ باہمی اختلافات کی وجہ سے ناچاقی رہا کرتی تھی - ایک موقع پر راکشش نے غیبت سے شکٹار کو ذلیل کرادیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ شکٹار معہ تمام بال بچون کے سخت قید مین بھیجدیا گیا - جہان اُن سب کو صرف انواع و اقسام کی تکلیف ہی نہین تھی بلکہ کہانے کے لئے نیم کا کڑوا ستو چراغ کے پیمانہ سے ماپ کر ایک ایک کے لئے دیا جاتا تھا - شخصی حکومت کے جبر و ستم و ایشیائی طرز حکومت کی سختیونکی

بہ ایک دوشیانہ نیطر ہے - ان تکلیفوں کے موقع پر شکٹار نے اپنے متعلقین کو تسلی دیتے ہوئے یہہ عہد کیا کہ ہمن راجہ کو معہ تمام شاہزادوں کے قتل کرادونگا اور اس طرح نند بنش کا بہرے خاندان کے ساتھہ ساتھہ خاتمہ ہوگا - قید کی سختیاں برداشت کرتے ہوئے شکٹار کے سب لڑکے بالے قید ہی مین مر گئے - وہ اخیر مین اپنی ہوشیاری سے مرتے مرتے قید سے نکالا گیا اور شاہی حرم کی ایک لونڈی سے سازش کرکے سوائے چندر گپت کے باقی کل خاندان کا خاتمہ کرا دیا - اس کام مین اسنے وشنو گپت چانک نامی برہمن سے بہی جو شکٹار کا آدرش تھا بڑی مدد لی تہی -

راکشس نے شکٹار کی فطرت اور اُسکے مددگار وشنو گپت چانک کی چالبازی اور اپنے مالک کے بنس کا اس ذلت سے خاتمہ دیکھہ چکا تھا کچھہ تو خوف اور کسیقدر بدلہ لینے کی نیت سے پنجاب بھاگ گیا اور وہان کے راجاؤن کو تحریک کر رہا تھا کہ مگدھ پر چڑھائی کرین -

ہند کی تواریخ مین چانک بڑے دماغ کا آدمی گذرا ہے - اسنے شکٹار کی مدد سے چندر گپت کو جو مہانند کا دسوان شہزادہ ایک شودر مرا رانی کے پیٹ سے تہا تخت پر بٹہایا اور راکشس کی تدبیرون کو شکست فاش دینے کی غرض سے ایک ایسے ہوشیار آدمیون کے جتھے کو ملازمت مین رکہا جو

† بعد کو شکٹار نے خودکشی کی اور اس طرح ہردو خاندان کو تباہ کرکے اپنا عہد پورا کیا -

رقیب کو صرف زک ہی نہ دین بلکہ اُسکو چندر گپت کے قدمون مین لاکر گرا دین کیونکہ راکشس کی علیحدگی چندر گپت کی سلطنت کیلئے نہایت خطرناک سمجھی گئی تھی جسپر حصہ بردن دونون کی باہمی چوٹین ہوئین ہین طول طویل بیان ہے اور گو اس رسالہ مین اُن کا داخل کیا جانا خالی از لطف نہ ہوتا مگر ہم جان بوجھکر طوالت کے خیال سے درگذر کرتے ہین اور ناظرین کو ہندی اور سنسکرت زبان کی مشہور ناٹک مُدرا راکشس کو پڑھنے کی سفارش کرتے ہین جو اُس زمانہ کی پولیٹیکل اور سوشیل حالت کی بینظیر تصویر ہے -

راکشس وزیر کی حمایت کا وعدہ پنجاب - کلوت - ملے - کشمیر - سندھ اور پارس وغیرہ کے مہاراجون نے کیا تھا اور قریب تھا کہ مگدھ پر فوجکشی کرکے چندر گپت اور چانک دونون کا خاتمہ کر دیا جاے - مگر یہان ہمارے ہیرو سنگل سین نے جو کسی نہ کسی وجہ سے چندر گپت کی رفاقت مین شہرت حاصل کر چکا تھا نہایت دانائی سے کام لیا اور اُن مین تفرقہ پیدا کرکے مگدھ مین فوجکشی کرنے سے روکا - لیکن یہہ واضح رہے کہ اُسنے اس شرکت مین کوئی بھی ایسا کام نہین کیا جو آزادہ بہادر راجپوت کے نام پر دھبہ ڈالے -

باب چہارم

سنگل سین کی سفارت اُس کی رعایا کے لئے سخت مصیبت تھی جس روز سے

اسنے گہر چہوڑا کسیکو مطلق خبر نہ تہی کہ کس طرف گیا - جا بجا لوگون نے تلاش بہی کیا مگر کہین بہی پتہ نہ لگا - آخر کو نا اُمید ہو کر سب لوگ تہک رہے اور سمجہا کہ وہ بہی اپنے باپ کی طرح دشمنون کے پنجہ مین گرفتار ہو گیا - مگر یہہ کسیکو بہی خبر نہین تہی کہ وہ ہوشیاری سے اپنے پیارے ملک و عزیز ہموطنون کو غیر قوم کی تحتِ حکومت و رسوخ سے پناہ دینے کی فکر مین لگ رہا ہے - ادہر تو اُس نے راکشس کے ساتہیون کو نشیب و فراز دکہا کر مگدہ مین حملہ کرنے سے باز رکہا اور پنجاب مین چہوٹے بڑے رئیسون بہی ملکر یونانیون کے برخلاف سازش مین شریک کین - ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ ان کی نو آبادی بہت ہی کم تہی اور بہت کم لوگ جو سکندر کے لوٹ جانیکے بعد مُلک کی شادابی و زرخیزی کا حال سنکر آ رکتے آباد ہو گئے تہے اور اس قسم کی نو آبادیان بہی جہان تک روایتون سے پتہ لگتا ہے تین چار سے زیادہ نہ تہین - سنگل سین اور دوسرے دو چار رئیسون کے علاقون کی ضبطی نہایت بے انصافی سے کی گئی تہی اور سب سے زیادہ شکایت کی بات یہہ تہی کہ ہندوستانی راجاؤن کے دربار مین اُن کا رسوخ زیادہ مضر ثابت ہوتا جاتا تہا - اِن وجوہات سے عوام مین یونانیون کی طرف سے ایک قسم کی بد اطمینانی سی پہیل گئی تہی اور سب لوگ دل سے چاہتے رکہتے کہ یونانیون کے ہاتہہ سے نجات ملے

یونانی اپنے برخلاف ان سب علامات کو دیکہکر اپنی نازک حالت کی

جانب سے غافل نہ تھے اور یونان کو متعدد پیغام بھیجکر اپنی حالت سے آگاہی کی تھی اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ اب ہندوستان سے بھاگ کر جان بچانا بھی غیر ممکن ہے گو اُس زمانہ میں آمد و رفت کا راستہ نہایت خراب تھا اور سینکڑوں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مگر واہ رے یونانیوں کی حب الوطنی۔ اِن گنے معدودے چند مظلوموں کی مدد حمایت میں ایک بہت بڑی فوج ہند کیجانب روانہ ہوئی اس مُہم کی کمان ایک شخص سیلوکس نامی جنرل کے ہاتھہ میں تھی جو سکندر اعظم کا جانشین تھا۔ سکندر کی وفات کے بعد جب اُسکا اکلوتا بیٹا مارا گیا سلطنت چند سپہ سالاروں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ مگر سب سے زیادہ مُلک سیلوکس نکیٹر کے ہاتھہ میں آیا۔ ۳۲۱ سنہ برس قبل مسیح یہ شخص بیلونیا کا گورنر بن بیٹھا تھا اور اگرچہ انٹیگانس نامی بہادر جنگجو نے اپنی حکمت عملی سے یونان میں شروع شروع میں اس کا پیر جمنے نہیں دیا اور وہاں سے نکلوا بھی دیا۔ مگر ۳۱۲ سنہ قبل مسیح میں اُسنے اپنے رقیب انٹیگانس کو ٹالمی اول کی مدد سے مقام گازا کی لڑائی میں بُری طرح سے لپا کیا اور بعد ازاں نہایت طاقتور و جلیل الشان بادشاہ ہوا جس وقت میں کہ ہندوستانی یونانیوں نے اُس سے مدد مانگی تھی یہ اپنے عروج پر تھا اور یہی وجہ ہے کہ بلا پوچھے گچھے فوج کثیر لیکر بحر ذخار کی طرح یہاں آن پہونچا۔

باب پنجم

رات کا وقت - ہُو کا عالم ہے - ساری دُنیا خوابِ غفلت مین سرشار ہے - کسی کو اپنے تن وبدن تک کا ہوش نہین ہے - چوکیدار اندھیری رات مین اپنی اپنی ٹکی ہانک لگا رہے ہین اور سونے والون کو ہوشیار کرنیکی نیت سے خوفناک آواز سے شور کر رہے ہین - مگر کوئی کسی کی نہین سُنتا - بوسیفلا جو ابھی تک ظاہرا بدرل ہندوستانیون کی یورش سے محفوظ سمجھا جاتا ہے اور لایق سردار کی ہوشیاری سے ابھی تک کسی شکایت کے حادثات وقوع پذیر نہین ہوئے خوب بے کھٹکے کی نیند مین چور ہے - کوئی ایک بجے کا وقت ہوگا -

ایسے وقت مین ایک قوی ہیکل مسافر کسی مقام پر دو چار اپنے ہمجنس آدمیون مین بیٹھا ہوا گپ شپ کر رہا تہا یکایک شور وغُل کی آواز سُنکر چونک پڑا - یہہ شخص ابھی مگدھ سے آیا تہا اور چند روز بوسیفلا مین کسی ضروری کام کی غرض سے رہنے کے لئے اُس مقام کو مہمان نواز مالکِ مکان سے لے رکھا تہا - اس نے جو یکبارگی شور وغُل کی آواز سُنی تو ششدر ہو گیا اور اپنے ملازم سے کہا "رام سرن! دیکھو تو سہی یہہ کیا شور ہے؟" - رام سرن نے گھبراہٹ مین آکر کہا "حضور شہر مین آگ لگ گئی" - اتنا سُننا کافی تہا اُس مسافر کے حواس باختہ ہو گئے اور فوراً ننگے پائون ننگے سر آتشزدگی کے موقعہ پر پہونچا - یہہ وہی

جگہہ تہی جہاں منگل سین نے ہاتہی کے واقعہ کو دیکہا تہا اور در اصل یہہ مکان اُسی خانماں آوارہ کے دلدار کا محل تہا - آگ خوب ہی لگی ہوئی تہی سارا مکان جل رہا تہا - مگر خیر یہہ تہی کہ سردار اپنے کُنبے سمیت باہر آ گیا تہا - تماشائی بکثرت جمع تہے اور بہتیرے پانی لاکر بُجہانے کی فکر مین سوچ رہے تہے - مگر لاحاصل - اتنے مین سردار نے جو اِدہر اُدہر نگاہ کی تو دیکہا لڑکی نہین ہے - بیگم سے پوچہا "کورونیا کدہر ہے"؟ - اُسنے گہبرا کر جواب دیا "ہائے! وہ بالا خانہ پر ہے" مُسافر جیسے درجہ کا خدا ترس تہا اور خدا کے معصوم بندون کو مدد دینے کے ارادے سے گیا تہا اس سوال و جواب کو سُنکر وہ پوچہنے کو تہا کہ "وہ کس جانب بالاخانہ پر ہے"؟ کہ اتنے مین اُس لڑکی نے اوپر کہڑکی سے سر نکالا ابہی تک وہ آگ کی صدمہ سے محفوظ ضرور رہتی - مگر اب ہجوم مین سے کم آدمیون کو اس دہکتی ہوئی آگ مین جانے کی جُرأت ہوئی ہوگی - شجاع سردار جسنے اُس روز کہڑکی سے کود کر مہتر کے بچے کی جان بچائی تہی آج گہبراہٹ مین آ گیا - نوکرون سے زینہ لانے کی درخواست کرتا رہا - مُسافر جو شاید اُس نازنین کی جان بچانے کے لیے آسمانی مدد کی صورت مین نازل ہوا تہا زیادہ دیر تک اُن کا مُنہہ تاکتا نہ رہا بلکہ فوراً ایک لمبے بانس کو جو اتفاق سے وہان پڑا تہا اُٹہا لیا اور کہڑکی کے نیچے ٹیک کر چڑہنے کا ارادہ کیا - کہڑکی بانس کی چوٹی سے قریب گز بہر اونچی ہوگی - مگر جانباز مُسافر نے بلا پس و پیش اُسپر قدم جمایا اور آہستگی سے چلد چڑہ گیا

اور ہاتھ سے کھڑکی کی چوکھٹ تھام کر اندر داخل ہوا اور لوگون نے بھی بانس
کے پکڑنے مین اُس کی مدد کی تھی - جب تک یہہ کوٹھے پر پہوپنچے نازنین
بیہوش زمین پر گر گئی تھی اور اُسی حالت مین مُسافر نے منگل سین کا نام اُس
کی زبان سے سُنا - صرف دو چار لمحہ کا معاملہ تھا - مُسافر نے بیہوش نیمجان لڑکی
کو اپنی چھاتی سے خوب کسکر باندھ لیا اور کھڑکی پر آیا - اب اس جگہ زینہ قایم
ہوگیا تھا اور گو کہین کہین یہہ بھی جلتا شروع ہوگیا تھا مگر کسی طرح بیپر رکھنے
ہوئے نیچے اتر آیا اور اُس نیم مُردہ لڑکی کو والدین کے سپرد کر دیا - والدین کو
لڑکی کے زندہ بچنے سے جو خوشی ہوئی اُسکا اظہار مُشکل ہے - ہجوم مین واہ واہ
کی صدائین بلند ہوئین - سردار نے جیون ہی شکریہ ادا کرنے کے لیے مُسافر
کی طرف بغور رُخ کیا اُسکو ہمارے باہمت منگل سین کی شکل نظر پڑی اور قبل
اسکے کہ وہ اُس کی احسانمندی ظاہر کرے مُسافر بے تحاشا اپنے قیام گاہ کی
جانب بھاگا اور وہان سے رام چرن کو ساتھہ لیکر کسی اور طرف کو چلدیا -

باب ششم

چانکیہ جی کو اپنے ارادون مین کامیابی ہوئی - راکشس شکست پر شکست کھاکر
اُسکا لوہا مان گیا اور اخیر کو اُس چالاک برہمن نے ایسے موقع سے اُسکو خلاقی
جال مین پھنسا کر بیقابو کر دیا کہ رہے سہے سارے حوصلے پست ہوگئے اور سر

حکمت سے اسکا انقلابِ قلوب کیا گیا تھا کہ بالعوض بدخواہی کے اب وہ چندرگپت کا سچا خیراندیش وزیر بنگیا۔

چندرگپت کو اس طرح راکشس سا عقلمند وزیر دیکر اب چانک نے خلوت نشینی اور اپنی گذشتہ زندگی کی بداعمالیون کی تلافی مصلحت سمجھی۔ مگر جس روز وہ اس ارادے سے شاہی دربار مین علیحدگی کی درخواست کرنیکو گیا اُسی دن پنجاب کے راجاؤن کی چٹھیان پہونچین اور یونانیون کے آیندہ خوفناک حملہ کی اطلاع دیتے ہوئے مگدھی فوج کی تیاری اور اپنی مدد کی درخواست کی۔ چانک نے اس موقع کے خطرے کا اندازہ کرکے اپنی خواہش کو چند روز کے لئے اور روک دیا اور جیوسدّھی کو جو پنجاب کا باشندہ تھا اور جسنے راکشس کے حامیون کو بڑی خوبی سے منتشر کرا کے چانک کو کامل فتح بخشی تھی یاد کیا۔ مگر جیوسدّھی کہان ہرچند تلاش کی گئی کہین پتہ نہ لگا۔ ایک شخص نے کہا کہ وہ مگدھ کے دربار سے کسی وجہ سے ناراض ہوکر چلا گیا۔ دوسرے نے کہا وہ وِش کنیا کے خوفناک نتیجہ سے متنفر ہوکر علیحدہ ہوگیا۔ کیونکہ اس قسم کی کارروائی اُسکی دانست مین انسانیت سے بعید معلوم ہوئی۔

† یہ حضرت منگل سین ہی تھے جنہون نے مصلحتاً مگدھ دربار مین یہہ اپنا نام مشہور کر رکھا تھا۔

* یہ عورت زہر کھلا کھلا کر پالی گئی تھی اور پیچھے سے راکشس نے چندرگپت کو مارنیکی نیت سے بھیجی تھی گو چانک نے اسکو پربتک راجہ کو پاس بھیجدیا اور وہ اُسکی صحبت سے ہلاک ہوا۔ پربتک راکشس کا حامی تھا۔

چانک یہ باتیں سُنکر ہنسا اور کہا کہ جیو سدّھی لڑکا نہیں ہے جو ایسے بیہودہ
خیال میں آکر ایسے وقت میں علیحدگی اختیار کرے۔ وہ کسی اور بڑی مُہم کی فکر میں
لگا ہوا ہوگا۔ یہ سب باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک آدمی پتر لئے ہوئے چانک کے
استھان میں پہونچا اور سب جے کار کرتے ہوئے وہ خط اُسکے ہاتھ میں دیا۔ براہمن
نے بڑے غور سے پہلے مضمون کو پڑھا اور پھر اپنے دوستوں کی جانب مُخاطب
ہوکر کہا "کیوں میں نہ کہتا تھا کہ جیو سدّھی اور کسی بہتر اور ضروری کام میں
لگا ہوگا" پھر آدمی کو رُخصت کرکے وہ خط سبکو سُنایا۔ مضمون حسب ذیل تھا:
"آریہ! میں نے حتّے الامکان آپ کی خدمت سے دریغ نہیں کیا اور ایشور
کی کرپا سے آپکا کام حسب خواہش آپکے طے پا گیا۔ مگر مجھے اور کام کی بھی
دُھن لگی ہے جس سے آپ بالکل ناواقف نہیں ہیں۔ جب تک وہ نہ ہو لیگا
مجھے چین نہ پڑے گی۔ اس میں آپ کو بھی مجبوراً حصّہ لینا پڑیگا۔ کیونکہ انسان
کے لیئے دُنیا و دین میں اس سے پاک اور کوئی کام نہیں ہے۔ میں نے مصلحتاً
اس طریقہ سے کام کیا ہے کہ آپ کو ضرور ہی شریک ہونا پڑیگا۔ نتیجہ سے میں خوب
واقف ہوں اس میں مہاراج کی شہرت اور مگدھ دربار کی عظمت ہوگی۔ پنجاب
میں اب یونانیوں کا حملہ ہوا ہی چاہتا ہے۔ چونکہ ایسے موقع پر مجھے خود وہاں
رہنا ضروری ہے اسلئے جاتا ہوں۔ آپ سے اور مہاراج سے رُخصت نہ ہونے
کا سبب صرف یہہ ہے کہ مجھے ناحق روکا جائیگا۔ میں آپ کی خوشی میں شریک

ہوں اور کبھی کسی حالت میں دور نہ سمجھیے گا۔ اب پنجاب میں ملوں گا اور اُس معاملہ کا دھیان رکھنا جو میں نے کل آپ سے کہا تھا۔ زیادہ کیا لکھوں۔

جیوسیدھی "

حاضرین کو چانک کے سوا سخت تعجب ہوا اور کسی نے اس خط کا بہت کچھ مضمون بھی نہیں سمجھا۔

باب ہفتم

منگل سین جس وقت اپنی محبوبہ کی جان بچا کر پوسیغلا سے روانہ ہوا تھا اُس کی حالت بہت ابتر تھی۔ جابجا اُس کا جسم جھلس گیا تھا اور کہیں کہیں جل بھی گیا تھا۔ اگر وہ پوسیغلا ہی میں رہتا تو سردار عزیز اُس کے احسانات کی خیال سے کوئی ضرر نہ پہونچاتا۔ مگر وہاں خطرہ ضرور تھا کیونکہ بہہ آتش فساد جو اُس وقت کُل ہندوستان میں مشتعل ہو رہی تھی اسی کی لگائی ہوئی تھی اور یونانی اس سے ناواقف نہیں تھے۔ ممکن نہیں تھا کہ وہ خطرے سے محفوظ رہتا اور یونانی اُسکو آرام لینے دیتے۔

پوسیغلا سے روانہ ہو کر وہ کئی دن بعد جہلم کے کنارے ایک گانوں میں جا کر مقیم ہوا۔ یہاں اُس کے یار آشنا بکثرت تھے اور اس سازش میں بھی حصہ لے رہے تھے۔ چند روز تک وہ آگ کی تکلیف سے بستر دوست بنا رہا اور اُسکے

خویش و بیگانہ نے اُس کی تیمارداری مین کوئی دقیقہ کوشش کا فروگذاشت
نہین کیا - کچھہ عرصہ بعد زخم انگور ہوگئے اور اُسکو قریب قریب شفا ہوگئی اور
اُسنے تمام اپنے جانباز و دلیر شیر مرد کشتریون کا مجمع فراہم کرکے پنچایت کی کہ
کس طرح دُشمن کا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کرنا چاہیئے ؟ - یہہ کانفرینس اُسی
جگہ ہوا تہا جہان بعد کو اورنگ زیب کی ظالمانہ پالیسی سے تنگ آکر گرو تیغ بہادر
صاحب نے دُشمنون سے پناہ یابی کے معاملہ پر بحث و غور و فکر کئے تھے - پنجاب
اُسوقت معزز و شریف النسل راجپوتون سے بھرا ہوا تہا - تمام اہل وطن یا نکے
کشتری منگل سین کے علم تلے آکر اس سخت قومی مُہم کے لئے تیار ہوگئے اور اس
طرح ایک ادنیٰ درجہ کا سردار جو پہلے صرف دو چار سو گانون کا مالک رہا ہوگا اب
ایک بہت بڑے شجاع و منتخب سردارون کا پیشوا بنگیا - سب کی یہہ رای ہوی
کہ جہان تک ہوسکے مُلک مین دُشمنون کا قدم نہ جمنے پاوے اور یہہ والنٹیرون
کی جماعت اپنے اپنے ماتحت ساتھیون کے جتھے کو اپنی اپنی جگہ پر مُہم کے وقت
کے لئے تیار رکھے اور اسی طرح عملدرآمد بھی ہوا - بعض لوگون کی یہہ بھی راے
تھی کہ یونانی نو آبادیون کا بالکل قلع قمع کردیا جاوے اور یونانیون کو قید کرلین
تاکہ اُن کی طرف سے اطمینان رہے - مگر منگل اس تدبیر کے برخلاف تہا
کیونکہ اس حالت مین وہ ریاستین بھی جن مین یہہ یونانی مناصب جلیلہ پر
ممتاز تھے دُشمن ہوجاینگے اور غیر مُلکی دُشمنون پر فتح پانا مشکل ہوگا -

والی مگدھ جو اُس وقت مین کل آریہ ورت کا سرتاج کہا جاتا تھا - مہاراجہ کا خود میدان جنگ مین آنا اُس وقت کے لیے کوئی بات نہ تھی بلکہ ایسے ہی معرکون مین اُن کی ذاتی شجاعت کا امتحان ہوتا تھا اور جسقدر دلیری و جانبازی سے کام کرتے تھے اُسیقدر رعایا کی نگاہ مین اُن کی عزت ہوا کرتی تھی - ایک کشتری اکیلا شیرون کی طرح ہزارون کا مُقابلہ کرتا تھا اور تن تنہا لاکھون حریفون کو چھکے چھڑا دیا کرتا تھا - شجاعت راجپوتون کے حصہ مین پڑی تھی اور سچے راجپوت کی پہچان صرف یہی ہے کہ دُشمنون کی لہراتی ہوئی صفون مین بیدھڑک گُھستا چلا جائے اور اُن کے تیر و تفنگ کی بارش کو پھولون کی برشا سمجھے - لڑائی مین جان دینا - قوم کی محافظت اور مُلک مین امن قایم رکھنے کی نگاہ سے دُشمنون کو پامال کرتے رہنا یہی اُسکے فرائض تھے - شجاعت ہی در اصل اُنکی مذہب ہے - قوم اور مُلک کی آزادی قایم رکھنا اور اُسکے لیے لڑائی کرتے رہنا ہی شریف دھرم ہے - مہاراجہ رام چندر - سری کرشن - مہاتما گوتم کی کیون دُنیا مین آج عزت ہے ؟ سبب یہ ہے کہ قوم کے واسطے ملک کی محافظت کی غرض سے - کُل بنی نوع کو با امن رکھنے کی نگاہ سے اُنہون نے مصیبتین اُٹھائین - سخت کولات ماری اور انسان کی بہتری کے لئے ہزارون تکلیفین برداشت کین - تمام جنگل و بیابان طے کرتے ہوئے دُشوار گذار پہاڑ اور درندے جانورون کا مُقابلہ کرتے ہوئے انسان کی بہبودی کے لئے اُن کے دُشمنون کو پامال کر دیا

اگر ایک نے دُنیاوی دُشمنون سے بچاکر امن بخشا تو دوسرے نے روحانی آرام دیا۔ یہ شریفیا اور سچے راجپوتون کا دہرم ہے اور صرف یہی وجہ ہے کہ مغرور براہمن تک کا سر ان سچے مہاتماؤن کے پاک قدم مین آج تک جُھکا ہوا ہے۔

جنگ چھڑ گئی۔ دار و گیر شروع ہوگئی۔ مگدہ کی فوج کو یہہ زعم کہ ہم دلیری مین اپنا ثانی نہین رکھتے۔ یونانیون کو یہہ غرور کہ ہم ایک دفعہ پنجاب مین اپنا سکہ بٹھا گئے تھے اور اب ان کو مار لینا آسان کام ہے۔ فریقین نے خوب دادِ شجاعت دی۔ لوہے سے لوہا بجنے لگا۔ کُشتون کے پُشتے لگ گئے۔ سینکڑون کام آئے۔ متواتر کئی دن لڑائی رہی مگر اس بات کا تصفیہ کرنا آسان نہین تھا کہ کس کے ہاتھ کھیت رہیگا۔ اخیر کو یونانیون مین یہہ صلاح ٹھہری کہ جسطرح سکندر نے پورش کے ہاتھیون کو تیرون سے زخمی کر کے بھگایا تھا اُسی طرح اب بھی کام کرنے سے ہندؤن کے پاؤن اُکھڑ جاوینگے۔ مگر یہہ خیال غلط تھا کیونکہ پورش کی شکست کے بعد کل راجاؤن نے ہاتھیون کو اس طرح تعلیم دے رکھی تھی کہ وہ کسی طرح میدان نہ چھوڑین۔ یونانیون نے دوسرے دن اس طریقہ سے حملہ کیا۔ مگر لاحاصل اُنا جسوقت کہ یونانیون کی فوج تیر باری مین مصروف تھی یکایک کڑکتی ہوئی بجلی کی طرح اُتر و جنوب کی جانب سے بیشمار ہندو لڑاکے اُن کی فوج پر حملہ آور ہوئے۔ اُس وقت مین اُن کی جو کیفیت ہوئی ناگفتہ بہ ہے۔ ہر سہ سمت سے حملہ کیو جانے پر اب اُن کی ساری سپاہ بددل ہوگئی اور سوائے بھاگنے کے اور کوئی تدبیر

کارگر نہین ہوئی۔ مگر اس مین بھی اُن کے بیشمار آدمی کام آئے اور جس طرح پہلے سکندر کی فوج وبا و مختلف امراض سے تباہ ہوئی تھی اب کے راجپوتون کے ہتھیارون سے غارت ہوئی۔

باب دہم

اس معرکہ کے بعد مہاراجہ چندرگپت کے دربار مین ایک دانا شخص میگاستھینیز نامی بطور ایلچی کے بھیجا گیا۔ یہہ بہت تجربہ کار فہیم و عالی دماغ انسان تھا اور اس زمانہ مین بھی اُس کی تصانیف بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہین یونان مین متعدد دفعہ ستائے جانے کے بعد اُسنے سلیوکس کی ہمرکابی پسند کی اور اسطرح اپنے آپ کو جلاوطن بنا کر بھیلون مین رہنا اختیار کیا تھا اس ہندوستانی مہم مین بھی وہ اسکے ساتھ تھا۔

جب یونانیون کو اس طرح شکست فاش ہوئی سیلوکس نے صُلح کے پیغام سے اسکو شاہنشاہ مگدھ کی خدمت مین روانہ کیا اور یہان راکشس اور چانکا نے نہایت تعظیم سے اُسکا استقبال کیا۔ دربار مین آکر اس نیک مزاج شخص نے ظاہر کیا کہ مگدھ اور یونانیون کے درمیان کی لڑائی محض ایک پولیٹکل غلطی تھی۔ کیونکہ درحقیقت یونانیون کی نیت نہ تھی کہ اس قسم کی چھیڑ چھاڑ کی جائے بلکہ اُن کی غرض محض پنجاب کے تسلط اور چند یونانی نوآبادیون کی محافظت سے تھی۔ دراصل

ابھی تک یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ یونانی اور مگدھہ کے باشندون کے درمیان اس جنگ کے چھڑنے کی اصلیت و ضرورت کیا تھی؟ - چانک نے ان سب باتون کا قابل اطمینان جواب دیکر اور چند ناعاقبت اندیش یونانیون کے بیجا و عدے سے تجاوز کرتے ہوے جبر و سختیون کا حال سنا کر اسکو مطمئن کر دیا اور اسکے صلح کے پیغام کو بخوشی قبول کر لیا - جانبین مین جو عہد نامے ہوے اُسکا پتہ تواریخ سے کچھہ نہین لگتا - سواے اسکے کہ ہر دو سلطنتون مین اتحاد و ارتباط قایم رکھنے کی نگاہ سے *سلیکس اپنی حسینہ شاہزادی روکشانا † درشنگ کی مہاراجہ چندرگپت کے ساتھہ شادی کرے اور پنجاب کا علاقہ بطور جہیز نذر کرے اور میگاستھینیز کو اجازت ملے کہ وہ بحیثیت مستقل سفیر کے مہاراجہ کے دربار مین حاضر رہے تاکہ آیندہ اس قسم کی پولیٹکل غلطیون کا خوف نہ رہے -

یہہ ہر دو شرایط جانبین نے منظور کرین اور چند ہی روز مین مہاراجہ چندرگپت نے بڑی دھوم دھام سے شاہزادی روکشانا سے شادی کی - شاہنشاہ اشوک جسکا حال ناظرین دوسری تواریخون مین دیکھین گے اسی شاہزادی کا پوتا تھا اور اُسنے دنیا کو شائستہ اور باامن بنا نیمین جیسی کچھہ کوشش کی وہ محتاج بیان نہین -

* سلیکس سکندر اعظم کا جانشین تھا اور سب سے زیادہ وسیع اسی کی سلطنت تھی اسی وجہ سے اسکی دختر کو سکندر اعظم کی پوتی لکھا گیا ہے ۱۲ † سکندر کی باختروالی بیگم کا بھی یہی نام ہے اور اُسی کے نام کی تعظیم مین سلیکس کی لڑکی کا بھی یہی نام ہوا - ‡ میگاستھینیز نے جو کتاب ہند کے بارہ مین لکھی ہے نہایت ہی دلچسپ ہے - ۱۲

باب یازدہم

ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ اس پولیٹیکل انقلاب یا آنکہ پولیٹیکل غلطی (جیسا کہ میگاستھنیز نے کہا تھا) کا باعث ہمارا ہیرو سنگل سین تھا۔ اسی نے اپنی چالبازیوں سے چانک کو مدد دیکر زیر بار احسان بنایا۔ اسی نے یونانی فوج پر حملہ کر کے اُسکو غارت کیا اور اب اسی شخص نے چانک کو سکھا پڑھا کر روکا نا اور چندر گپت کی شادی کرائی جس طرح اس کی تدبیرین کامیاب ہوتی گئیں ان مضمونوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوا ہوگا۔ اسکے ہموطن یونانیوں کی غلامی سے آزاد ہو گئے۔ اُس کی باپ کا قاتل اُسی آگ مین جل کر مر گیا جسکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین اور پھر اُسنے اُس نیٹر کے قایم کرنے مین کامیابی حاصل کی جس کی کورونیا نے درخواست کی تھی یعنی "تم سے اگر ہو سکے تو ایسی نیٹر بتلاؤ"!

جب مُلک مین ہر طرح سے تسلط ہو گیا اور اُس کی قوم کی سختیون کی شکایتیں دور ہوئین چانک نے بذریعہ میگاستھنیز یونانی سردار سے درخواست کی کہ اپنی دُختر جمیلہ کو جیوسدھی کے ساتھہ بیاہ دے۔ جیوسدھی اس وقت مین مقرب بارگاہِ سلطانی تھا اور کل سلطنت کے اعلیٰ درجہ کے امیرون مین معتبر شمار کیا جاتا تھا اور اس وجہ سے میگاستھنیز نے اس کی وکالت کرنے سے انکار نہین کیا۔ مگر جس وقت جیوسدھی کا نام لیا گیا یونانی سردار نے انکار

کردیا اور میگاستھنیز کو وہ سب حالات سنائی جن سے ناظرین ناواقف نہین ہین
مگر اخیر مین جب یہ بات معلوم ہوئی کہ جیوپسنڈ ہی اور منگل سین دراصل ایک ہی
شخص کے دو نام ہین تو لوگون کو حد درجہ کی خوشی ہوئی اور وہ دونون عاشق
و معشوق باہم ملائے گئے اور بہت دنون تک دُنیا مین نیکنامی سے زندگی بسر کی ؎

جس طرح انھین بہم ملایا
بچھڑے ہوئے سب ملین خدایا

گورِ غریبان کا دلچسپ سین

{نورجہان کا مزار}

از نتایجِ طبع بابو درگا سہائے صاحب سرور جہان آبادی تلمیذ حضرت
بیان و یزدانی رئیس میرٹھ

لیلیٔ شب نے جو رکھدی کرکے تہہ کالی قبا
صبحِ صادق نے دکھائی اپنے جلوہ کی ضیا
بھینی بھینی وہ نسیمِ فرحت افزاے سحر
پیاری پیاری بیل بوٹی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا

وہ سحر کا وقت وہ پہولونکی بھینی بھینی بُو
چومتی تہی پیار سے پہولونکا منہہ بادِ سحر
بازوُن کو تول کر اب سوے گلشن اُڑ چلے
جسکو تکوون سے حسینون کی جدا ہوتا تہا قلق
نورِ چمن چہنکر برستا تہا در و دیوار پر
کہل کہلا کر ہنس رہا تہا غنچہ صُبح بہار
دیکہکر یہ صُبح کا دلکش سمان مین بے اختیار
ٹہنڈی ٹہنڈی سبزۂ صحرا کی دلکش تہی لپک
لیگئی عبرت مجہے گورِ غریبان کیطرف
دیکہا تو یہہ کس پری رُخسار رشکِ انوار ہے
نور بن بن کر برستی ہے در و دیوار سے
کسکا شانہ صُبح کو اُٹہکر ہلاتی ہے نسیم
سو رہی ہے کون رکہکر بالشِ سیمین پہ سر
پڑ گئی کس نازنین کی حُسن کی پہولون پہ اوس
کسکے غم مین بہر رہی ہے ٹہنڈی سانس بادِ سحر
کس پری وش نازنین کا عنبر افشان ہے کفن
منتشر ہین کس پریشان نازنین کی سر کے بال

وہ لپک سبزہ کی وہ شبنم کے قطرے واہ وا
گود مین لیکر کہلاتی تہی شگوفون کو ہوا
سر جہکاے گہونسلون مین تہے جو مرغانِ ہوا
خاک کر پہینکی گئی وہ رات کی باسی حنا
ایک عالم تہا زمین پر لمعۂ انوار کا
پہرتی تہی گلشن مین اِترائی ہوئی بادِ صبا
اپنے بستر سے اُٹہا اور جانبِ صحرا چلا
بھینی بھینی بو گُل مین تہی بسی بادِ صبا
ٹوٹی پہوٹی تربتین دو تین دکہلا کر کہا
یہ جگا خوشِ لحد مین ایک گوہر ہے بنا
کسکے جلوہ کی تجلی ہے کہ جسکے پرتو کی ضیا
گدگداتی ہے کسے آہستہ آہستہ صبا
محوِ خوابِ ناز ہے یہہ کسکی چشمِ نیم وا
کس پری تمثال کا بوٹا سا قد کمہلا گیا
کسکا شیون کر رہے ہین آہ مرغانِ ہوا
بھینی بھینی کسکے بالونکی مہک سے ہے ہوا
کسکے رُخسار پہ ہے بکہری ہوئی زلفِ دوتا

اِک حسین کے خوابِ آسایش کا گہوارہ ہی یہ
روضۂ پرنور ہے اِک حورِ جنت کا یہ آہ!
سو رہی ہے اِس مین اک ناطورۂ عابد فریب
جلوہ گاہِ ناز ہے اِک چاند کے ٹکڑے کی یہ
اب کہان وہ دلفریبی ہے نگاہِ ناز مین
اب نہ وہ اعجاز ہے اُن مین وہ جان پروری
گرِ نظر آتی نہین اب وہ نگارِ دلفریب
اب وہ اعجازِ تکلم کی کہان ہین شوخیان
قدِ موزون مین کہان اب حشر کی اٹھکھیلیان
حشر اب توام نہین ہی شوخیِ رفتار سے
مارِ رہزن دل کو ڈس جانیکو اب گیسو نہین
حُسن کے پھولون مین اب وہ بھینی بھینی بو کہان
اب کہان ہے عارضِ گلگون پہ گلگونہ کا رنگ
حشر اب آئینا نہین ہے شوخیِ رفتار سے
سرمۂ تسخیر سے آنکھون مین ڈوری اب نہین
یون اداسی چاند سے مکھڑے پہ ہی چھائی ہوئی
ہر در و دیوار پر چھائی ہوئی ہے بیکسی

میٹھی نیندین سو رہی ہی آہ اِک شیرین ادا
اک پری کی خوابگاہِ ناز ہے او خود نما
محوِ آسایش یہان ہی اک عروسِ مہ لقا
ہے یہ اک خاتونِ مہ تمثال کی خلوت سرا
خواب آلودہ بہت دن سے ہی چشمِ سُرمہ سا
اب تبسم سے نہین ہوتے لبِ نازآشنا
دید کے قابل مگر اب بھی ہی آنکھونکی حیا
اب نزاکت سے نہین ہوتی لبِ گلرنگ وا
چال اب کرتی نہین ہے فتنۂ محشر بپا
گھنگرون کی اب نہین کانونمین آتی ہی صدا
پھانسیان دیتی نہین عشاق کو زلفِ دوتا
گوشۂ مرقد مین ہی لوٹا سا قدِ نخلِ عزا
دستِ نازک مین نہین اب شوخیِ رنگِ حنا
قامتِ موزون مین اب عالم ہے مدِ آہ کا
نرگسِ بیمار ہے برسون سے چشمِ نیم وا
جیسے چہرہ ہو کسی بیمار کا اُترا ہوا
دھیمی دھیمی آرہی ہے کنجِ مرقد سے صدا

کون لایا کھینچکر گورِ غریبان مین مجھے
کیا ہوا وہ ہاے نازون کا پلا بوٹا سا قد
لب پہ ہے مُہر خموشی مین ہون اور کُنج مزار
وہ جوانی کی اُمنگین ہین نہ وہ اٹھکھیلیان
کیا ہوئی وہ شوخی برقِ نگاہِ دلفریب
لہیان لیتے نہین اب طُرہ ہای پُر شکن
ایک دن وہ تہا رے جلوہ پہ غش تہا اک جہان
چار آنسو کب بہائے تو نے اے شمعِ مزار
کب ہوا بیتاب سبزہ میری غم مین خاک پر
لیکے کب دو پہول آئی تو لحد پر بعد مرگ
پہر سے غم مین کب ہوے مُرغانِ گلشن نالہ کش
پوچہنے والون نے اتنا بہی نہ پوچہا بعدِ مرگ
جی ہے کیسا کسنے پوچہی آہ مجہہ سے اتنی بات
تجہہ سے بہی آئی نہ ہمدردی کی بُو ای بیکسی!
کب جگایا مجہکو خوابِ ناز سے وقتِ سحر
تجہکو ہے مشاطگی کا کیا سلیقہ ای نسیم
میری مُردہ ہڈیون مین کسنے پہونکی روح آہ!
کسنے سونپا خاک کو ای چرخ وہ دن مُسکرا
چہار ہا تہا سر پا کہ جسپہ عالم حُسن کا
اب نہ وہ موجِ تبسم ہے نہ ہنستا بولتا
اب نہالِ قدِ موزون مین کہان نشو و نما
کیا ہوئی وہ میری چشمِ ساحری فن کی ادا
ایڑیون تک بڑہ کے اب آتی نہین زلفِ رسا
یا یہ صورت ہی کہ اب کوئی نہین ہی پوچہتا
تجہہ سے آئی کب جگر سوزی کی بو بعدِ فنا
پہر سے ماتم مین حزین کا کب کلیجہ شق ہوا
تو ہی بتلا دے بہلا ای جنبشِ بادِ صبا
کان مین آئی نہ ابتک شورِ بلبل کی صدا
تجہہ سے کیونکر اُٹہہ سکا صدمہ فشارِ گور کا
مُنہہ ذرا سا کیون نکل آیا ہی کب کس نے کہا
تو نے چہاتی سے مری میّت کو کب لپٹا لیا
تو نے شانہ کب ہلایا میرا اے بادِ صبا
تو نے شانہ کب مری زلفِ پریشان مین کیا
عمرِ رفتہ نے دکہایا کب اثر اعجاز کا

کنجِ مرقد مین کیا کسنے مری میّت کو پیار
کون آیا کاٹنے خوابِ عدم کی بیڑیان
میرے جیتے جی جدائی جنکو میری شاق تہی
ہانہہ اوٹہایا مین نے کیا دُنیا سے ہنگامِ سفر
یاس و حرمان کا مری بالین پہ تہا کیا ہجوم
اقربا کا منہہ وہ تکنا پیار کی نظرون سے ہاے
سسکیان بہر کر وہ رہجانا کلیجہ تہام کر
یون زبانِ حال سے کہتی تہی چشمِ سحر سا
اب نہ آئے گا نظر مجہکو یہہ قصرِ زرنگار
مجہہ سے چہٹتا ہے ہمیشہ کیلیے اورنگ و تاج
اب نہ دیکہون گی مین دُنیا کا طلسمِ دلفریب
خارِ حسرت ہو رہی ہے وہ نگاہِ دلفریب
سیر کے قابل نہین دُنیا کا کوئی سین آہ!
کون حُسن کر لیگیا وہ پہول اس گلزار سے
منہہ مرا تکتی تہی حسرت سے نگاہِ واپسین
آرہا تہا سینکڑون باتون کا رہ رہکر خیال
بیکسی کہتی تہی چہوڑا تو نے کسپر تخت و تاج

کسنے لوٹا میرے جوبن کا مزا لیلِ رفتا
مُرتون کُنجِ لحد مین مین نے سر پٹکا تو کیا
چہوڑ کر مجہکو اکیلا چلدئے وہ اقربا
حسرت و اندوہ کا چہاتی پہ پتہر رکہہ لیا
پہیر رہا تہا جب مری آنکہون مین عالم نزع کا
وہ نگاہِ یاس سی دیوار و در کو دیکہنا
رو کے ہوتا ہے وہ اپنے پرائے سی جدا
بند ہو کر اب نہونگی گوشۂ مرقد مین وا
اب نہ دیکہون گی مین یہ کاشانۂ نزہت فزا
اب نہ آئیگی نظر ایوانِ شاہی کی ضیا
اب نہ آئیگا نظر یہہ جلوۂ حیرت فزا
لوٹتی تہی جو کبہی پہولون کی جوبن کا مزا
ہے تماشاگاہِ ہستی بہی عجب عبرت سرا
چار دن کلیون نی ہنسکر دل جو بہلایا تو کیا
مُند چلی تہی نزع مین کچہہ کچہہ جو چشمِ نیم وا
حسرتون نے دل مین کر رکہا تہا ہنگامہ بپا
عقل سمجہاتی تہی کوئی جانشین ہو تجہکو کیا

کیسا اورنگِ شہی کیسی شکوہِ سلطنت
کیسی شانِ مملکت کیسا جہانگیری کا خبط
کیسا جیغہ کیسا طرّہ کیسی کلغی کیسا تاج
لیگیا سر پر اُٹھا کر افسر و اورنگ کون
وہ ملوکِ ہفت کشور وہ شہِ والا نژاد
کانپتے تھے جن کی صولت سے زمین و آسمان
جنکے در پر بج رہا تہا روز و شب کوسِ ظفر
ہاتھہ آیا ہستیٔ فانی سے کچھہ بہی وقتِ مرگ
لیگیا کچھہ بھی سکندر وقتِ رحلت اپنے ساتھہ
ہیں یہہ سب دنیا کی جھگڑے ورنہ غافل بعد مرگ
جب جہانداری کا سہرہ اُٹھہ گیا سر سے ترے
تجھکو کیا او شاہزادی اب کوئی ہو حکمران
اِک کشاکش میں غرض تہی میری جانِ ناتوان
حرص کہتی تہی سے لئے چل افسر و اورنگ ساتھہ
عقل یون کرتی تہی رہ رہکر نصیحت گستری
کس کشاکش سے غرض آنکھوں سے نکلی جانِ زار
یاد ہے ابتک مجھے ہو جیسے کل کی سرگذشت

کیسا ایوانِ مرصّع کیسا قصرِ زرنگار
چار دن فرمانروائی کی اگر تو نے تو کیا
تختِ شاہی پہر کہان جب آگئی سر پر قضا
چل بسے دارِ فنا سے سینکڑون فرمانروا
جنکی نصرت کا علم لہرا رہا تہا جا بجا
جنکی صورت دیکھکر شیرون کا زہرہ آب تہا
جنکے سر پر تھا جہانداری کا سہرہ سج رہا
لیگئے دنیا سے کچھہ بہی پاس حسرت کے سوا
ہاتھہ خالی دونون تھے دارِ فنا سے جب چلا
کون آیا دیکھنے کو تختِ زرّین کیا ہوا
تجکو کیا وارث ہو کوئی افسر و اورنگ کا
تجھکو کیا تختِ شہی پر ہو کوئی فرمانروا
حسرت و اندوہ کا تہا ایک ہنگامہ بپا
اور یہ دولت کا تقاضا تہا نہ مجکو چھوڑنا
مال و دولت کون اس دارِ فنا سے لیگیا
روح قالب سے ہوئی کس یاس سے مل کر جُدا
نزع کے عالم کا وہ افسانۂ حیرت فزا

مین نے دیکھے عہد سے کیا کیا لحد تک انقلاب
مین یہ کب کہتی ہون مین ہون نازشِ نسلِ شہی
میرے نازون کا ہے گہوارہ وہ دشتِ ہولناک
بادِ صرصر منہہ مسافر کا جھلستی تہی جہان
اک شرارِ آتشین تہا ریت کا ذرہ تہا جو
پاؤن رکہنے کو نہ تہی کوئی اقامت کی جگہ
مجکو سونپا گور کو اس وادیٔ پُر خار مین
جب کیا مجکو کلیجے سے جدا مان باپ نے
لمعۂ انگن یون مرے جلوہ کی ضو تہی دشت مین
پرورشِ مادر نہ تہا نہ آغوشِ پدر کا تہا پتہ
بیکسی کا لوٹتا ہو جیسے پُتلا خاک پر
آگئی تہی بہوک سے ہونٹون پہ ننہی سی جو جان
سسکیان بہر کر زمین پر وہ بلکنا بار بار
سر پٹکتی تہی مرے بالین پہ رو کر بیکسی
پھٹ گئی چہاتی نہ تیری ہائے مہرِ مادری
پہینکتا ہے کوئی کانٹون پر مسل کر یون ہی پہول
رکھ دیا چہاتی پہ پتہر تو نے بہی مہرِ پدر

اور ابہی یہہ گردشِ دوران دکہائی جاتی کیا
سایۂ انگن چترِ دولت سر پہ لیکن ہے رہا
کچہہ نظر آتا نہ تہا جس مین بگولون کے سوا
چلنے دیتی تہی نہ رہرو کو سمومِ جانگزا
یون زمین تپتی تہی ہو جلتا ہوا جیسے توا
اور شجر نے کو نہتی کوئی زبان مہمان سرا
مجکو پہینکا خاک پر ہو مہرِ مادر کا برا
دور کر چہاتی سے حسرت نے مجہے لپٹا لیا
جیسے ٹکڑا چاند کا کوئی زمین پر ہو پڑا
دشت گہوارہ تہا دایہ تہی سمومِ جانگزا
چہا رہا تہا مجہہ پہ یون عالم سراپا یاس کا
رو رہی تہی چپکے چپکے میرے بالین پر قضا
بہوک کے مارے وہ ننہا سا انگوٹہا چوسنا
کان مین آتی تہی یہہ آہستہ آہستہ صدا
ننہے بچے کو کیا تو نے کلیجے سے جدا
خاک مین یون ہی ملاتا ہے کوئی دُرِّ صفا
تو نے بہی پوچہا نہ اِس ننہی جان کو کیا ہوا

بیکسی تکتی تھی مُنھہ حیرت سے میرا بار بار
خاک کے اُڑتے تھے صحرا مین بگولے ہر طرف
مہدِ راحت تھی زمین گہوارہ جُنبان آسمان
مین اِدہر روتی تھی قسمت مُسکراتی تھی اُدہر
مُسکرا کر مُجھسے کہتی تھی کہ وہ آئی ہنسی
تاجِ شاہی مین جگہ دون گی تجھے مین ایکدن
چترِ دولت گہومتا ہوگا ترے سر پر کبھی
پہیلون گی کاخِ دولت مین تجھے مین اپنی ساتھ
تجھہ سے ایوانِ شہی ہوگا منور ای پری
سج رہا ہوگا ترے سر پر جہانگیری کا تاج
فرشِ گل پر تجھکو سونا ہے ابھی ای سیمبر
تو نے دیکھا ہی ہے کیا ای ماہِ سیما نازنین
اپنی آنکھون مین جگہ دونگی تجھے ای ماہ وش
مژدۂ جان بخش یہہ مجھکو سُنا کر پیار سے
ناگہان آیا نظر اک تاجرون کا کاروان
میری قسمت نے اُٹھا کر مجھکو آخر ہاتھون ہاتھ
چھُٹ گیا غربت مین جب گہوارۂ دشتِ جنون

باپ کا سایہ نہتا سر پر نہ مان کی مامتا
کچھہ نظر آتا نہتا گردِ یتیمی کے سوا
گود مین لیکر کھلاتی تھی سمومِ جانگزا
ایک عالم تھا لگا ہون مین سحابِ برق کا
تھی لبِ نازک پہ یہہ آہستہ آہستہ صدا
ملنے دون گی خاک مین تجھکو نہ ای دُرِ صفا
ہوگی اورنگِ شہی پر تو کبھی فرمانروا
تجھکو دکھلاؤنگی مین شاہون کے قصرِ زربا
کوندتی ہوگی کسی دن تیرے جلوہ کی ضیا
تیرے دروازے پہ ہوگی کوسِ دولت کی صدا
تجھکو ہونا ہے ابھی شاہی حرم ای مہ لقا
دودہ کی بو مُنھہ سے آتی ہے ابھی نام خدا
تجھکو نظرون سے گرایا مہرِ مادر نے تو کیا
مین جو روتی تھی تو دیتی تھی مجھے قسمت ہنسا
کاروان کیسا تھی یہہ بھی ایک شانِ کبریا
کاروان سالارِ لشکر تک مجھے پہونچا دیا
پھر تو پھولون مین مرا بوٹا سا قد پلنے لگا

رفتہ رفتہ ہو گیا بوٹا سا قدِ سرو روان
نخلِ قد مین پہر جوانی کے نکل آئے ثمر
ہر ادائے دلربا مین دلفریبی چہا گئی
اب نہ پڑنے دونگی نامحرم کی مین تجہپر نگاہ
چٹکیان لیتی تہی رہ رہکر جوانی کی اُمنگ
وہ جوانی کی اُمنگین اور وہ جوبن کا اُبہار
دل مسلنے کو چہلاوہ شوخیِ مشقِ خرام
پار ہونے کو جگر مین ہر نظر نوکِ سنان
مار رہزن دل کے ڈس جانیکو گیسوی سیاہ
آئینہ کو میرے رُخ پر تابِ نظارہ نہ تہی
انتہائی تہی جو قسمت کو مری مدِ نظر
جب اُلٹ دی قصرِ شاہی مین نے چہرہ سے نقاب
ایک عالم لمعۂ انوار کا تہا ہر طرف
گوہرِ شہوار تہی لیکن تہی ناسُفتہ ابہی
چولی دامن کا تعلق تہا جو منظورِ نظر
رشتہ رفتہ کردیا پہر شہ نے میرا ازدواج
دونون مہر و ماہ پہر اک برج مین رہنے لگے
یاد ہے ابتک یہ مجہے وہ لطفِ بزمِ وصال
سچائی کی جو ضد تہی شوق دامنگیر کو

اور ہی عالم نظر آیا نہالِ حُسن کا
ہو گیا پہر اَور سے کچہہ اور عالم حُسن کا
ایک عالم تہا نظر مین لمعۂ انوار کا
اب نہ پردہ سے نکلنے دونگی کہتی تہی حیا
دل کا جو ارمان تہا پہلو مین تہا مچلا ہوا
چہا رہا تہا سر سے پا تک مجہپہ عالم حُسن کا
کاٹ کرنیکو قیامت بُرّشِ تیغِ ادا
خونِ عاشق کو وہ ضد پر شوخیِ رنگِ حنا
دونون طومارِ قضا دونون بلائے جانگزا
دوبدو ہوتا مجہہ سے دیدہ آرسی کا کب یہ تہا
رفتہ رفتہ قصرِ شاہی تک مجہے پہونچا دیا
اک پری آئی ہے اُڑکر قاف سے غل مچگیا
قصرِ شاہی مین تہا ٹوٹا اک ستارہ نور کا
یعنی تہی نامِ خدا دوشیزۂ ناکتخدا
مجہکو قسمت نے بنایا پہر عروسِ مہ لقا
شیر افگن سے جو تہا بنگال کا فرمانروا
خوب لوٹے تہے اپنے اپنے جوبن کا مزا
ایک ہنگامہ تہا خلوت مین حجابِ شوق کا
پردہ داری میری رکہہ لینا یہ کہتی تہی حیا

وان کسی کے دستِ نازک ہالۂ آغوشِ شوق
شوق دامنگیر کا گھونگھٹ اُلٹ کر بار بار
وہ حیا کا اِمتحان اور شوق کی وہ بیخودی
رُخ سے آہستہ کسی کا وہ اُلٹ دینا نقاب
کُچھ دِنوں آتا رہا خلوت میں یکجائی کا لُطف
پھرے شوہر پر غرض نازل ہوا شاہی عتاب
الغرض لائی گئی قصرِ شہی میں بزور
کُچھ نہ پوچھو مجھ سے شوہر کا بُرا ہوتا ہی غم
لوٹتا تہا سانپ چھاتی پر مری بے اختیار
تھی جو بچپن سے طبیعت کیلئے دلبستگی
رفتہ رفتہ مجکو قسمت نے دکھلایا پھر عروج
سطوتِ شاہی رہی برسوں مگس ران تخت پر
اُٹھ گیا فرقِ شہی سے پھر جہانداری کا تاج
اک مُرقّع خواب کا تہا وہ طلسمِ دلفریب
اب نظر آتا نہیں وہ تختہ، اورنگ حیف
اک فسانہ خوابِ عبرت کا ہے میری سرگذشت
لوحِ تربت پر یہ کیا لکھا ہوا ہے دیکھ لو
"بر مزارِ ما غریبان نے چراغی نے گلے

یاں خمِ گردن میں اک عالم ہلالِ عید کا
مجھسے کہنا وضعداری کی پڑی ہی مجکو کیا
یاد ہے اب تک جوانی کی وہ راتوں کا مزا
وہ نگاہِ شرمگیں وہ پردہ داری وہ حیا
کر دیا پھر بختِ برگشتہ نے دونوں کو جُدا
ہو گیا نذرِ اجل میدان میں وہ تیغ آزما
سامنے آیا وہی دن جس کا کھٹکا تہا لگا
سال بھر تک میں نے پہنا آہ جوڑا سوگ کا
ڈھا رہا تہا اک ستم دل پر اُجڑنا مانگ کا
مُجھ سے شہ کا اِزدواجانہ تعلق ہو گیا
افسر و اورنگ مجکو کر دیا شہ نے عطا
چترِ دولت جلوہ افگن مُدتوں سر پر رہا
کھینچکر لائی مجھے گورِ غریباں میں قضا
کچھ بھی آتا ہے نظر اب یاس و حسرت کے سوا
کان میں آتی نہیں اب کوسِ دولت کی صدا
ہستیٔ فانی کی ہے یہ ابتدا یہ انتہا
دیدۂ عبرت کشا و بنگر انجام ما
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بُلبلے"

کتبہ محمد محسن عفی عنہ

فہرست چند کتب جدید موجودہ مطبع ودیا درپن واقع لالہ کا بازار شہر میرٹھ

ناول ولایتی - حسن و عشق کی کشمکش کا فوٹو
بے پردگی اور بیحجابی کے نقصانات کا البم قیمت ۱۰/
وصال - حسن و عشق کی گھاتون اور راز و نیاز
کی پُر مزہ باتون کا ایک دلکش مرقع۔
قیمت ۸/

ہنگامۂ محشر - خیالی نہین بلکہ سچے اور
اصلی واقعات کا پُر درد فسانہ - قیمت ۱۰/
نتیجۂ محبت - ایک منتخب انگریزی ناول
کا اُردو ترجمہ - قیمت ۱۲/

مادھوی کنکن - مسٹر آر سی دت صاحب
کمشنر بردوان کے ایک بنگالی ناول کا اُردو
ترجمہ - نوجوان ہرنیدر کی بہادری اور ایک
پاکدامن باعصمت عورت کا تذکرہ قیمت ۱۲/
سفرنامۂ برہما - برہما کے عجیب و غریب
رسم و رواج اور طرز تعلیم کا مفصل بیان ۴/

اُما - تارا - رادہا - لیلا - چار بنگالی ناولون
کے ترجمے - قیمت فی ناول ۴/ مگر رادہا کی ۴/
اور چارون ناولون کی یکجائی خریدارون سے
بنظر مزید رعایت صرف ---- ۱۰/
فارسی ناول کا اُردو ترجمہ - ایرانی وضع
کا نیا ناول قابل دید ہے - قیمت ۳/
عظمت الہند یعنی رامایَن بطرز ناول
ناول کے لباس مین رامایَن کا اقتباس ۶/
سفر سیر پہاڑ - ملک نیپال کا سفرنامہ ۵/
پرورش اطفال - بچون کے علاج مین
لاثانی کتاب ششو پالن کا ترجمہ ۱۲/
جوہر نباتات - فن باغبانی و نباتات
کے متعلق قابل دید کتاب ۸/
ایشیائی شاعر کی الوداع یعنی ہم رخصت ہوتے ہین ۴/
ایشیائی شاعر کی رخصت اور اسکے پہلے کہا گیا

دلچسپ کتابیں

انگریزی

(۱) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۷ر (۲) بیربر و اکبر کے مذاق ۱۳ار

عربی

(۳) عربی پرایمر ۲ر

اردو

(۴) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۳ر (۵) مہاراجہ چندر گپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی ۲ر

(۶) کیا مہارانا صاحبان اودیپور نوشیروان عادل کی پوتی کی اولاد ہیں ار (۷) ستیارتھ پرکاش گنتم بدھ ار

(۸) بدھ دھرم کا علم اخلاق ار (۹) ہندو دھرم و بدھ مذہب کے درمیان مشابہت مطابقت و باہمی مناسبت ار (۱۰) انگلش سوسائیٹی کے آداب ۲ر (۱۱) تماکو استعمال کرنیکے نتیجے ار

(۱۲) پنجہ نگارین - ایک ہی عبارت میں پانچ بحر میں پانچ قصے .... ار

ہندی

(۱۳) سیواجی و اورنگزیب کی لڑکی کی شادی ۸ر (۱۴) اکبر و بیربر کا مذاق ۸ر

(۱۵) نیر تخت مالا ۵ر (۱۶) دل لگی کی پڑیا پانچ حصے ۱۰ ار (۱۷) مچھندر سبھا ناٹک ۲ر

(۱۸) اکبر و بیربر کے گیت ...... ۲ر (۱۹) بلبی بشر کی سوانح عمری ۴ر

(۲۰) ہاسیہ رس ...... ۵ر (۲۱) انگریزوں سے ملنے ملانیکے قاعدے ۴ر

المشتہر سج نراین سنگھ بوہرہ قانونگویان ڈاکخانہ گوپی گنج ضلع مرزاپور

یہ کتابیں منشی مطبع و یادرین شہر میرٹھ سے بھی مل سکتی ہیں

برائے ریویو

ہندؤن کے غیر قومون کے ساتھ شادی کرنیکا سلسلہ نمبر ۲ و ۳ ادم

واقعات صحیح

47 مذہبی
1.2.05

یعنی

(۱) مہارانا صاحبان اودیپور نوشیروان عادل کی اولاد ہونے اور مہاراجہ کوہ کی مہر بانو پارسی شاہزادی کیساتھ شادی کرنیکا ثبوت

(۲) مہاراجہ بابا کے واقعات جس مین اُسکے مختلف غیر قوم کی شاہزادیون سے شادی کرنیکے حالات درج ہین

حسب الارشاد جناب بابو سورج نراین سنگہ صاحب رئیس پورہ قانونگویان ضلع مرزاپور

باہتمام اخفر الناس بنارسی داس صنعت ایڈیٹر و منیجر انیس ہند و منصرم مطبع

ودیا درپن پریس شہر میرٹھ مین مطبوع ہوئے

بار اول ۵۰۰ جلد (کاپی رائٹ محفوظ ہے) قیمت فی جلد ۱۲

کتاب ملنے کا پتہ: بسرپت لال ایم اے

دلچسپ کتابین

انگریزی

(۱) سیواجی اور اورنگزیب کی دختر کی شادی ۸ر (۲) بیربر و اکبر کے مذاق ۱۲ر

عربی

(۳) عربی پرایمر ۲ر

اُردو

(۴) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۲ر (۵) مہاراجہ چندر گپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی ۲ر
(۶) کیا مہارانا صاحبان اودیپور نوشیروان عادل کی پوتی کی اولاد ہین؟ (۷) سدھارتھ گوتم بدھ ار
(۸) بدھ دھرم کا علم اخلاق ار (۹) ہندو دھرم و بدھ مذہب کے درمیان مشابہت مع اختلاف
دہامی مناسبت ار (۱۰) انگلش سوسائیٹی کے آداب ۲ر (۱۱) تماکو استعمال کرنیکے نتیجے ار
(۱۲) پنجہ نگارین - ایک ہی عبارت مین پانچ بحر مین پانچ حصے - .... ار

ہندی

(۱۳) سیواجی و اورنگزیب کی لڑکی کی شادی ۴ر (۱۴) اکبر و بیربر کا مذاق ۸ر
(۱۵) تیر کتھا مالا ۵ر (۱۶) دل لگی کی پڑیا پانچ حصے ۱۰ر (۱۷) مہندر سبھا ناٹک ۲ر
(۱۸) اکبر و بیربر کے گیت ...... ۲ر (۱۹) بلیئی مشر کی سوانح عمری ۲ر
(۲۰) ہاسیہ رس عہ (۲۱) انگریزون سی ملنی ملانیکے قاعدے ۴ر

المشتہر سورج نراین سنگہ پورہ قانونگویان ڈاکخانہ گوپی گنج ضلع مرزاپور و مینیجر مطبع ودیا درپن شہر میرٹھ

اوم

مترجم کی اپنی خاص رائے

صفحاتِ ذیل جو بکمال عجز و ادب نذرِ ناظرین کئے جاتے ہین محض قصہ و کہانی نہین ہین
بلکہ ان مین دراصل خاندانی روایات کے ساتہہ اعلیٰ درجہ کے عالم مورخین کی کوششِ
شاقہ کے تحقیقات کے نتیجے شامل ہین - اِن کے ملاحظہ سے دو باتین بخوبی سمجہہ مین
آئینگی - اوّل ہمارے خاندانی روایات مین کسقدر تواریخ کا سامان موجود ہے شادی
بیاہ و مختلف تقاریب کے موقعون پر جو اکثر گیت گائے جاتے ہین وہ نکتہ چین مورخ
کی نگاہ مین کم وقعت نہین رکہتے اور اس خصوص مین ہم اُن انگریز علماء کے کہان
تک زیر بار احسان ہین جنہون نے ہماری گم شدہ بلکہ ضایع شدہ تواریخ کو بڑی
محنت و جفاکشی کرکے کنجِ عدم سے نکالکر حتی الامکان آریہ ورت کے قدیم عظمت کے دکہانے
مین کافی کوششین کین - اُن کو اس معاملہ مین پوری کامیابی ہوئی یا نہین - یہہ
دوسرا مسئلہ ہے اور غالباً ہندو شاید ہوکر بہی یہہ سوال زبان پر نہ آنے دیگا ہو کہ
آج ہمارے اپنی نسبت کل معلومات سب بلا استثناء اس محقق یوروپین کی وجہ سے
معلوم ہوئی ہین اور ایسی حالت مین کہ تاریکی کی چہالنے کے وقت ہین وہ سب
غارت ہوگئے - اُن کا ہاتہہ لگنا غنیمت ہے - اگر تعلیم یافتہ ہندو اپنے محقق یوروپین
اُستاد کی تقلید مین تحقیقات شروع کرے تو وہ بہت کچہہ جو چہار طرف یقینی طور پر پہیلا ہوا

کی صورت نہین پیدا کر سکتا ہے - دوسری بات یہہ ہے کہ ان تواریخی حالات پر نگاہ کرنے سے فی البدیہہ پایۂ ثبوت کو پہونچتا جاتا ہے کہ ہم ذات پانت کے بیہودہ جھگڑون مین آجکل کی طرح پہلے گرفتار نہین تھے اور اگر اسی طرح اپنی معلومات کو وسعت دیتے جاوین تو اس بات کا پتہ لگتا کسی طرح غیر ممکن نہین ہے کہ ہندو ایام سلف مین بہت لبرل - آزاد خیال اور قانون قدرت کے بموجب عامل و کار بند ہونیوالی قوم تھے - آجکل کے شرمناک تنزل و ادبار سے ہماری پہلی حالت کہین اچھی تھی مگر ؎

اب نہ وہ دن ہین اور نہ وہ راتین
رہ گئین یادگار وہ باتین

بلکہ اب اُنکی یاد اور اُنکے یاد رکھنے کے ذرایع بھی بالکل کالعدم و مفقود ہو گئے۔

جب سے ذات پانت کا مکروہ جھگڑا پیدا ہوا اُسی وقت سے ہمارا تنزل شروع ہو گیا مسلمانون کے ابتدائی حملون کے وقت تک بھی گو ذات پانت نے ہمکو غلام بنا لیا تہا مگر ہمارے بزرگون کو اپنے سلف کی آزادی نہین بھولی تھی اور وہ کبھی کبھی ضرور تا اُسکا برتاؤ بھی کرتے رہتے تھے - محمدی سلطنت مین ہم اپنے خیالات مین بہت کٹر بن گئے اور یہہ نتیجہ ہوا کہ محض دوسرون کے ساتھ شرکت کے شک و شبہ پر اپنے بھائیون کو گھرون سے خارج کرنا شروع کر دیا اور ہر طرح محمدی دین کے اصلی مقصد کو مدد دیتے ہوئے آجدن پانچ کروڑ سے زاید رشیون کی اولاد کو مختلف و مخالف طریق کے پیرو دیکھتے ہین - بہت سی ہندو قوم اس طرح

ہماری غلطی اور ہمارے مخالفین کی زبردستی سے مسلمان بنے - اب ہیچیون کا دور ہے
اور وہ باوجود مستعدی آریہ سماج پھر بھی اپنا کام کامیابی کے ساتھ کر رہے ہین
اگر یہی نتیجہ کچھ دن اور رہا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آیندہ قوم کا کیا حال ہوگا ؟
آریہ سماج کی شدھی کا کام ادھورا رہا جاتا ہے اور کامیابی کے درجہ کو نہین پہونچتا
واپس آمدہ بھائیون کے ساتھ محبت سے مسلوک ہونے مین پہلوتہی کی جاتی ہے
اور اکثر جو واپس آئے اُن مین برادریت کا خیال کم پیدا کیا گیا ہے جس وقت
مین کسی کو شدھ کیا جاتا ہے اُسی وقت اُسکو طرح طرح کی دقتون کے خیال پیدا
ہونے لگتے ہین - پہلا سوال اکثر اصحاب یہ کرتے ہین کہ اُسنے غیر قوم کی لڑکی سے
شادی کی ہے اور اسوجہ سے اُسکو اپنے مین ملانا مشکل ہے - یہ خیال بیجا ہے ہمارا
یہہ سلسلہ آپ پر ظاہر کریگا کہ شادی کے معاملہ مین آریہ بنش کبھی ایسا متعصب
نہین تھا - ان صفحات سے مہارانا صاحبان کی غیر نسل سے پیدا ہونیکی اصلیت
کا حال معلوم ہوگا اور گو وہ مان کی طرف سے نوشیروان عادل کی پوتی کی اولاد ہین
مگر کوئی راجپوت اُن کو برادری سے خارج نہین کرتا بلکہ سب کے سرتاج سمجھے جاتے ہین
واقعات ہذا ٹاڈ صاحب کی مشہور کتاب سے اخذ کئے گئے ہین اور اُس
مختصر شکل مین اپنی غرض کی تکمیل کرتے ہوئے کم دلچسپ ثابت نہون گے -
ہمنے اپنے وعدہ کے بموجب اس سلسلہ کے تین رسالے نذر ناظرین کئے -

(۱) سیواجی اور اورنگزیب کی لڑکی کی شادی

(۲) مہاراجہ چندر گپت اور سکندر اعظم کی پوتی کی شادی

(۴) رسالہ ہذا

اب اگر فرصت ملی تو آیندہ اس مضمون کے کل رسالے پھڑکتے ہوئے ناولوں کی صورت میں پیشکش کئے جاوینگے -

سورج نراین سنگھ

پدرہ قانونگویان - ڈاک خانہ گوپی گنج ضلع مرزاپور

حصّہ اوّل

میواڑ کے شاہزادے راجپوتون کے گھلوٹ خاندان سے ہین۔ سنہ ۰ برس بعد مسیح یہ خاندان بوجہ پارسیون کے حملون کے مقام ولبھی موقوعہ گجرات سے مفرور ہوئے بھکن گوہ نامی شاہزادے نے پارسی بادشاہ کی دُختر سے شادی کی اور مقام میواڑ مین سکونت پذیر ہوا۔ اُس کی اولاد نا ایندم بنام نہاد مہارانا صاحبان اودیپور سلطنت برطانیہ کے مُعزز باجگذارون مین سے ہے۔

تواریخ ہند موتلفہ لیتھبرج صاحب بہادر
صفحہ ۳۰

مضمون

رانائے میواڑ کو براہمنون کی نسل سے کہتے ہین۔ اسنادبہ اثبات اس دعوی کے درباب اس کے کہ رانا ایک عیسائی شاہزادی ساکن بائی زین شیم کی اولاد مین سے ہے۔

خیالات مُصنّف ان مضامین پر

دُنیا کے کُل ملکون مین قومی نخوت نے تواریخی واقعات کا خون کیا ہے۔ اس بیجا غرور کے سامنے ہر قسم کی رُکاوٹون کو زیروزبر ہونا پڑتا ہے۔ واقعات غیر صحیح درا صل بمنزلہ واقعات صحیح شمار ہونے لگتے ہین اور خیالات کی دلدل مین مذہبی تعصبات کو بھی

غایب ہونا پڑتا ہے۔ قومی بزرگی کے زعم مین اہل ہنود مشکل سے اعتراف کرینگے کہ صرف بارہ سو برس گذرے عنری رام چندر جی کے متقدس تخت پر وہ شخص مسند آرا ہوا تھا جو گوشت کہانے والا تہا اور کل ہندؤن کی قوم اُسکو اپنا سرتاج اور سورج تسلیم کرتی تہی۔ با آنکہ اُس پاک نسل کی یادگار دُنیا کے مشہور آخری بادشاہان ساسانیون سے خلط ہوکر آج تک قایم ہے۔ وہ کبہی یقین نہ کرینگے کہ وہ شاہی خاندان جو ست جگ سے لیکر کلجگ تک برابر چلا آیا ہے دراصل مخلوط ہوتا ہوا روے زمین پر پہیلا ہے۔ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ مہارانا صاحبان اور خاندان کیومرث کے درمیان حد درجہ کی مشابہتین موجود ہین اور آریہ ورت کی رگہو بنسی شاہی نسل ایران کے قدیم شاہی کیانی خاندانون سے بہت باتون مین متشابہ ہین مذہبی رسمیات ایک سی ہین۔ دونون آفتاب پرست ہین اور دونون کے شاہی علم پر آفتاب عالمتاب کی تصویر بنی ہے۔ ہفتہ مین ایک دن سورج سے مخصوص ہے۔ شہر کے بڑے پہاٹک اور قلعہ کے بلند برج سورج کے نام سے موسوم و تعمیر ہونے تھے۔ مذہب اسلام نے گو کافر آفتاب پرستون کو چشمۂ میتھراس سے جلاوطن کیا لیکن سورج بنشیون کے معابد اب تک بلبہی اور چیتور کی چوٹیون پر موجود ہین۔ اگر ہم زمانۂ قدیم الایام سے اُن نسلون کا پتہ لگائین تو یہ ضرور دریافت ہوسکیگا

یزدجرد نے ۶۵۱ء مین وفات پائی۔

سوریہ وار یا سب وار کہلاتا ہے۔ مغربی قومون نے ہفتہ کے دنون کے نام مشرقی قومون سے لئے ہین۔

کہ یہہ دونون شاخ ایک ہی بالاشتراک تنہ سے نکلی ہین اور دونون درصل ایک ہی قبیلے کے چھوٹے بڑے ہین اور کسی زمانہ مین دریاے جیحون وغیرہ پر آفتاب کی پرستش کے طریقہ کو مروج کر رکھا تھا۔ افسوس بکرماجیت کے عہد سے پہلے تین سو برس تک تواریخ ہند کا کہین پتہ نہین لگتا اور علم کی ایک بہی شعاع اُس تاریکی پر نور نہین ڈالتی۔ لیکن اُس وقت ہند مین بڑے بڑے انقلاب برپا تھے۔ غیر قوم کے حملہ آور جوق جوق یکے بعد دیگرے حملہ آور ہوئے پورانون مین جو نسب نامے درج ہین وہ سنہ مسیحی کی چھٹوین صدی تک کا کچھہ کچھہ پتہ دیتے ہین اور پیشین گوئیون کے سلسلہ مین در پردہ ظاہر کرتے ہین کہ اصلی خاندان کالعدم ہو جائین گے اور اُن کی جگہ نئی نئی مخلوط النسل اقوام وحشی قومون سے مل ملکر پیدا ہونگی اور یہہ قومین بنام تہاد تکشک[۱]۔ ماما[۲]۔ یون[۳] وگردبائین وغیرہ وغیرہ حکمرانی کرینگی۔ ۔

[†] پارسیون کی نسل درصل ہندوئون کی ایک شاخ ہے۔ اُن کی مذہب۔ زبان بہت کچھہ آپس مین ملتے ہین۔ پورانون مین اکثر راجاؤن کی شادیان پارس دیس کی شاہزادیون سے ہوا کرتی تہین۔

[۱] و [۲] دیکھو تواریخ اقوام۔ صفحہ ۱۰۳ و ۱۱۳۔ باب تکشک و جہالا یا مکواماما جسکو پرانون مین بنام ماما نامزد کیا گیا ہے۔

[۳] یون یا شاہان یونان جو اضلاع واقع سندھ کے اندر بعد مسیح حکمرانی کرتے تھے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ یونانیون نے ہند مین بادشاہت کی دیکھو کتاب "مہاراجہ چندر گپت اور سکندر اعظم کی پوتی کی شادی" جو قیمت ۲ر مترجم ہے۔ پوروہ قانونگو بابو ڈاکخانہ گوپی گنج ضلع مرزاپور کے پتہ سے اور نیز مینیجر مطبع ودیا درپن شہر میرٹھہ سے مل سکتی ہے۔

پورانون کا یہ بیان خالی از راستی نہیں ہے اور اس مین شک نہین کہ بہت سی اجپوتون کی قومین اُسی زمانہ مین شمال و مغرب سے داخل ہوئین - گور و گردھا ایک ہی ہم معنی و مُرادف الفاظ ہین - گور فارسی و گردھا ہندی ہے اور دونون گورخر کے معنی دیتے ہین - گور بہرام شاہِ ایران کا لقب تہا - اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ بہرام کو گورخر کے شکار سے زیادہ مذاق تہا - بیشتر مصنّف اس بات کی تصدیق کرتے ہین کہ پانچوین صدی مین بہرام گور داخلِ ہند ہوا تھا اور قنّوج کی شاہزادی کے بطن سے اُس کی اولاد اس مُلک مین بکثرت موجود تہی - جینیون کی پُرانی کتاب کی ایک عبارت سے جو بغرض اتفاق ہمارے ہاتھ لگی تہی ثابت ہوتا ہے کہ راجہ گردھا بھیل ساکن کلکت سورج بنشی سمت ۵۲۳ مین بمقام بلبھی پور حکمران تہا - قیاسی طور پر کہا گیا ہے کہ گردھا بھیل بہرام گور کا لڑکا تہا - یہ بھی روایت ہے کہ گردھا بھیل پٹن پر بھی قابض و متصرّف تھا - اب جس وقت ہم مہارانا صاحبان کو ایرانی نسل سے ثابت کرنے کے لئے اپنے دلایل پیش کرین ناظرین سے اُمید ہے کہ بہرام گور کے واقعہ کا ضرور لحاظ رکہین ۔

جب مُسلمانون نے ہندوٴن کو مغلوب کیا اُس وقت آخر الذکر کے دل مین قدرتی طور پر یہہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس سلسلۂ ربط و تعلق کو شکست نہ کیا جائے تو آیسپر طمع کرنا ہی بہتر ہوگا - تاتاری شاہنشاہون کو لڑکیان دینے کا داغ لگ چکا تہا اُسکو دور کرنا غیر ممکن تہا - مگر اس بات کا بتانا آسان کام تہا کہ ہم اور وہ دراصل ایک ہی مخرج سے ہین اور گو وہ رشتہ بعید ضرور ہے مگر اس طرح غرض کر لینے سے کہ نسل کی خرابی آ سکے

منفذ ہی سے ہوئی ہے ایک گونہ اُن کے دل کو تسلی و تشفی ہوئی۔

اوپدیش پرشاد ایک تواریخی رسالہ ہے جو مختلف تواریخون سے منتخب ہو کر گدی زبان مین قلمبند ہوا ہے۔ مہارانا صاحبان کے ابتدائی تسلسل ہونے کے بارہ مین سب ذیل عبارت اُس سے اخذ کی جاتی ہے:۔

"گوجر دیس عرف گجرات مین ۸۴ شہر ہین۔ اس مُلک کی کہیرا نامی شہر مین ایک برہمن دیودت نامی رہتا تھا جو ویدون کا مفسر تھا۔ اُس کی ایک خورد سالہ لڑکی سوبھگتا بڑی صاحب قسمت تہی۔ یہ لڑکی باکرہ اور برہیدہ بہی تہی۔ اپنے گرو سے چاند کا منتر سیکھ کر بیپروائی سے پڑہنے لگی۔ سورج دیوتا وہان آن موجود ہوا اور اُسکی صحبت سے یہہ حاملہ ہوگئی۔ باپ کو جب یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو بوجہ خیال سورج کے بہت کم غصہ ہوا۔ مگر اُس کے ساتھہ ہی ساتھہ اُسکے دل کو یہہ تشویش پیدا ہوئی کہ عوام کو کسی طرح اس بات کا یقین ہونے والا نہین ہے۔ اُسنے ہمراہی ایک عورت کے اپنی لڑکی کو بلبھی پور مین طلب کیا اور وہان اُسکے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی توام پیدا ہوئے۔ جب لڑکے نے ہوش سنبہالا اُسکو مدرسہ مین تعلیم کے لیے بھیجا۔ لیکن اُس کو اس بات کی ہمیشہ فکر تہی کہ مین کس کا لڑکا ہون۔ ایک دن قضا کار جوش غضب مین آکر اُسنے اپنی مان کو دہمکایا کہ جلد بتا مین کس کی نسل سے ہون اور

لہ ہندؤن کے مورخ در اصل ناواقف ہونیکی وجہ سے لا طائل قصہ او کہانی گہڑ لیتے تہے بعض قصہ انمین سے نہایت دلچسپ ہین مگر طوالت کے لحاظ سے اس جگہ داخل نہین کئے جا سکتے۔

اگر سچ نہ کہیگی تو مین تجہکو مار ڈالون گا - جوقت یہ گفتگو ہو رہی تہی سورج دیوتا برجود
ہو گئے اور لڑکے کو ایک سنگریزہ دیا اور کہا جس کسی کو چھوا دوگے وہ مغلوب ہو جائیگا
اس لڑکے کا نام غیبی تہا اور جب اُسکو بلبہارلکے بادشاہ کے پاس لیگئے لڑکے
نے دھمکائے جانے پر بادشاہ کو اُسی سنگریزہ سے ہلاک کیا اور آپ سوراشٹر دیس
کا فرمانروا بن بیٹھا اور اپنا نام سِلادتیہ[۱] رکہا - اس کی بہن کی شادی مہاراجہ
بروچ سے ہوئی تہی -

یہ اُس قصہ کا لفظی ترجمہ ہے اور تواریخ خاندانِ رانا سے بالکل غیر متعلق ہے
گو ظاہرا اُس سے تعلق رکہتا ہوا معلوم ہوتا ہے - بموجب تحریر سند یا دیگر مصنفین
اس عہد کے سِلادتیہ کے باپ کا نام سورج راؤ تہا - اگرچہ دو اور مصنف سِلادتیہ
اور سورج راؤ کے درمیان سوم[۲] دتیہ کو بہی داخل کرتے ہین -

ابوالفضل علامی اس معاملہ مین حسب ذیل رقمطراز ہے :-

۱؎ غالباً یہ وہی سِلادتیہ ہے جسکا ذکر سنزد جی مہاتما نے بیان کیا ہے - م اسنے شوالہ کی مرمت
۱۲۱۵ء مین کی تہی -

۲؎ چنگیز خان تاتاری کی اصلیت کا قصہ بہی اسی طرح بیان کیا گیا ہے - النکوا عورت کو سورج سے
تعشق تہا اُس سے اولاد نورانیان پیدا ہوئی - مغلیہ حکمران اسی خاندان سے ہین - ایک فرانسیسی مورخ
چنگیز خان کو یزدجرد کی اولاد بتاتا ہے جو ساسانیون کا آخری بادشاہ تہا - کسی درباری نے ایک دفعہ
خوشامد سے اورنگ زیب سے کہا کہ آپ سورج کی اولاد ہین - بادشاہ نے جوابدیا "ماکیہ بود" اور خاموش ہو رہا

"رانا کا خاندان اپنے کو نوشیروان کی اولاد سے ظاہر کرتا ہے - اس خاندان کا مورث برار سے آکر پرنالا کا سردار بنگیا - پرنالا آٹھ سو سال[۱] قبل از تصنیف اس کتاب کے تاراج ہوا تھا - اس کی والدہ میواڑ میں بھاگ گئی اور منڈالک بھیل نے اسکی حمایت کی - منڈالک بھیل کو باپا نے قتل کیا اور اس کی ریاست پر قابض ہو گیا -

کتاب معاصر الامراء جو میرے پاس موجود ہے اور کتاب بساط الغنایم جو معاصر الامراء سے بنائی گئی اور سنہ ۱۲۰۴ ہجری مین تصنیف ہوئی شاہد ہین کہ آباو اجداد شاہان میواڑ ایرانی شاہنشاہون کی نسل سے ہین - جو کچھہ حالات اس معاملہ مین دستیاب ہوئے ہین وہ انھین دو کتابون سے ہین - مصنف کتاب بساط الغنایم لچھمین نراین شفیق اورنگ آبادی ہے - سیواجی[۲] کی اصل و نسل کے پتہ لگانے اور مہارانا صاحبان اودے پور سے تعلق ظاہر کرنے مین اسکو بہت کچھہ چھان بین کرنا پڑا ہے - رانا صاحبان کے کرسی نامہ اور عبارات مطول کو معاصر الامراء

[۱] اکبر نے سنہ ۱۵۵۶ع مین عنان سلطنت ہاتھہ مین لی - آئین اکبری سنہ ۴۲ جلوسی مین تصنیف ہوئی تھی -

[۲] ولفرڈ بڑے دماغ کا مورخ گذرا ہے گو کہین کہین اس نے اصل معاملہ مین عمدیتاً یا ناواقفیت کی وجہ سے ضرور اختلاف کیا ہو مگر رانا صاحبان کے بارہ مین حسب ذیل لکھتا ہے :- "کیومرث کی اولاد اوقات مختلف مین تین بار گجرات آئی اول زمانہ ابوبکر سنہ ۱۳ ھ مین دوم بروقت شکست یزدجرد سنہ ۶۵۱ع سوم اولاد عباس کی تخیالی کے وقت سنہ ۷۴۹ع مین" وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ "نوشیروان کا ایک لڑکا اٹھارہ ہزار جمعیت کے ساتھہ سورت کے متصل آیا - راجہ سورت بعزت اس سے پیش آیا" ابوالفضل بھی تصدیق کرتا ہے کہ "آتش پرست سورت مین آکر مقیم ہوئے تھے"

سے نقل کرتے ہوئے وہ حسب ذیل اپنی کتاب میں درج کرتا ہے :-

"واضح ہے کہ مہارانا اودے پور ہند کے فرمانرواؤن میں سب سے اعلیٰ شمار کیا جاتا ہے۔ ہند کے راجے مہاراجے گدی نشینی کے وقت نہایت اعزاز و تعظیم سے اُسکے ہاتھ سے تلک لگواتے ہیں۔ یہہ تلک انسان کے خون سے لگایا جاتا ہے۔ اودے پور کے رانا نوشیروان عادل کی اولاد میں سے ہیں جسنے ہندوستان[1] کے مختلف صوبہ جات فتح کیے۔ اُس عادل بادشاہ کے عین حیات میں اُسکے فرزند نے جسکی مان دختر قیصر روم تھی، اپنے آبائی مذہب کو ترک کرکے عیسائی دھرم اختیار کیا اور بڑی جمعیت کے ساتھ ہندوستان میں آیا۔ ہند سے لشکر جرار ساتھ لیتے ہوئے اپنے باپ نوشیروان سے مقابل ہوا۔ نوشیروان نے اپنے جنرل رام[2] نراین کو مع لشکر بیشمار اپنے لڑکے کی مغلوب کرنیکی غرض سے بھیجا۔ دونون طرف سے صف آرائی ہوئی۔ کشتون کے پشتے لگ گئے اخیر میں نوشیزاد[3] کام آیا مگر اُس کی اولاد ہند میں رہی جس کی نسل سے مہارانا صاحبان اودے پور ہیں۔ نوشیروان کی ایک بیگم دختر خاقان چین تھی اُسکے بطن سے ہرمز

---

[1] اِس کتاب میں ہندو ہیں کے نام شامل کیے گئے ہیں۔ مصنف تواریخ فرشتہ بیان کرتا ہے کہ "رام دیو راٹھور شاہ قنوج کو فیروز نے اپنا باجگذار بنایا۔ فیروز خاندان ساسانیوں میں سے ہے پرتاب سنگھ غاصب سلطنت رام دیو نے خراج نہیں دیا یہی وجہ نوشیروان کے حملہ کی ہے۔ یہ باتیں ہند و ایران کی کتب قدیم سے منقول ہوئی ہیں"۔

[2] پارس شہنشاہ بائی زین شیم۔

[3] نوشیزاد شاہزادہ ایران کا نام تھا جسنے اپنے باپ نوشیروان سے بغاوت کی تھی۔

پیدا ہوا اور نوشیروان نے اپنی وفات سے کچھہ روز پیشتر اُسکو ولیعہد بنایا۔

آتش پرست اپنے مُردون کو نہ تو جلاتے ہین اور نہ دفن کرتے ہین بلکہ سورج کی شعاعون مین خشک کرتے ہین۔ ایرانیون کا عقیدہ ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہے۔

اب ہم یزد فرزند شہریار کا حال قلمبند کرتے ہین:۔

"یزد خسرو پرویز کا لڑکا تہا اور خسرو پرویز ہرمز بن نوشیروان کا لڑکا تہا۔ یزد پارس کا آخری بادشاہ ہوا ہے۔ اُسنے مسلمانون سے معرکہ آرائی کی۔ خلیفہ عمر کے پندرہوین سال سنہ جلوسی مین رستم فرزند فرخ سپہ سالار ایران سعد وقاص سپہ سالار افواج عمر کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ اُس کی وفات باعث خرابی ہوئی۔ تمام خاندان ساسان برباد ہوگیا اور ۱۲ سنہ ہجری مین کوئی نام لیوا تک باقی نہین رہا۔ ایران اسی سنہ مین اہل اسلام کے ہاتہہ آیا۔ یہہ لڑائی چار روز تک برابر قایم رہی۔ چوتھے روز رستم فرخ زاد بلال بن الکمن کے ہاتہہ سے بحکم سعد شہید ہوا۔ فردوسی لکہتا ہے کہ سعد نے خود اپنے ہاتہہ سے اُسکو قتل کیا۔ مگر اسکا درحقیقت کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تیس ہزار مسلمان اور اسی قدر پارسی اُس لڑائی مین مارے گئے۔ قوم کا مال بکثرت و بیشمار مسلمانون کے ہاتہہ لگا۔ سنہ مین ابوموسی ساکن اشعر نے ہرمز کو جو یزد کا چچازاد بہائی تہا گرفتار کرکے معہ اُس کی ایک لڑکی کے امام حسین کے پاس روانہ کیا اور دوسری لڑکی کو خلیفہ ابوبکر کے پاس بہیجدیا۔"

اسقدر مین نے آتش پرستون کی کتاب سے انتخاب کیا ہے جسکو منظور ہو مقابلہ کرکے دیکھ لے

پیروانِ مذہب زردشت اِن حالات سے بخوبی واقف ہین اور یہہ بہی جانتے ہین
کہ کن کن تاریخون مین خاص خاص واقعات کا ظہور ہوا ہے - تواریخ محفوظ رکھنے
اور علم ہیئت کے متعلق معلومات حاصل کرنے مین یہ قوم زیادہ سرگرم رہتی ہے
اور ان کی کتابون مین کم از کم در تین ہزار سال کے واقعات موجود ہین - پارسی کہتے
ہین کہ جب تقدیر یزدجرد برگشتہ ہوئی اُسکا خاندان مختلف ملکون مین پریشان و منتشر
ہوگیا - اُس کی دوسری لڑکی شہربانو امام حُسین سے بیاہی گئی - امام حُسین کے
قتل ہونے پر فرشتے اُسکو آسمان پر اُڑا لیگئے - تیسری لڑکی بانو کو ایک عربی بدو نے
چیچک کے جنگل مین پکڑ لیا - وہان یہہ ستم رسیدہ الیشور سے اپنی خلاصی کے لئے دُعا
مانگ رہی تہی اور دیکہتے دیکہتے غائب ہوگئی - پارسی اُس جگہ کو اب بہی متبرک سمجہتے
ہین اور اُس کا نام گوشۂ مقدس رکہہ چہوڑا ہے اور پارسی مہینہ بہمن کی ۲۶ تاریخ
کو اُس مقام مین جاکر ایک مہینہ کامل یاترا مین رہتے ہین اور انگورستان کی جہوپڑون
مین جو زیردامنِ کوہ ہین عبادت مین مصروف رہتے ہین - اُس مقام مین پہاڑون
کے چشمے سے پانی آتا ہے لیکن یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی ناپاک روح اُس مقام پر آجائے
تو پانی کا بہنا خود بخود بند ہوجاتا ہے -

یزدجرد کی دخترِ کلان کا نام ماہ بانو ہے - پارسیون کی کتابون مین اُس کی نسبت
کچہہ نوشتہ نہین ہے - لیکن ہند کی کتابون سے اُسکا یہان آنا ثابت ہوتا ہے
اور فرقۂ سسودیا اسی سے پیدا ہوا ہے - حقیقت یون ہے کہ یا تو یہہ قوم نوشیزاد

فرزند نوشیروان سے پیدا ہوئی ہے یا اولاد[1] دختر یزدجرد سے؟

شاید تمام دلایل جو مہارانا صاحبان کو نوشیروان عادل کی اولاد ثابت کرتی ہین ختم ہولین - جس زمانہ مین کہ نوشیزاد نے سوراشٹر دیس پر حملہ کیا اُسی زمانہ مین بلبھی پور غارت ہوا - نوشیزاد سنہ ۵۳۱ء مین تخت نشین ہوا اور سنہ ۵۲۴ء مین شہر بلبھی پور مسمار و منہدم ہوا - فوج جو اُسنے اپنے باپ کو تخت سے اُتارنے کے لیے اِکٹھی کی تھی شاید اقوام پار تہا - جاٹ اور ننیز اور اقوام ستھلا واقع سندہ مین سے ہوگی - مگر قیاس کہتا ہے کہ ایران کے تخت کی آرزو مین سوراشٹر دیس مین بے فائدہ دولت صرف کرنے اور فوج اکٹھا کرنے کی کیا ضرورت تھی خسرو پرویز نوشیروان عادل کے پوتے نے بیرین دُختر ماریس شہنشاہ بائی زین شیم سے شادی کی اُس سے شیرویہ پیدا ہوا - یسچی مؤرخ کہتے ہین کہ اس لڑکے نے اپنے باپ کو قتل کیا - خسرو پرویز نے بھی اپنا لقب نوشیروان عادل رکھا تھا - اب چونکہ دو نوشیروان موجود ہین یہ کہنا مشکل ہے کہ عادل[2] کون تھا؟

بموجب نوشتہ جات سوریری نوشیزاد فرزند کلان خسرو نے سنہ ۵۳۱ء سے لیکر

---

[1] لچھمی نراین اورنگ آبادی کی تحقیقات اس معاملہ مین قابل تعریف ہے - مین نے چاہا تھا کہ جن جن منابع سے اُسنے اپنی معلومات حاصل کی ہین اور مخصوص کتاب معاصرالامرا - انکو بہم پہنچاؤن - مگر میری کوشش رائگان گئی - سر ولیم اوسلی کا بیان ہے کہ "یہہ کتاب برٹش میوزیم مین موجود ہے" - ۱۲ -

[2] عادل در اصل وہ تہا جسکا حال محمدی مورخون نے لکھا ہے اور وہ اس نوشیروان ثانی کا جد امجد تھا - ۱۲ -

۶۵۹ء تک سلطنت کی۔ یہ بیان معاصر الامراء کے برخلاف ہے۔ آخر الذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ نوشیروان ایام غدر و فساد میں قتل ہوا۔ شیرویہ فرزند خسرو نے کہ نوشیروان ثانی کہلاتا تہا مسیحیوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا اور علم سرکشی بلند کیا۔ مگر اسکا بہی انجام نوشیزاد کی طرح ہوا۔ شیرویہ کے مرنے پر اُسکا بھتیجا یزدجرد مسند آرائے ریاست ہوا۔ تخت تو چہوٹے بھائی شیرویہ کے لئے تجویز ہوا اور یہی باعث فساد تہا۔ بڑے بھائی نے ہندوستان میں جا کر پناہ لی۔

اس میں ذرا بہی شک نہیں کہ خاندان ساسان و خاندان رانا میں انقلاب ایک ہی وقت میں ہوا۔ آمد و رفت و خط و کتابت کا سلسلہ برابر جاری تہا۔ اُس خاندان کا حسب و نسب تلاش کرنا جس کے آبا و اجداد کا حال تاریکی میں پڑا ہوا ہے بیشک عجیب و غریب تحقیقات ہے اور مضمون اس حالت میں اور بہی دلچسپ ہو جاتا ہے جب متعدد مصنفین کمزور شہادتوں کو علیحدہ کرتے ہوئے دلایل ناطقہ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آبا و اجداد مہارانا صاحبان میں سے مارس ساکن بائی زین شیم اور خسرو ایران ہیں۔ یہ بہی سوچنے کی بات ہے کہ بائی زین شیم درحقیقت اُسی مقام پر ہے جہاں کہ قدیم شہر بلبھی پور آباد تہا۔ اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ گجنی اور بلبھی کو تسخیر کرنیوالا اور سلادتیہ کے خاندان کا غارت کرنیوالا نوشیروان کا فرزند تہا اور قیاس کہتا ہے کہ اپنی فتوحات کو ماں کے نام سے پاک بیبی تا اور اُس کی یادگار میں اُسی کے نام سے شہر آباد کرنا زیادہ تر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے

ان دو باتون مین سے ہم جسکو تسلیم کرین دونون سے ثابت ہوتا ہی کہ ہندوُون کا سرتاج سورج
جو سینکڑون سورج بنسی راجون کی اولاد ہے اور جو رام کی تعظیم کا وارث ہے۔ ایک
مسیحی شاہزادی کی اولاد مین سے ہے۔ ہر قوم ہنود مین سب سے زیادہ معزز ہے اور دنیا
کے بڑے سے بڑے شاہنشاہون کے خاندان سے تعلق و مناسبت رکھتا ہی یہہ
سچ ہے یہہ رشتہ اُس وقت مین پیدا ہوا تھا جب اُس خاندان کی شان تنزل
پر آگئی تھی اور اُس کا تاج شاہی دریاے ٹیمبر سے باسفرس مین منتقل ہوگیا تھا
وہ دونون امور واقعی یہہ ہین۔ اول خاندان سسودیا نوشیزاد فرزند نوشیروان کی اولاد
ہین یا یہی خاندان ماہ بانو دختر یزدجرد سے نکلی ہین۔

اگرچہ مین اس بات کو قطعی ناممکن سمجھتا ہون کہ خاندان رانا ایران کے مرد کی
اولاد ہو۔ لیکن اس مین اسقدر شبہہ نہین کہ ماہ بانو دختر یزدجرد جو ہند مین
فرار ہوکر پناہ گزین ہوئی تھی مہاراجہ سوراشٹر سے منسوب ہوئی اور اسی سے سیلادتیہ پیدا
ہوئی تھی جسپر آفتاب عاشق ہوا اور اسیوجہ سے اُسکو اپنا وطن شہر کمبھرا چھوڑنا پڑا۔ فرزند میرتن [illegible]
مین گیا تھا اور وہین سکونت رکھتا تھا۔ اسوجہ سے یہ بعید از قیاس نہین ہی کہ اُسکے پوتے نے [illegible]
مصیبت وہان پناہ لی۔ قانون سالک یہان برابر جاری تھا اُسکو لوگ مانتے تھے اور اُسی
کی وجہ سے کوئی عورت کبھی تخت نشین نہین ہوئی۔ لیکن ایسا ممکن ہی کہ دختر خاندان ساسانیہ
رام چندر کے خاندان سے منسوب ہوگئی ہو اور کسی نے اُسپر طعن و طنز نہین کیا۔

حصّہ دوم

تذکرۂ باپا

باپا نے اصفہان - قندھار - کشمیر - عراق - ایران - توران - کافرستان - اِن سب بادشاہوں کی لڑکیوں سے شادیاں کیں - اِن سے ۹۸ لڑکے پیدا ہوئے جو بنام نوشیرا اپٹھان موسوم ہیں - ہر ایک نے ان میں سے ایک ایک فرقہ بنایا جو اُن کی ماں کے نام سے معروف ہیں -
کرنل ٹاڈ -

مضامین تذکرہ

باپا کے ابتدائی حالات - اوگنا نپور - باپا شیوجی کا اوپاسک - چتوڑ پر اُسکا قبضہ - قتلِ باپا - وغیرہ وغیرہ

جب بھیل قوم کے سرگروہ گھلوٹوں کے طرزِ حکومت سے ناراض ہو گئے تو اُن کی خواہش ہوئی کہ ہمپر دوسرا حاکم حکمران ہو -

گجرات کے مہاراجہ لنگادت کو سنگار مین تہ تیغ کیا - مگر اُسکا خردسال لڑکا باپا ایک برہمنی کی وجہ سے محفوظ رہا -

باپا کو بھیلوں کے پنجہ سے نجات دیکر بھنڈیری کے قلعہ میں لیگئے - یہاں ایک دوسری بھیل کی قوم جادو رہتی تھی - اُسنے اُس کی پرورش کی اور بنظر احتیاط مزید پیری جنگل میں لیگئے - اس مقام میں انسان کی رسائی کم ہے - اُس جگہ پر جہان

کے دشوار گذار پہاڑون کے دو سلسلے ملتے ہین پہاڑون کے بیچ دامن مین ایک قصبہ نگندر نامی آباد تھا - باشندے برہمن اور ایشور کی عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے تھے - اس گوشۂ عافیت مین باپا نے اپنے ایام طفولیت بسر کئے - مگر قدرتی چلبلاہٹ کی وجہ سے وہ ہمیشہ بلند گھاٹی - مرغزار اور شوالون مین گھومتا پھرتا تھا - تاریک گھاٹیان اور اُن کی چوٹیون پر گھنے درختون کے کنج اور جا بجا ندی نالون کا قرینہ سے جاری ہونا اور پھر تنہائی کا عالم - یہ ایسی باتین ہین جو خود بخود انسان کے دل کو تصور اور عبادت کی جانب مائل کرتی ہین - زمانۂ قدیم سے یہہ مقام آریون کی پرستشگاہ تھا - مہادیو جی کے گلے مین سانپ کا ہار پڑا ہے اور سرکا ہمنشین سانڈ یہہ پرستش کی علامات ہین - ان شمسان مقامات مین مہادیو کی پرستش عام ہے - اودے پور مین ہر سال نوروز مین اس کی پرستش بڑی دہوم دہام سے ہوتی ہے - اس وقت جین اور ویشنو سب گرمجوشی کے ساتھہ شیو کی معتقدون کے شریک ہو لیتے ہین - مگر گنگا اور جمن کے میدانون مین اکلنگ مہادیو کی پرستش بوجہ دوسرے دیوتاؤن کے سرد ہو گئی ہے - مہارانا صاحب اکلنگ مہادیو کی دیوان کہلاتے ہین - اکلنگ کا شوالہ ایک تنگ و تاریک گھاٹی مین ہے جو دارالسلطنت کی راہ مین واقع ہے - مندر کی عمارت عالیشان ہے اور گو عرف کثیر سے تعمیر ہوا ہے مگر نفاست سے خالی ہے - سفید سنگ مرمر کا جہاڑ آویزان ہے اور گلکاریان محنت سے کی گئی ہین - مگر متعصب دشمن کی راہ مین پڑنے کی وجہ سے بے مرمت سا ہو رہا ہے

برنجی سانڈ قد مین انسان کی اونچائی کے برابر ہے مگر جھکا ہوا کھڑا ہے - یہ اندر سے
خالی ہے - مگر سانچا اچھا ہے اور بہت صاف بنایا گیا ہے - عرفت کہین کہین
ہتھوڑے کے نشان موجود ہین - تاتاریون نے اسکو دولت سے بھرا ہوا سمجھکر توڑنے
کے لئے ضرب رسید کی تھین -

باباسکے ایام طفولیت کے بارہ مین متعدد روایتین سُننے مین آتی ہین یہ
روایتین اُن قصّون سے زیادہ متشابہ ہین جو پہلوان و بانیان سلطنت کے
ساتھہ منسوب کی جاتی تھین - بابا مویشیون کی رکھوالی کا کام کیا کرتا تھا - سورج بنشیون
مین گونر گاؤ کی خدمت نہایت متبرک و پاک کام تصوّر کیجاتی ہے - کیا عجب یہہ
خصوصیت قوم سینتھیا کی تقلید ہو - شاہی چوپاؤن کے نکولیا زدن کے قصّے
اکثر نہایت دلچسپی سے بیان کئے جاتے ہین - راجپوتون مین جھولا جھولنے کی
رسم اوائل سے چلی آتی ہے اور مرد - عورت - چھوٹے بڑے سب اس کھیل مین نہایت
خوشی سے شریک ہوتے ہین - ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ موضع نگدر کی کنواری
لڑکیان سولانکنی دختر سردار کو لئے ہوئے جھولا جھولنے کی غرض سے باغ مین آئین
مگر اُن کے پاس رسّی نہین تہی - بابا وہان موجود تہا - لڑکیون نے اُس سے رسّی کی
فرمایش کی - بابا نے کہا بہت اچھا! مین رسّی تو لا دون گا - مگر پہلے میرے ساتھ
شادی کا کھیل کھیل لو - یہہ کھیل بہی بہت دلچسپ ہوا کرتا ہے - لڑکیان راضی ہوگئین
اور سولانکنی کا آنچل باباکے دامن سے باندھ کر سب لڑکیون نے اُن سے ہاتھ ملایا

اور ایک پرانے درخت کے گرد لپیٹ کر بتعداد مقررہ پہانوریں پھیری گئیں - یہہ کہیل
بابا کے لئے باعثِ تکلیف ہوا - وہ وہان سے بھاگ نکلا اور آیندہ اپنی ترقی کے
ذریعے پیدا کئے - اس خلط سے مخلوط نسل پیدا ہوئی اور اُس کی اولاد اب بہی بابا
کے کہیل کو اپنی پیدایش کا باعث بتاتی ہے - جب سردار دہیہ کو سولانکنی کی شادی کی
فکر ہوئی اُسے معلوم ہوگیا کہ یہہ بیاہی جا چکی ہے اور اس خبر نے رب کے ہوش باختہ
کر دئے - افشار راز بابا کے ساتھی چرواہوں نے نہیں کیا بلکہ ۶۰۰ لڑکیوں کی
طرف سے ہوا ہوگا - بابا نے اخفاے راز کے لئے اپنے ساتھیوں سے عجیب و غریب
قسم لی تھی - اُسنے سب کے ساتھ میں ایک ایک کنکری دیکر عہد کرالیا کہ کسی
طرح پردہ فاش نہ کریں گے اور اگر کسی طرح اس جرم کا ارتکاب کریں تو ہمارے آبا و
اجداد کا سب ثواب مثل اس کنکری کے دھولی کے کنوئیں میں غرق ہو جاے اور
ایسا کہلا کر وہ کنکریاں کنوئیں میں ڈال دی گئیں -

بابا جاسوسوں سے اندیشہ کی خبر پاکر پہاڑ کے گوشہ میں پناہ گزیں ہوا - اُسکے
ساتھ دو بھیل بہی مفرور ہوئے تھے - ایک اوندری ساکن گہائی اور دوسرا سولانکی
ساکن اوگنا پور کی اولاد میں سے تھا - ایک کا نام بلیو اور دوسرے کا نام دیو تھا
ان دونوں بھیلوں کا نام بابا کے ساتھ خاندانی روایتوں میں برابر چلا آتا ہے
جب بابا نے قوم موری کی ریاست چھین لی بلیو نے اپنے خون سے اُسکی پیشانی
پر ٹیکا لگایا -

خون سے ٹیکا لگانیکی رسم آج تک مروّج ہے - بپا بیوا اور اندری بکھیل کی اولاد
اب بھی باپا کے جانشینون کی گدّی نشینی کے وقت ٹیکا لگانے کے حق کا دعوی
ظاہر کیا کرتی ہے - ہندوستان مین صرف اوگنا پنور ایسی جگہ ہے جو قدرتی طور پر
آزاد ہے - وہ کسی مُلک کے تابع فرمان نہین ہے اور نہ وہان کوئی غیر قوم کا آدمی
جاتا ہے - اُنکا سردار رانا کہلاتا ہے - ایک ہزار گانون جو اُس گھاٹی مین جابجا
آباد ہین اُس کی اطاعت کا دم بھرتے ہین اور بروقت ضرورت پانچہزار تیر انداز
فراہم کر سکتے ہین - یہہ قوم سولانکی راجپوت اور بھیل کے خلط سے پیدا ہوئی ہے
اور بنام بھومیا بھیل نامزد ہے - علاوہ خونین تلک لگانے کے سردار اوگنا
مہارانا کا بازو پکڑکر تخت پر بٹھاتا ہے اور اوندری بھیل سپند ور اور آگ اپنے
ہاتھہ مین لئے رہتا ہے -

باپا کی نسبت ایک اور قصہ بہی مشہور ہے - جس زمانہ مین وہ گاؤ چرایا کرتا تھا
لوگون کو شک ہوا کہ ایک گاے کا دودھ چُراکر پی جایا کرتا ہے - اسوجہ سے اُسپر
چوکیدار مقرر کیا گیا - گو وہ پہلے اس بات پر ناراض ضرور ہوا مگر پھر قبول کر لیا کہ شک
واجبی ہے اور اسلئے ایک روز وہ برابر گئو کی رکھوالی کرتا رہا - گاے ایک تنگ
گھاٹی مین گئی اور باپا نے وہان جاکر دیکھا کہ اُس کے تھن سے دودھ نکلکر ایک
جھاڑی پر گر رہا ہے - جھاڑی کے تلے ایک عابد اپنی عبادت مین مصروف تھا
وہ باپا کے آنیکی آہٹ پاکر اُٹھہ کھڑا ہوا اور تب یہہ بھید کھلا کہ گاؤ کا دودھ روزانہ

مہادیو کے شوالہ مین چڑہتا تھا۔

ایسے لوگ دراصل بہت ہی کم ہین جو ہندؤن کی پاک رسم کو سمجھہ سکین۔ اس قوم کے ولی زمانہ سلف ہی نہایت بزرگ اور باریک نظر ہوتے آئے ہین۔ باپا نے اُس فقیر کو اپنی سرگذشت سُنائی اُسنے اُسکو دعا دی اور اب باپا ہر روز اُس فقیر کے پاس آنے لگا اور پیر دھونے اور خدمت کرنیکے علاوہ وہ اچھے اچھے پہول اور دودہ دیجا یا کرتا تہا۔ ولی نے اس خدمت کے صلہ مین اُسکو علم اخلاق کی تعلیم دی اور شیو مذہب کے طریقِ پرستش سے واقفیت بخشی اور اپنا چیلہ بناکر دلوان اکلنگ کا لقب دیا۔ باپا کی خدمت قبول ہوئی اور دیوی نے خود اپنے ہاتہہ سے اُسکو اسلحہ جنگ پہنائے۔ جب یہ سب باتین ہولین ولی نے وہان سے کوچ کرنیکا ارادہ کیا اور باپا سے کہا کہ کل صبح حاضر ہونا۔ مگر باپا نیند سے بہت صبح نہ جاسکا جب وہ پہونچا تو دیکہا کہ ہرنیتی ولی آسمان پر چلا جا رہا ہے۔ گرو نے بِمان کو روک کر باپا کو ازراہِ شفقت کہا منہہ کہول* تب اُسنے اُسکے مُنہہ مین تہوک دیا۔ باپا کو نفرت ہوئی۔ پس وہ آبشیر باد اُسکے پیر پر گر پڑی اور وہ امر (زندہ جاوید) تو نہین ہوا مگر اُسکا جسم ایسا ہو گیا کہ کوئی ہتھیار اُسپر کارگر نہ ہوسکتا تہا۔ گرو تو آسمان مین غائب ہو گیا اور باپا نے اپنی مان سے اپنی اصلیت کا حال سُنکر پیشہ چوپانی کو ترک کردیا اور وہ سنگہ پربت پر جاکر گورکہہ ناتہہ کا شاگرد ہوا۔ اُس ولی نے اُسکو دودہاری تلوار دی اور اُس کی

* محمد صاحب نے بہی اپنے نواسے حسین فرزند علی سے یہی سلوک کیا تہا۔

مدد سے وہ چیتور پر قابض ہوگیا۔

جسطور پر باپا نے چیتور پر قبضہ کیا اسکا ذکر بہت ضروری معلوم نہین ہوتا۔ خلاصہ یہہ ہے
کہ وہ اپنے آبائی تخت پر مسند آرا ہوا اور رعایا کو اپنے عدل و انصاف سے خوش رکہا اور
اپنا لقب راج گرو رکھا۔ اسکی اولاد بہت تہی۔ پانچ فرزند تو مارواڑ مین گئے۔ کچھہ ملیبی پور
پر قابض ہوگئے۔ مگر ان مین سے کوئی اپنی اصلیت سے واقف نہین ہے۔

باپا چیتور مین بہت دن راج کرنیکے بعد مغرب کی جانب حملہ آور ہوا اور وہان اصفہان قندہار
کشمیر۔ عراق۔ ایران۔ توران۔ کافرستان وغیرہ سب حکمرانون کو مغلوب کرکے ان کی
لڑکیون سے شادیان کین۔ ان سے ۱۱۹ لڑکے پیدا ہوے جو بنام نوشیرا پہان نامزد ہین اور
ہر ایک نے اپنی اپنی مان کے نام سے اپنے اپنے فرقہ کو موسوم کر رکہا ہے۔ خاص تعداد مین
اسکی اولاد بکثرت تہی اور یہ سب لوگ آفتاب پرست یا آتش پرست کی نام سے مشہور ہین

باپا پورا سو برس کا ہوکر جان بحق تسلیم ہوا تہا۔ ایک پرانی کتاب قصص السلاطین
مین لکھا ہے کہ "باپا دامن کوہ میرو مین بعد فتح کرنے سلاطین مغرب کے گوشہ نشین
ہوا اور رکہیون کی طرح زندہ مدفون ہوا"۔

اس کی موت کی نسبت ایک اور اسی قسم کی روایت مشہور ہے جو نوشیروان
کی روایت سے زیادہ ملتی ہوئی ہے۔

تمت

کتبہ محمد محسن عفی عنہ کاتب مطبع رودبادرپن شہر میرٹھ

اشتہار

اے - آئی - ابراہیم اسمعیل اینڈ سنز جنرل کمیشن ایجنٹ ورٹبر اسٹامپ میکرس جیل روڈ ساوتھ پوسٹ عمر کھاڑی بمبئی

جناب عالی! آپنے بہت سی ایجنسیوں اور سوداگروں کی فہرستیں ملاحظہ کی ہونگی جنکے سامنے ہمارے کارخانہ کا یہہ مختصر پرچہ کوئی حقیقت نہین رکھتا لیکن ہم کمال ادب کے ساتھ دعوے کرتے ہوئے التماس کرتے ہین کہ آپ کو جس قسم کے سامان کی ضرورت ہو اور جس ملک کی چیز ہو مثلاً روم - مصر ایران - توران - ولایت چین جاپان وغیرہ وغیرہ آپکی خواہش کے موافق جلد اور ارزان روانہ کر سکتے ہین ہماری کارخانہ کی بڑی فہرست ابھی زیر طبع ہے جسمین ہر قسم کے سامان ضروری و پارچہ جات کشمیرہ - بانات - فلالین ساٹھن سرما و گرما ہر دو موسم کے لائق اور ہر طرح کے آرایشی اسباب - جھاڑ فانوس لیمپ الماریان کوچ - کرسی پلنگ - گھڑی - گھنٹہ - عورتون کی زیورات - عجیب و نادر نوایجاد چیزین - بچون کی بہلانیکے نئے نئے کھلونے معہ قیمت و نقشون کے درج ہین جو چھپنے کے بعد آپکی خدمت مین بھیجی جائیگی مگر سردست آپکو جو سامان مطلوب ہو ایک خط بھیجکر ویلیو پے ایبل منگا لیجیے - نیز ہر طرح کی ربڑ کی مہرین اور مونوگرام ہمارے یہان سے روانہ ہو سکتے ہین درخواست کے وقت نام و خطاب مقام و ڈاکخانہ یا اسٹیشن صاف رقم فرمائیے گا تاکہ لکھنے مین غلطی نہو - آپکا نیاز مند منیجر کارخانہ

اوم

تماکو اور اُسکے استعمال کرنیکے نتیجے

مولفہ

منشی شیوبرت لال صاحب سایق ہیڈ ماسٹر

چرچ مشن سوسائیٹی اسکول چنار ممالک مغربی و شمالی

حسب الحکم

بابو سورج نراین سنگھ صاحب رئیس لوہرہ قانونگویان

ضلع مرزاپور

احقر الناس بنارسی داس ضبط ایڈیٹر و مینجر ابتیس ہند و منتظم مطبع کی اہتمام سے

وِدیا درپن پریس واقع شہر میرٹھ میں مطبوع ہوئے

بار دوم ۵۰۰ جلد (حق تالیف محفوظ ہے) قیمت فی جلد ۱ر

ڈیڈیکیشن

میں اس حقیر رسالہ کو بلا اجازت تعظیماً جناب منشی
کامتا پرشاد صاحب ناداں جنرل سکریٹری کایستھ
ممبر جنس سوسائٹی ہند و ایڈیٹر کایستھ ہتکاری کے
نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔ (ع)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

شیوبرت لال

پورہ قانونگویان ضلع مرزاپور }
ایڈیٹر دیدبہ قیصری و آریہ ہیتر اخبارات بریلی

التماس

اس رسالہ کی ہر دلعزیزی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ پبلک نے نہایت قدر دانی کی اور طبع اوّل کی کُل کتابین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین ۔ اب بار دوم اسکی اشاعت ضروری سمجھی جاتی ہے ۔ والدین اور ممبران ٹمپرنس سوسائیٹی سے التجا ہے کہ اسکی اشاعت بڑھا کر تماکو نوشی کے مُضر اثر کو طلباء اور عام سوسائیٹی مین نہ بڑھنے دین ۔

سورج نراین سنگھ
پورہ قانونگویان ضلع مرزاپور

تماکو کی تواریخ و استعمال وغیرہ کی نسبت چند مختصر و ضروری ریمارک

تماکو کا وطن تماکو ایشیائی چیز نہین ہے۔ اسکا خاص وطن مُلک امریکا ہے۔ ڈہائی تین سو برس پہلے ہمارے مُلک مین کوئی اسکے نام و نشان تک سے واقف نہین تھا اور اب باوجودیکہ ہندوستان کے کُل حِصّون مین اسکا بہ کثرت استعمال ہونے لگا ہے مگر پھر بھی اپنی زبان مین کوئی خاص لفظ اب تک اِسکے لئے موضوع نہین ہوا۔ تماکو امریکین لفظ ہے۔ یورپ کے مُلکون مین اکثر سورتی تماکو کا مُرادف سمجھا جاتا ہے۔ مگر یہ دراصل غلطی ہی شروع شروع مین پرتگیزون نے تماکو کی تجارت سورت سے شروع کی تھی اور چونکہ اسی جگہ سے تماکو اور مُلکون کو بھیجا جاتا تھا اور بعد ازان کاشت کرنے پر سورت کا تماکو اور جگہون سے علی العموم بہتر سمجھا جاتا تھا۔ اُسکا نام عوام مین سورتی تماکو مشہور ہوا۔ اب کثرت استعمال سے صرف سورتی ہی بولتے ہین۔ جسوقت امریکا کے کچھ حصّے پرتگیزون کے قبضے مین آئے اُنھون نے اُس مُلک

کی وحشی قوموں کو (جنکو غلطی سے انڈین نام رکھا تھا) ایک قسم کی گھاس پیتے ہوئے دیکھا۔ پہلے تو اُسکی بُو سے اُنکو ایک قسم کی نفرت ضرور ہوئی۔ مگر پیچھے انڈین کی دیکھا دیکھی اور اُنکی زبان سے تماکو کے فرضی فوائد سُننے سے اُنکو اُسکے استعمال کا شوق پیدا ہوا۔ رفتہ رفتہ نادانی سے تماکو پینے لگے اور اُس کے عادی ہوگئے اور بذریعہ تجارت دُنیا کے مختلف حصوں میں اُسکا رواج پھیلایا۔

انگلینڈ مین تماکو کا رواج وسر رالی کا قصہ

انگلینڈ مین اسکا رواج ملکہ الیزبیتھ کے وقت مین کچھ کچھ شروع ہو گیا تھا جو ہمارے ہر دلعزیز شاہنشاہ اکبر اعظم کی ہمعصر تھی۔ انگلینڈ مین پہلا تماکو نوش سر رالی نامی ایک معزز اور مشہور جہازران ملکہ الیزبیتھ کا منظور نظر تھا اُسکی نسبت روایت ہے کہ گو دنیا سے اپنے پر وہ ہمیشہ اپنے کمرہ مین چھپکر تماکو پیتا تھا۔ اتفاقیہ ایک روز کہین اُسکے نوکر کی نگاہ تماکو پیتے وقت صاحب بہادر پر پڑ گئی منھ سے بکثرت دھوئین کا نکلنا خلاف معمول سمجھکر اُسنے جانا کہ رالی صاحب کے جسم مین آگ لگ گئی ہے۔ پھر کیا تھا اس سادہ لوح خیر اندیش نوکر نے فوراً دس بیس گھڑے پانی صاحب کے سر پر سے اُتار دیے تاکہ لگی ہوئی آگ بجھ جائے اور وہ ناگہانی موت سے بچ جاوین رالی صاحب کی ہوا سخت حالت تھی ناگفتہ بہ۔ تمام سر سے پیر تک تر بتر کانپتے ہلتے کمرہ سے باہر آئے اور اپنے نوکر سے کہا کہ میرے جسم مین آگ نہین لگی تھی بلکہ تماکو

پی رہا تھا۔ اُسوقت تک کوئی شخص تماکو پینا ہی نہیں سمجھتا تھا مگر پھر اِس واقعہ کے بعد رالی صاحب کھلم کھلا تماکو پینے لگے اور جیسے دُنیا مین اور سب بُرائیان جلد پھیل جاتی ہین تماکو کا بھی دُہوان دھار استعمال شروع ہوا۔ درباریون کو لت لگ گئی۔ درباریون کی دیکھا دیکھی عام رعایا مین اسکا رواج ہوگیا۔ یہانتک کہ تماکو نوشی مین بھی آج انگریز لوگ اگر اور قومون سے آگے نہین تو پیچھے بھی نہین کہے جا سکتے۔

ملکہ الیزبیتھ کے بعد اُسکے جانشین جیمس اوّل نے تماکو کے مُضر دہوئین کو اپنے ملک مین پھیلتے دیکھکر اُسکے بند کرنیکی فکر کی۔ پمفلٹ لکھوائے واعظون کو اُسکی مذمت کرنیکی ہدایت کی اور خود بھی اپنے درباریون کو تماکو پینے سے منع کرنیکی کوشش کرتا تھا اور اگرچہ اُسکے عہد مین تماکو کا زور گھٹ گیا تھا۔ مگر پھر ارکین سلطنت کی بے پروائی اور عدم توجہی اور عوام کی ناعاقبت اندیشی سے دُہوان آخر کو یہانتک بڑہتا گیا کہ کئی مرتبہ شہر لنڈن کو جلا کر غارت کر دیا۔

ہند مین تماکو کا رواج اور جہانگیری آئین

ہمارے خاص مُلک ہندوستان مین اسکا رواج اکبر اعظم کے وقت مین شروع ہوا تھا۔ اِس نیک مزاج بادشاہ نے شاید اسکے روکنے کی کوئی فکر نہین کی اور کیا عجب کہ اُسوقت اِس استعمال صرف اجنب غیر مُلکی فرنگیون مین ہی محدود رہا ہو۔ مگر بعد اُس کے جانشین شاہنشاہ جہانگیر نے جس طور سے تماکو کا استقبال

کیا وہ آج تک زبان زد خلایق ہے۔ اپنے انگلش ہمعصر جیمس اول کی طرح اس دُور اندیش نے بقول قبل المؤذی قبل الایذا پہلے ہی سے اس کے روکنے کی بہت بہت فکر کی۔ لیکن تماکو پینے والون کی ناک کاٹکر اور گدہے پر سوار کراکر کل شہر مین گھمانا سخت سزا تجویز کی تھی۔ یہانتک کہ لاہور مین اپنے چندروزہ قیام کے وقت روزمرہ دس بارہ مجرمون کو ایسی سزائین دیجاتی تھین۔ جہانگیر کی سختی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسکے عہد مین حتی الامکان کسی طرح تماکو کا پیر نہین جم سکا۔ تماکو پینا مذہباً ناجائز قرار دیا اور شریعت کے برخلاف مشتہر کیا۔ مگر افسوس جہانگیر کے مرتے ہی تماکو عالمگیر ہوگیا۔ جیسے اور اور بُرائیون نے یہان آکر گھر بنایا اِس نے بھی خوب پاؤن پھیلایا۔ لوگون کے دلون مین اپنی حکومت قایم کرلی اور آسانی سے ہندوستانیون کو اپنا شکار بنالیا۔

جہانگیر کے عہد مین مختلف طور پر تماکو کے نکالنے کی کوششین ہوئی تھین۔ صرف مسلمان واعظ ہی اسکی مذمت نہین کرتے تھے بلکہ ہندوؤن کے مختلف پنتھ والون نے بھی حتی الوسع اسکے نکالنے کی کوشش کی تھی نانک پنتھیون نے علی الخصوص ٹرا زور باندہا تھا اور آج کے دن اسی وجہ سے سکھون اور نیز دوسرکے فرقون مین استعمال کو کون کہے تماکو کا چھونا تک حرام سمجھا جاتا ہے۔

اگر یہہ سلسلہ اور تھوڑے دن قایم رہتا تو کیا عجب کہ پہلے کی طرح تماکو کی بیخ و بُنیاد اُکھڑ جاتی۔ مگر پھر بعد مین کسی بادشاہ نے اُسکی طرف توجہ نہین کی بلکہ بھہون لے سکے بعد دیگرے تماکو کو اپنی سرپرستی کا اعزاز دینا شروع کیا اور اُسکو رونق محفل اور زینت انجمن خطاب دیا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ بقول الناس علیٰ دین ملوکھم۔ جیتھارا جا نتھا پہر جا۔ چھوٹے بڑے امیر غریب سب اُسکے زرخرید غلام بنگئے اور پھر کسی کو جرأت تک کبھی نہین ہوی کہ اُسکے خلاف کوی کلمہ بد منہہ سے نکالے بلکہ تماکو کی تعریفین ہونے لگین اور شاعرون کو اُسکے وصف مین نظم آرای کا موقع ہاتھ آیا۔

تماکو استعمال کرنیکے مختلف طریقے

ہندوستان مین تماکو استعمال کرنیکے مختلف طریقے ہین۔ انہین سے خاصکر تین صورتون مین زیادہ تر لوگ استعمال کرتے ہین۔ (الف) پینا۔ (ب) کھانا۔ (ج) سونگھنا۔

(الف) پھر تماکو پینے کے مختلف طریقے ہین:۔

(۱) خالی تماکو ملکر پینا۔ (۲) تماکو مین گوڑ ملاکر پینا۔ ایسے تماکو کو ملک متوسط مین گوڑاکھو کہتے ہین اور پائپ مین رکھکر یا پتّی کی چونگی بناکر خواہ چیلم پر رکھکر پیا جاتا ہے۔ (۳) چرٹ۔ سگار۔ سگرٹ اور بیڑی۔ پونا کی بیڑی کی صورت مین۔ (۴) تماکو مین چونہ۔ ریہہ۔ سجّی۔ چیرنا کی بیٹ۔ جوسی گوڑ کا شیرہ اور متعدد قسم کے مصالحے ملاکر۔ پالش ڈالکر مختلف طریقون سے

تیّار کرکے بنانا - اِس قسم کا تماکو بہت صورتون سے تیّار ہوتا ہے اور اُسکے
نام بھی بہت ہین - جیسے خمیرہ - دوسیرا - چوسیرا - میٹھا - کڑوا -
لالہ شاہی - دورسا وغیرہ -

اِس قسم کے تماکو کا رواج زیادہ تر ممالک مغربی و شمالی و اودھ و پنجاب مین
ہے اور لکھنؤ - چُنار - بنارس - دھلی وغیرہ مین بڑے تکلّف اور
ہوشیاری سے تیّار کیا جاتا ہے اور بمقابلہ اور صورتون کے بہتر و کم مضر ہوتا ہے

(ب) جیسے تماکو کئی قسم سے پیا جاتا ہے ویسے ہی ہندوستان مین اُسکے کھانیکے
بھی متعدّد طریقے ہین - عام طریقہ یہ ہے کہ تماکو مین چونا سپاری وغیرہ ملاکر
اکثر پھانکتے ہین اور جُگالی کیا کرتے ہین بڑے آدمیون مین اب چند سال
سے تماکو کی گولیان کھانے کا کثرت سے رواج ہوگیا ہے جو زیادہ تر بنارس
اور لکھنؤ مین تیّار ہوتی ہین اور اُنہین بھی اکثر منشّی - خراب اور قابلِ اعتراض
چیزین ڈالی جاتی ہین -

(ج) سونگھنے والا تماکو پتّے اور پتّون کی گانٹھ کوٹ کر بنتا ہے اور اُسمین
دوسری چیزین بھی پڑتی ہین - اِس غبار کو لوگ ناک مین بھر لیتے ہین جس سے
برابر چھینک آیا کرتی ہین - اِس قسم کے تماکو کا نام بچیون کی اصطلاح
مین ناس اور مضر روشنی ہے -

تماکو کی مُختصر تواریخ اور استعمال بیان کرنیکے بعد اب ہم اُن بُرائیون اور نقصانون کا ذکر کرینگے جو تماکو کے استعمال سے پیدا ہوتے ہین

تماکو کا استعمال مُضر صحت ہے اور تہذیباً و مذہباً ناجائز ہے

ابتدائی ریمارک

میری یہ مطلق غرض نہین ہے کہ مین کسی طور پر تماکو پینے والون کی ملامت کرکے اُنکا دِل دُکھاؤن - ایشر مُعاف کرے - مین تماکو پینے والون کو ایک قسم کا مریض سمجھتا ہون جنہون نے بلا سمجھے بوجھے خود ایک بدتر مرض پیدا کر لیا ہے - مریض پر حملہ کرنا اِنسانیت اور تہذیب کے برخلاف ہے - میری غرض تماکو کی بُرائیون کے دِکھلانے سے صرف یہہ ہے

کہ جو اسکے مظلوم ہو چکے ہین وہ آئندہ کے لئے زیادہ نقصان پہونچنے سے بچ جائین اور اپنے دوست احباب مخصوص کمسن بچون کو جنکو اکثر صحبت بد کی وجہہ سے بُری و مکروہ عادات سیکھنے کا خطرہ رہتا ہے باز رکھین اور کبھی بھولے سے بھی اسکے پاس نہ پھٹکنے دین -

تماکو نشیلی چیز ہے

اِس بات سے تو شاید کسی کو انکار نہ ہوگا کہ تماکو پینے سے ایک قسم کا نشہ ضرور ہوتا ہے - گرمی پیدا ہوتی ہے - خون مین حرکت اور نبض کی رفتار مین تیزی معلوم ہوتی ہے - عادی ہو جانے پر جب مساوات ہو جاتی ہے تو اسقدر یہہ باتین محسوس نہین ہوتین - مگر ابتدا مین جب کسی نے اسکا استعمال کیا ہوگا یہہ ساری باتین ضرور دیکھنے مین آئی ہونگی - دوران خون کے علاوہ سر مین چکر غش اور ایک قسم کی بہت ہی بُری متلی معلوم ہوتی ہے جو صرف تماکو کے استعمال سے مخصوص ہے -

جتنی چیزین نشہ پیدا کرتی ہین سب کم و بیش مضر صحت ہوا کرتی ہین پس ہم تماکو کو بھی اُن مضر اشیاء کی فہرست سے کسی طرح علیحدہ اور مستثنےٰ نہین کر سکتے - اسکے استعمال سے وہی ضرر پہونچتا ہے جو آلکوہل شراب وغیرہ سے پہونچتا ہے اور جسکا مختصر بیان ہم آئندہ کرینگے -

تماکو زہریلی گھاس ہے

تمام نشہ کی چیزون مین کچھہ نہ کچھہ زہر کا حصّہ ضرور رہتا ہے اور تماکو مین بھی یہہ زہر موجود ہے -

امریکہ کے اصلی باشندے انڈین اپنے تیر کی نوک کو تماکو کے پانی مین بجھاتے تھے جو اسکے پتون سے تیار کیا جاتا تھا - اسکا نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ جب کبھی ایسے تیر دشمن کی جلد سے چھو جاتے یا چبھ جاتے تو یکبارگی غش و بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی اور پھر دس بیس لمحون (منٹ) کے بعد شخص زخم رسیدہ یا تو اُسیوقت بسمل کیطرح تڑپ تڑپ کر جان دیدیتا تھا یا کسی مرض مہلک مین مبتلا ہوکر بڑی خرابی سے گھل گھل کر تھوڑے ہی زمانہ مین مرجاتا تھا -

(۱) ماسوا اِسکے یہہ انڈین اکثر بلّی - کیڑے اور چھوٹے چھوٹے تکلیف دہ جانورون کو صرف اُنکی زبان - ناک یا کان مین دو ایک قطرے روغن تماکو کے ٹپکا کر ہلاک کرتے تھے -

(۲) صرف تماکو سے ایک ایسی دوائے بیہوشی تیار کیجاتی ہے جسکا اثر کلوروفارم کی طرح فوراً ہوتا ہے بلکہ اُس سے بھی مہلک ہوتا ہے -

(۳) وہ انگریزی دوا جو مکھی پتنگے اور مچھر وغیرہ کیڑون کے دفع کرنیکے لئے بنائی جاتی ہے اور جسکو دیوارون پر چھڑکا جاتا ہے اسی تماکو سے تیار ہوتی ہے اور اِسی دوا کو اکثر لوگ کپڑون اور پودھون پر چھڑک دیتے ہین تاکہ کیڑون سے محفوظ رہین -

(۴) حقہ کا پانی خود تماکو کے دھوئین کی وجہ سے اسقدر زہریلا ہوجاتا ہے کہ محض اُسکے سونگھنے یا نزدیک آجانے سے بہتیرون کو دہند اور رتوندھی

کا عارضہ ہو جاتا ہے۔

اب ہم ذیل کے چند پار اگراف تماکو کے مُضر ہونیکے بارے مین لکھتے ہین

دانت اور تماکو

عام لوگون کا خیال ہے کہ تماکو کھانے سے دانت مضبوط رہتے ہین یہہ بالکل غلطی و غلط فہمی ہے۔ دانت کی مضبوطی کا دارومدار محض مسوڑہون کی مضبوطی پر ہے۔ جتنے ہی مسوڑے مضبوط ہونگے اُتنی ہی دانتون مین بھی مضبوطی ہوگی۔ لیکن برخلاف اِسکے تماکو سے دانتون کی جڑون مین کمزوری آتی ہے اور مسوڑے ڈھیلے پڑجاتے ہین پس تماکو کو دانتون کی مضبوطی کی مددگار سمجھنا نادانی ہی۔ بالعوض قایم رکھنے کے جلد دانتون کو ہلادیتی ہے اور بوڑھاپا آنے سے پہلے ہی پوپلا بنا دیتی ہے۔

(۱) تماکو کی وجھسے دانتونمین ہروقت ایک قسم کا میل (کثافت) جما رہتا ہی جو مسموم و زہریلا ہونیکی وجھسے ہمیشہ دانتون کی جڑ کھودتا رہتا ہے۔

(۲) اِس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ تماکو پینے اور کھانیوالون کے دانت بمقابلہ نہ پینے والون کے ہمیشہ کمزور ہوتے ہین۔

اس سے میرا یہہ مطلب نہین ہے کہ صرف تماکو ہی کے استعمال سے دانت خراب ہو جاتے ہین نہین بلکہ شراب اور بعض زہریلی دواؤن کا متواتر استعمال تو اور بھی ناقص نتیجہ پیدا کرتا ہی۔ بمقابلہ شرابیون کے تماکو والے ضرور ہی اچھے ہین۔

یہہ صحیح ہے کہ بعض تماکو کھانیوالون کے دانت واقعی اچھے دیکھنے مین آئے اُنکے دانت ہمیشہ درد۔ کلن اور ٹیس سے محفوظ رہے اور آخیر وقت تک برابر قایم رہے اور اُنکو مطلق کمزوری کا صدمہ نہین پہونچا مگر ایسی مثالین بہت کمتر اور شاذ ہین اور اسلئے یہہ نہین ثابت کیا جاسکتا کہ یہ مضبوطی تماکو کی وجہ سے تھی۔ اسکی نسبت ہم صرف اسقدر کہہ سکتے ہین کہ ایسے آدمیون کے دانت اور مسوڑہون کی بناوٹ قدرتی طور پر اچھی تھی اور اگر کاش یہہ لوگ تماکو نہ استعمال کرتے تو اور بھی اچھے رہتے۔

درد اور ٹیس نہ ہونیکا سبب یہہ ہے کہ تماکو اپنی تیزی کی وجہ سے رگونکو تھوڑی دیر کیلئے ایسا بحس کر دیتا ہے کہ کسی قسم کا درد نہین معلوم ہوتا دوسری بات جو اکثر تماکو کھانیوالون مین پائی گئی یہہ ہی کہ اگرچہ قدرتی مضبوطی کی وجہ سے اُنکے دانت گرنے سے محفوظ تو رہے۔ مگر ہمیشہ اسقدر گھستے گئے کہ آخیر مین گھسکر بالکل مسوڑہون مین مل گئے۔ یہہ بات کثرت سے دیکھنے مین آئی ہے اور ہندوستان مین مشکل سے کوئی ایسا گانو نکلیگا جہان اس قسم کے دو چار آدمی نہ نکلین۔

یوروپ کے کُل حکیم اور ڈاکٹر متفق الرائے ہین کہ تماکو دانتون کیلئے مضر چیز ہے
بالفرض اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ تماکو دانتون کو مضبوط اور قایم رکھتا ہے
اور رگون کو بحس کردینے سے درد اور گلن سے بچاتا ہے اور بالفرض اگر
دو ایک آدمیون کو اس سے فائدہ بھی ہوا ہو مگر اس بات سے کون انکار
کرسکے گا کہ اسکی وجہ سے مسوڑہے ڈھیلے پڑجاتے ہین پھیپھڑون مین نقص
ہوتا ہے اور سیکڑون بیماریان گھیر لیتی ہین چہرہ کی رنگت برباد ہوجاتی
ہے اور حواس خراب ہوجاتے ہین -

واقعی پرمیشر کی یہی خواہش معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کے دانت بوڑھاپے کیا
مرتے دم تک قایم رہین مگر ہمارے تماکو پینے والے دوستون مین ہزارون مین
صرف دو ہی ایک ایسے نکلین گے جنکے دانت اخیر وقت تک قایم رہتے ہین

مضر آواز

تماکو جب بالخصوص سونگھنے کے طور پر استعمال ہوتا ہے
تو اندرونی ہوا کو روک کر آواز کو خراب کرتا ہے ان
سونگھنے والون کی آواز علی العموم بھاری اور بھدی پڑجاتی ہے اور بعض
تو ہمیشہ گھان گھان کرکے بولتے ہین -

(۱) صرف سونگھنے ہی سے آواز خراب نہین ہوتی بلکہ تماکو کھانے اور پینے
سے بھی یہی حالت ہوتی ہے - اوّل تو تالو اور ناک کی جھلی خشک ہوجاتی ہے
دوسرے تماکو کے دہوئین کا باریک غبار ان نازک اور لطیف مقامون مین

جا کر بیٹھ جاتا ہے اور یہہ نقص پیدا کرتا ہے۔
سب ہی جانتے ہین کہ دُھوئین سے سفید سطح ہمیشہ سیاہ اور خراب ہو جاتی ہے۔ پھر ناک کی راہ مین تماکو کے غلیظ میلے اور زہریلے غبارہ کا جمع ہو جانا کیا مشکل بات ہے اور اس تاریک و سیاہ غُبارہ کا ناک کے خلو مین جمع ہو کر آواز خراب کر دینا کیا تعجب ہے۔ (۲ اور ۳)

مُضر حواس خمسہ تماکو کے حواس خمسہ کو ضرر پہونچانیکے بارے مین کسی باعقل شخص کو کبھی شک نہین ہو سکتا۔ جیسے اس سے آواز بگڑ جاتی ہے ویسے ہی حواس مین بھی فرق آنا ممکن ہو۔ ایسی کڑی چیز خواہ وہ سفوف اور دھوئین کی صورت مین ہو یا اور کسی شکل مین جب کبھی آنکھ۔ ناک کان دماغ وغیرہ کی باریک جھلیون مین جا کر لگیگی کیونکر اُنکو نقصان نہ پہونچائیگی۔

قوت ذائقہ تماکو کے مُنھ لگتے ہی قوت ذائقہ رخصت ہو جاتی ہے۔ ہمنے آجتک کوئی ایسا تماکو نوش نہین دیکھا جو ذائقہ کے خراب ہونیکی شکایت نہ کرتا ہو۔

ایک ڈاکٹری کا اخبار لکھتا ہی

جب مُنھ اور گلا سب تماکو کے عرق اور دھوئین سے بھر جاتا ہے تب مُنھ کی تمام لذت پھیکی پڑ جاتی ہے۔ تماکو والے ایک نہین ہزار دلیل اُسکے مفید ہونیکے بارے مین پیش کرین مگر اس سے انکار نہین کر سکتے کہ اسکی وجہہ سے

منہہ کا مزا ہمیشہ کبہ کبرا رہتا ہے۔ سادہ غذا انکے لئے بالکل بدمزہ ہوجاتی ہے اور ضرورت سے زیادہ ترکاری اور کہانے ہین اُنکو مصالحہ ڈالنے کی احتیاج ہوتی ہے۔ پانی اور پھل سب چیزین پھیکی لگتی ہین اور بعضے لوگ تو پھل کی طرف مطلق رغبت نہین کرتے۔

علاوہ اِس کے مُنھ مین ایک قسم کی بدمزگی ہر وقت موجود رہا کرتی ہی جسکے دُور کرنیکی ہمیشہ خواہش وکوشش رہتی ہی پر وہ دُور نہین ہوسکتی۔

شامّہ سونگھنے کی قوت اگر زائل نہین ہوتی تو کمزور ضرور ہوجاتی ہی مگر یہہ ہماری غلطی ہے۔ بعضے اس زہریلی چیز کا اسقدر استعمال کرتے ہین کہ پھر انمین اور کسی چیز کے سونگھنے کی قوت ہی نہین باقی رہتی۔ شائد سونگھنا بمقابلہ اور قسم کے تماکو کے شامّہ کیلئے زیادہ مضر ہے۔ تماکو کی بُو ہر سہ حالتون مین قابلِ نفرت ہوتی ہے جسکو ناک کبھی پسند نہین کرتی اور جب نادانی سے زبردستی قوّتِ شامّہ کو اُس طرف مائل ہونیکو مجبور کیا جاتا ہے تو وہ بڑی ناراضی سے ادہر متوجہ ہوتی ہے اور نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ اِس قوت مین رفتہ رفتہ ضُعف۔ کمی اور زوال آجاتا ہے۔

راقم کے ایک بُہت قریبی رشتہ دار کو جو ایک ہندوستانی ریاست مین معزز اسامی پر مامور ہین عرصہ سے قوّتِ شامّہ کی کمی کی شکایت ہوگئی ہے۔ مدّت سے اِس مرض کے علاج کی کوشش کی گئی اور تماکو کے

استعمال مین بھی بہت کچھ کمی ہو گئی ہے - مگر ابھی تک مطلق فائدہ نہین ہوا اور
نہ آئندہ مرض کے دفع ہونیکی ظاہرا کوئی صورت نظر آتی ہے -

جرنل آف ہیلتھ (رسالہ تندرستی) لکھتا ہے کہ سونگھنے کا استعمال قوت
شامہ اور آواز کو بڑا نقصان پہونچاتا ہے اور تماکو کے کھانے اور سونگھنے سے
ذائقہ کی خرابی ہوتی ہے علاوہ برین جو لوگ اسکا استعمال کچھ دنون برابر
جاری رکھتے ہین انکو اور بھی سخت نقصان ہوتے ہین" -

راقم نے اکثر نوآموزون کو دھوان نگلنے کی کوشش کرتے دیکھا ہی - ایسی حالت
مین دھوان آنکھ اور ناک کی راہ سے نکلنے لگتا ہی - اس سے اور بھی نقصان ہوتا ہی -

باصرہ ہمنے آجتک کسی سونگھنے والیکو نہین دیکھا جسکی بصارت مین
فرق نہ ہو - جرمنی والے تماکو نوشی مین سب سے زیادہ بدنام قوم ہے وہان
کثرت سے لوگون کی آنکھون مین فتور ہے - یہانتک کہ جرمنی کے باشندے
دُنیا مین عینک لگانیوالی قوم کے نام سے مشہور ہین - مگر اب ہمارے ملک
مین بھی بہ نسبت پہلے کے اب تماکو کا رواج زیادہ ہو چلا ہے - اگر یہہ
سلسلہ تھوڑے دن اور جاری رہا تو یہان بھی جرمنی کا سا حال ہوگا -
دھوان اور خاصکر زہریلا دھوان آنکھون کیلئے کیسی خوفناک چیز ہے حضرات
تماکو نوش اس زہریلی گھاس کو سلگا سلگا کر آنکھ سی لطیف پردہ والی چیز کو
ہمیشہ دھوان دیا کرتے ہین جسکے سبب سے تھوڑے دن مین نگاہ مین نقصان آجاتا ہی -

جن قوموں میں تماکو کا رواج نہیں ہے اُنمیں کمتر آدمی ضعف بصارت کے شاکی ملیں گے۔ اِسکا امتحان مشرقی اضلاع کے برہمن و پنجابی اور سکھوں کی نگاہ کو اور قوموں کی بینائی سے مقابلہ کرنے سے آسانی سے ہوسکتا ہے۔

کثرت سے تماکو پینے والوں کی آنکھوں کے ڈورو ں میں ہمیشہ ایک قسم کی زردی رہا کرتی ہے اور آنکھیں حرارت کے سبب سے چڑھی رہتی ہیں۔

لامسہ لامسہ کو جو ضرر پہونچتا ہے اُسکا بیان بہت مطول ہو جائیگا۔ اِسلئے درگذر کرتے ہیں تماکو کے استعمال سے جسم میں تیزی کا پیدا ہوآنا سبکو معلوم ہے ایسی تیزی لمس کی طاقت میں ضعف لاتی ہے اور رعشہ پیدا کرتی ہے۔

اشتہا میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ تماکو قوت ذائقہ کا دشمن ہے پس یہہ قدرتی قاعدہ ہے کہ جو چیز قوت ذائقہ کو ضرر پہونچاتی ہے اشتہا کا بھی ستیاناس کرتی ہے۔

ہاضمہ تماکو والوں کو ہاضمہ کی اکثر شکایت رہتی ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اشتہا جواب دیدیتی ہے۔ معدہ میں فتور پیدا ہوتا ہے اور اِس فتور سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اُسکو معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے ہاضمہ کے بگڑنے سے غذا کی تحلیل میں فرق پڑتا ہے۔ غذا کے نہ تحلیل ہونے سے خون فاسد ہوتا ہے اور پھر انواع واقسام کی بیماریاں گھر کر لیتی ہیں اور یکے بعد دیگرے تماکو والوں کی زندگی پر متواتر حملہ کرتی ہیں اور

اُسکو جلد قبل از وقت دُنیا سے رخصت ہو جانیکو مجبور کرتی ہین۔

ہاضمہ بگڑنے کے کئی سبب ہین۔ منجملہ اُنکے ایک سبب یہہ ہے کہ تماکو پینے یا کھانے والون کو تھوکنے کی ناقص عادت پڑجاتی ہے۔ اِنسان جب کھانا کھاتا ہے تو وہ دانتون سے پیسکر تھوک (لعاب دہن) کے ذریعہ اور زبان کی مدد سے گولا بنکر حلق کے نیچے اُترتا ہے اور وہی تھوک قدرتی طور پر غذا کی تحلیل ہین مددگار ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کِسی صورت سے اسمین کمی ہو گئی تو پھر معدہ کی قوت کو صدمہ پہونچتا ہے اور بلکہ معدہ کو خود غذا کے قبول کرنے سے اِنکار رہتا ہے۔

ممکن ہے کہ کسی طرح سے تھوکنے کی عادت کو روک دیا جاسکے۔ مگر پھر دُکنے سے بھی یہہ شکایت رفع نہ ہو گی۔ کیونکہ بگڑا ہوا مسموم تھوک حلق کے نیچے اُتر کر معدہ مین طرح طرح کے نقص پیدا کریگا اور بہت عارضے پیدا ہونگے جو شاید تھوکنے کے سبب سے کم ہوتے۔

تشنگی جنکو زیادہ تماکو کھانے پینے کی عادت ہے اُنکو پیاس بہت لگتی ہے۔ صرف اِسی ایک بات پر غور کرلے سے کسی باعقل شخص کو اُسکے گرد بھٹکنے کی ہمت نہ پڑیگی جتنی چیزین اِنسان کے معدہ کیلئے پیدا کی گئی ہین اُنمین کوئی بھی ایسی نہین ہین جو تیز کرین۔ کیا اِسکے لئے بھی کسی ثبوت کی ضرورت ہے؟ سُنئے! یہہ غیر معمولی پیاس اُسی حالت مین

تبنر ہوتی ہے جب معدہ مین کسی قسم کی بیماری پیدا ہوتی ہے معمولی پیاس
پانی سے رفع ہو جاتی ہے۔ مگر تماکو کی پیاس بُجھانیکے لئے پانی کافی نہین
ہوتا بلکہ شراب وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

شرابخواری ہمنے پہلے کہا ہے کہ تماکو پینے والون کے مُنھ کا ذائقہ
علی العموم خراب رہتا ہے اور اس بدمزگی کے دُور کرنیکے لئے اکثر دوسری
چیزون کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوستان مین اکثر لوگ اسی غرض سے
اُسکے بعد پان کھایا کرتے تھے۔ مگر اب چونکہ الکوہل کا رواج ہے جابجا انگوریان
کھل گئی ہین۔ سب جگہہ شراب کی دُکانین موجود ہین۔ ہر کس و ناکس امیر اور
غریب سب ہی شراب کی طرف مائل ہو گئے ہین۔ جنکے مذہب مین شراب حرام
تھی وہ بھی اب اسکے زر خرید غلام بنگئے ہین اور وہسکی۔ برانڈی شیمپین
کے بغیر ایک دم چین نہین پڑتا۔ میرے کہنے کی یہہ غرض نہین ہے کہ
سب تماکو پینے والے شرابی ہوتے ہین۔ نہین ابھی کثرت سے ایسے لوگ
ہندوستان مین ملینگے جو تماکو سے غرض رکھتے ہین۔ مگر شراب سے
قطعی پرہیز کرتے ہین۔ مگر یہہ ضرور ہے کہ اب زیادہ تر لوگ بلا پرہیز شراب و
کباب کو اپنی تفریح و دلبستگی کا باعث سمجھنے لگے ہین۔

یوروپ وامریکہ مین جہان سب جگہون سے زیادہ تماکو کا رواج ہے
شراب اور چرٹ ساتھ ساتھ چلتے ہین اب کچھ تو تماکو کے خواص اور کچھ ان

شایستہ ملکون کی تقلید کے سبب سے ہندوستانیون کو بھی ہو الگ رہی
ہے اور آئندہ کیلئے بہت بُرے آثار نظر آرہے ہین۔

گانجہ جب تماکو پیتے پیتے مساوات ہو تی جاتی ہے تو پھر اُس سے
کچھ نہ تو سرور ہی جمتا ہے نہ لشہ آتا ہے۔ تب گانجہ اور چرس کی خواہش
ہوتی ہے اور اسی طرح ایک لشہ کے بعد دوسرے کا دُور آتا ہے۔ مگر گانجہ کا
استعمال اُن لوگون مین زیادہ تر ہے جو سوسائیٹی خواہ اور کسی خوف سے شراب
سے گریز رکھتے ہین ورنہ شاید یہ بھی اسی طرف جھکے ہوتے۔

بیماریان تماکو خود بُری بیماری ہے۔ مگر اسکے سوا اور بیماریون کو بھی
پیدا کرتا ہے جس سے تندرستی خراب ہو کر انسان کی زندگی وبال
جان ہو جاتی ہے۔

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ یہ زہریلی چیز ہے۔ اکثر دیکھنے مین آیا ہے کہ
جب کبھی تماکو کی تھوڑی مقدار کو کسی ایسے شخص کے جسم مین داخل کیا گیا
جسکو اسکے پینے یا سونگھنے کی عادت نہین تھی تو ایسی حالت مین یہ
ہمیشہ مہلک ثابت ہوا اور بعض موقعون پر معدہ کے اوپر صرف تماکو کے
پتے رکھدینے سے موت آگئی ہے۔ ملک کناڈا (موقوعہ شمالی امریکہ)
کے سپاہی جب کبھی محنت اور کام سے عاجز آکر رخصت لینا چاہتے تو یہ پتے
بغل مین تھوڑی دیر کیلئے دبا لیتے تھے جسکی وجہ سے بیماری ہو جاتی تھی

اور تب افسر فوج اُنکو گھر جانے سے نہین روک سکتا تھا۔

شروع شروع مین اِسکے استعمال سے غشی ہوتی ہے اور طبیعت بگڑتی ہے قے ہوتی ہے۔ چکر آنے لگتا ہے۔ روزمرہ استعمال سے ظاہرا کم نقصان معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل جو ضرر پہونچ رہا ہے یا پہونچتا ہے اُسکی خبر ذرا آگے چلکر پڑتی ہے۔

ڈاکٹرون کی رائے ہے کہ تماکو سے سُستی آتی ہے۔ سر کا درد آدھا سیسی تو معمولی بات ہی۔ گرمی سی دل و دماغ مین تیزی ہوتی ہے۔ تمام جسم مین سنسناہٹ اور ہاتھ پیر مین رعشہ پیدا ہوتا ہے۔ ذہن جواب دیتا ہی صرف کمزوری ہی نہین بلکہ ایک قسم کی نامردی کا عارضہ پیدا ہوجاتا ہے۔ قبضیت پاخانہ کی خرابی۔ روزمرہ کی شکایت ہے۔ اسہال و بدہضمی کا استمراری بند و بست ہوجاتا ہے۔ خون جلتا ہے۔ خارش۔ پھوڑے پھنسی ناسور سِل۔ تپ دِق۔ کھانسی۔ کف کی زیادتی وغیرہ یار وہمدم بنجاتے ہین۔ پیچش۔ مروڑا۔ باؤ گولہ۔ ہول دِل۔ ضعفِ بصر۔ دُھندلا دِکھنا گردہ کا فساد ہوجاتا ہے۔ نیند کم آتی ہے۔ غرضکہ کہانتک کہین یہ کمبخت دُشمنِ جان ہے اِس سے الگ ہی رہنا اچھا ہے۔

راقم نے اکثر تماکو پینے والون کو ضیق النفس کی بیماری مین گرفتار دیکھا ہے۔ گو یہ پورے طور پر نہین کہا جاسکتا کہ یہ عارضہ تماکو سی

ہی ہوتا ہی مگر یہہ ضرور ہے کہ ابھی تک جتنے دمہ کے مریض میری نگاہ سے گذرے سب تماکو پینے والے تھے۔

ڈھاک کے پتّون کی نسبت سُنا ہے کہ اُسکے پتّون کے دہوئین سے سانس کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ بمبئی کے اطراف مین جو تماکو کی بیڑی بنتی ہی وہ اسی کے پتّون سے بناتے ہین۔ پھر کیا عجب کہ ان دونون کے دہوئین سے یہ عارضہ ہوتا ہو اور تماکو سے کھانسی کا پیدا ہونا تو سب جانتے ہین۔

غلامی جسکو تماکو کی لت پڑجاتی وہ بالکل اُسکا غلام ہو جاتا ہی۔ کوشش کرنے پر بھی مشکل سی چھٹکارا ملتا ہی۔ تماکو والونکو چاہی کھانا نہ ملے۔ مگر تماکو کا ملنا ضروری ہے اور اگر ذراسی اسکے ملنے مین بیقاعدگی یا دیر ہوئی تو بس موت آگئی۔ ہاتھ پانو ٹوٹنے لگتے ہین۔ طبیعت بگڑجاتی ہے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔

بعضے آدمی ایسے بھی دیکھنے مین آتے ہین جنکو بلا تماکو پاخانہ تک نہین اُترتا۔ تیلچی کو سب سے پہلے فکر تماکو کی ہوتی ہی۔ صبح ہوئی حُقّہ چلم۔ تماکو موجود کہئی اگر ہم ایسے آدمی کو دین و دُنیا سے گذرا ہوا کہین تو کیا بُرا ہے؟

مضر بہ دماغ و حواس یہہ تو ظاہر ہی ہو گیا کہ تماکو حواس کے لیے زیادہ مضر ہی۔ اب خیال کیجئے کہ ہم مین جسقدر عقل و تمیز سمجھ بوجھ ہے وہ سب انہین حواسون کی بدولت ہے۔ اگر انہین کسی طرح کا نقص آگیا

تو ذہانت و فہم وغیرہ کا خرابی مین پڑنا کونسی مشکل بات ہے دماغ کی رگین اگر
سو نگھنے اور دھو ئین سے بالکل مُردہ ہو جاتی ہین اور اِسکے سبب سے
اُسکی قوتون کو زوال آجاتا ہے۔

تمکچیون کے ہوش ٹھکانے نہین رہتے۔ اُنمین سی بھولنے کی عادت تو
علی العموم قریب قریب سبہون مین ہوتی ہے اور سبہی شاکی رہتی ہین لیکن جو اُنسی
کہا جائے کہ یہ سب تماکو کی وجہہ سے ہے تو کبھی یقین تک نہ کرینگے۔

تمکچیون کا عُذر

اکثر لوگ کہتے ہین کہ تماکو سے طبیعت کو یک سوئی نصیب ہوتی
ہے۔ کام کرنیکے بعد طبیعت مین تازگی آتی ہے بیکاری
مین ایک قسم کا شغل رہتا ہے اور تکان رفع ہو کر دل اچھی طرح پھر کام
کی طرف مشغول ہوتا ہے اور جبتک تماکو کا اثر رہتا ہے کام مین خوب جی
لگتا ہے اور کام بھی اچھی طرح زیادہ ہوتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ تمکچیون کے
اِس عُذر مین کسیقدر سچائی ہے۔ خاصکر تماکو پینے کے لبعد جسم مین خلاف
نطرت حرارت پہونچنے پر ایک قسم کی تیزی آتی ہے جیساکہ کُل نشون کا
قاعدہ ہے اور تمام رگون مین جوش اور خون مین حرارت پیدا ہوجاتی ہی
اور تھوڑی دیر کے لئے ایک قسم کی ایسی حالت رہتی ہے جسکو تمکچی حضرات
پسند کرتے ہین۔ پر یہہ حالت کبتک رہتی ہے؟ صرف تھوڑی دیر کیلئے
پھر دوسری چلم کی ضرورت پڑتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس جب مسادات

ہوجاتی ہی تو دم بدم چلم۔ حُقّہ کی ضرورت رہتی ہے اور پھر تماکو سے زیادہ
کڑی چیزون کے استعمال کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور اسی طرح وہ بیماریان
جنکا اوپر ذکر ہوا بے تکلف آسانی سے چڑھ دوڑتی ہین۔

جتنی نشہ کی چیزین ہین اُنمین اس قسم کا خواص ہے کہ وہ مقدار معینہ
سے ہمیشہ تجاوز کرجاتی ہین اور وقتاً فوقتاً اُنکی مقدار بڑھانیکی ضرورت ہوتی
ہے۔ تھوڑے دلون کے استعمال سے جب وہ غذا کے طور پر ہوجاتی ہین
تو محض معمولی شے کی طرح اُنسے حرارت یا سرور نہین ہوتا۔ تب خواہ مخواہ
اُس مقدار مین زیادتی کرنی پڑتی ہے۔

انسان کا جسم بعینہ ایک قسم کی پیچیدہ اور مکمل کل ہے۔ اگر اسکو اپنے
طور پر بمنشاء قدرت کیموافق چلنے دیجیے تو بہت آرام و سہولت کیساتھ اپنی
وقت مقررہ تک کام دیتی رہیگی اور قایم رہیگی اور جو کہین نشہ کے ذریعہ
اُس سے زیادہ کام لینے کی ضرورت ہوئی تو اور کلون کی طرح رگڑ کی کثرت
سے اُسکے پرزے رگ و ریشہ سب ڈھیلے ہوکر چند ہی روز مین بیکار ہوجاینگے
اور اُسکی صورت مین بھی تبدیلی آجائیگی۔

بعضے ڈاکٹرون کی راے مین تماکو کے استعمال سے تیزی آنا بھی غیرممکن
معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہین کہ انکی (خاصکر کھانیوالون) کی سمجھ ہمیشہ
سُست اور بھدّی دیکھی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سیکڑون من

کا بوجھ اُنکی سمجھ پر پڑا ہے۔

تیزی وحدت سے خیالات کا منتشر ہونا ممکن ہے پس یک سُوئی کی اُمید رکھنا نادانی ہے اور پھر اگر مان بھی لیا جاوے کہ تماکو پینے سے تیزی آتی ہے تو اِس تیزی کا خلافِ فطرت طریقہ پر پیدا کرنا ہی نادانی ہے۔ رگون مین جوش اور خون مین حدت پیدا ہونے سے جیسا پہلے بیان ہوا بیماریان ہوتی ہین اور گو پہلے سوچنے اور خیال کرنیکے وقت ایک قسم کی یکسُوئی حاصل بھی ہو جاتی ہو مگر ازان بعد جب متواتر صدمہ پہونچنے سے دماغ ہی کے کمزور ہو جانیکا خطرہ ہے تو اِس سے کیا فائدہ ہے۔

بدکرداری دُنیا مین جسقدر بُرائیان دیکھنے مین آتی ہین اُنمین زیادہ تر سُستی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین۔ اگر واقعی تماکو کے کھانے اور پینے سے سُستی آتی ہے تو اِسے بہت ہی ناقص چیز سمجھنا چاہیے۔ انگریزی مین ایک مقولہ ہے کہ "سُست آدمی کا دِل شیطان کا کارخانہ ہے" پس تماکو کے سبب سے اِنسان کی طبیعت کا بدکرداری اور بدفعلی کی طرف متوجہ ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

(۱) جنکو تماکو کی عادت ہے اُنہین صفائی کی طرف سے بے پروائی رہتی ہے۔

(۲) جو لوگ تماکو استعمال نہین کرتے اُنکو اُسکے دھوئین اور بُو سے سخت نفرت رہتی ہے اور جب کوئی پکچی اُنکے پاس بیٹھکر تماکو پیتا ہے یا اُسکے

پتّون کی جگالی کرتا ہے تو اُنہین بڑی تکلیف ہوتی ہے سوسائیٹی مین تماکو
کا پینا چار درجہ کی بدتہذیبی ہے اور جسمین ذرا بھی شایستگی و تمیز ہوگی وہ کبھی
پسند نہ کریگا کہ اُسکے سلوک۔ گفتگو یا فعل سے اُسکے ساتھی دوست یا عام
آدمیون کے دل کو کوئی ایذا پہونچے۔ مگر تملچیون کو اسکی ذرا پرواہ نہین ہوتی
چاہے کوئی بُرا سمجھے یا بھلا۔ کسی کو آرام ہو یا تکلیف اُنکو اپنے حُقّے۔ تماکو
سے کام رہتا ہے اور جو کہین یہہ ثابت ہوا کہ جماعت کے کسی خاص شخص کو
تماکو سے گُریز ہے تو اُسوقت اُسکے دل دُکھانیکی نیت سے خواہ مخواہ
بلاضرورت بھی پیئین گے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن **حضرات** کا
دل واقعی ناقص ہوگیا ہے۔ اِنصاف۔ مروّت بالکل ندارد اور دوسرے کی
عزّت و تکلیف کا ذرا بھی خیال نہین رہتا ہے اور اِنہین سب باتون کو
بدچلنی و بدکرداری کہتے ہین۔
ریلوے کمپنیون نے اِنہین سب باتون کے لحاظ سے حکم جاری کر رکھا
ہے کہ ریل کے کمپارٹمینٹون مین کسی شخص کو بلا استرضا کُل مُسافران
کے حُقّہ پینے کی مُمانعت ہے۔
(۳) ناتجربہ کار۔ کم سن نوجوان جنبر مُلک کی آئندہ بہتری کی اُمید کا
دار و مدار ہے تماکو پر جان و مال بیچکر فدا رہتے ہین۔ اُنکی تندرستی
اخلاق۔ تہذیب اور نیک چلنی کو ملاحظہ کر لیجیے۔ (ع)

حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

تماکو بیہوشی اور عیاشی کا پہلا زینہ ہے۔شرابخواری کی نسبت ہم ذکر کر چکے ہین اور تمکیچیون کی عیاشی کا حال سب جانتے ہین زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر اور نہین تو یہی دو سبب مُہذب سوسائیٹی سے تماکو کے نکال دینے کے لیے کافی ہین۔

(۴) سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے مدرسے اور کالجون کے طلبا جنکو ہم محنتی۔ جفاکش۔ نیک اطوار۔ ایماندار اور تندرست دیکھنے کی خواہش رکھتے ہین آج کے دن اس نالایق کے دام مین گرفتار ہو کر دُنیا و مافیہا تک کی خبر نہین رکھتے۔ اسکے زیادہ ثابت کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ آپ کسی کالج یا مدرسے کے احاطہ مین جاکر دیکھ سکتی ہین کہ آٹھ برس تک کے لڑکے بیشتر ایسے ملین گے جو مُنہ مین چرٹ یا لوایجاد سگرٹ دبائے ہوئے بھک بھک انجن کی طرح دُھوان نکالتی ہوئے چلے جارہے ہین۔ تندرستی کی حالت ناگفتہ بہ۔ آنکھون مین حلقے پڑی ہوئے مُنہ پر ہوائیان اُڑی ہوئین۔چہرہ کا رنگ فق۔ ہاتھ پیر دُبلے پتلے۔ بدن زرد۔ کمر کی یہ کیفیت ہے کہ قدم قدم پر بل کھاتی ہی

(۵) آنریبل جسٹس راناڈے جج ہائیکورٹ بمبئی نے اپنے کسی لیکچر مین ہندو طلبا کے کثرت اموات کے بارے مین بہت کچھ

غور کیا تھا۔ اُنہون نے اسکی خرابی کے بہت سے سبب بیان کیے
مگر خاص سبب جو طلباء کی تندرستی اور صحت کو زائل کر رہا ہے تماکو
بمبئی مین ہندو طلبا جسقدر سگار۔ چرٹ اور بیڑی پینے کے عادی
مشکل سے دوسرے لوگ پینے ہونگے۔ ایسی حالت مین اگر پھر اُن
تندرستی خراب ہو اور نُور نہ بھاگے تو ہم ایسی تندرستی کو بیچیا کہین گے
جنکو ملک کی موجودہ اور آنیوالی النسل کی سُدھار کا کچھ بھی خیال ہے
اس طرف ضرور توجہ کر لی چاہیے۔

(٦) اور سُنیے ہندوستانی عورتون کو بھی اسکی ہُوا لگی ہوئی ہے۔ پہلے میرا خ
تھا کہ عورتین تماکو نہین پیتی ہونگی اور اگر کہین اسکا رواج بھی ہے تو صر
انی گنی معدودے چند رذیل عورتون تک مگر نہین میرا یہہ خیال غلط تھا
سنہ ٩٤-٩٥ء مین مجھے ہندوستان کے قریب قریب کُل حصون مین
کرنیکا اتفاق ہوا۔ اس سفر مین مجھ پر اچھی طرح سے ثابت ہو گیا کہ یہہ م
مُبارک سب ہی قوم کی مستورات مین پھیلا ہوا ہے بعض بعض مُسلمان ش
ننگ قوم و مُلک ایسے دیکھنے مین آئے جو اپنی نیک و سلیم الطبع بیبیون کو
زبردستی تماکو پینے کیلئے مجبور کرتے ہین اور برہمنون کو جنکے خاوندون
تماکو چھونے تک کی کسی وقت مین قسم تھی اب بلا تکلف وہ ہاتھ کا م
حُقہ گُڑگُڑاتے دیکھتے ہین۔

افسوس! یہہ ہندوستان کی تہذیب کا حال ہو رہا ہے۔

ضلاع مغربی پنجاب کو چھوڑ کر باقی اور سب جگہہ کی عورتین تماکو پیتی ہین بمبئی۔ پونا مین تو عورتین آپسمین بیڑی و تماکو کی دعوتین کیا کرتی ہین عورتون کی حالت اور چلن کی کیفیت مردون کے پیچھے ہے کسی طرح کم نہین ہے۔

تہذیب کے خلاف

باوجودیکہ یورپ مین تماکو کا استعمال ایسا عالمگیر ہو گیا ہے۔ مگر اب بھی بعض بعض شایستہ اور مہذب سوسائیٹیون کو اس سے بالکل نفرت ہے۔ ان سوسائیٹیون مین بانو بیون کو میمبر ہونیکی اجازت نہین ہے یا جبتک وہ شریف اور مہذب جنٹلمین کیساتھ رہین اس سے مجبوراً پرہیز کرنا پڑتا ہے۔

روس کا حکم

چند مہینون کا عرصہ ہوتا ہے کہ ملکۂ روس نے اِس قسم کا سرکلر جاری کیا تھا کہ جن بیگمات یا درباری شریف زادیون کو لت ہے وہ جبتک اپنا منہہ اچھی طرح نہ صاف کرین حضور ملکہ کے دربار یا محل مین باریاب نہ ہونے پائین اور جنکو دربار کیوقت عادت روکنے کی قوت نہین ہے اُنکے لئے بہتر ہوگا کہ وہ دربار سے رہین کیونکہ ملکۂ موصوفہ کو منظور نہین ہے کہ تکلیف عورات کے منہہ کی تعفن اور بدبو سے دوسری شایستہ۔ نازک دماغ اور مہذب لیڈیون کو کسی قسم کی تکلیف ہو۔

...ین

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ تماکو صفائی کا دشمن ہے۔ تماکو سے

میلے اور کچیلے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس بارے مین کچھ تھوڑا
اور عرض کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔
آدمی کے سوا سب جاندارون کو تماکو سے نفرت ہے۔ گائے۔ گھوڑی
بکری۔ کتے۔ بلی اور سور تک کو اس سے اور اسکی بُو سے گریز رہتا ہی جہان
کہین اسکا سفوف کمرے یا کپڑون پر چھڑک دیا جاتا ہے مکھی۔ مچھر اور کیڑے
مکوڑے تک وہان سے بھاگ جاتے ہین اور میری دانست مین سوائے ان
کیڑون کے جو تماکو کی پتون مین رہتے ہین اور کسی جانور کو تماکو پسند نہین ہے
شاید پچھون کو بھی اسمین اعتراض نہ ہوگا کہ میلاپن تماکو کے قدم بقدم
ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ بدبو سے تو الہی شر پناہ دے۔ نرک کنڈ کی بُو کو
مات کرتی ہے۔ پاس بیٹھنے والون کو ابکائی آنے لگتی ہے اور قے ہو
کرتی ہے سونگھنے سے ناک اور نتھنون کی جو کیفیت رہتی ہے دیکھنے
سے متعلق ہے۔ ہر وقت کی ٹھائین ٹھائین یعنی چھینکے دماغ کو پریشان
کرتی ہین۔ ہونٹھون کی سیاہی کیا ہے شب دیجور کی سیاہی کو شرماتی
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کالے بھجنگے بھونرے ہونٹھون کا بوسہ لے رہے
اور پھر پیچ پیچ تھوکنے کی عادت تو بالکل ہی ناپاک۔ گندی اور غلیظ
اور جہان جہان یہہ بندے اپنے قدم مبارک سے رونق افزا
ہین وہان صاف ہوا تک کا گذر محال ہے۔ کیا مجال کہ صفائی د

جھلک تو دکھا جائے۔ مکانون اور کوٹھریون صحن دالان مین ٹوکرون راکھ اور تماکو کی جلی جھجھٹ پڑی رہتی ہین اور جو کہین حقہ کا پانی اُنڈیل دیا گیا تو بس ساری کسر پوری ہو گئی اور پھر ان حضرات کی محفل کی زینت حقہ۔ چلم۔ انگیٹھی۔ چمٹا۔ پیکدان۔ ناس کی ڈبیا وغیرہ وغیرہ کیسی کچھ دلفریب و دلکش ہوتی ہے۔ غرضکہ جسکو اس دُنیا مین چھوٹا نرک کُنڈ دیکھنا ہے وہ ذرا تکلیف کرکے تمکچیون کی نشستگاہ ملاحظہ کر آئے۔ جیمس اوّل شاہ انگلینڈ نے ۱۶۰۰ء مین جو رسالہ تماکو کی برخلاف لکھا تھا اسمین تماکو کی تعریف اسطرح کی ہے کہ ناک کو اسکی بو سے سخت نفرت دماغ کو ضرر اور پھیپھڑے کو خطرناک بیماری کا خدشہ رہتا ہی یا سوا اسکے وہ بیان کرتا ہے کہ اسکا دھوان بعینہ دوزخ کی آگ کا دھوان ہی جسکو اس نے اپنے خاصونکو پہلی ہی سے عادی بنانیکے لئے دُنیا مین روشن کر رکھا ہی گجراتی زبان مین تماکو کی شان مین ایک دوہا ہی جو یہان لکھا جاتا ہے:-

खाये तेरा कोणा पिये तेरा घर ॥*॥
सूंघे तेरा लुगड़ा ये तीनों बराबर ॥*॥

ترجمہ۔ تماکو کھانیوالے کا گوشہ۔ پینے والے کا مکان اور سونگھنی والے کا کپڑا میلا رہتا ہے۔

ہندی مین کسی شخص نے بہت اختصار کے ساتھ تمکچی کی تعریف کی ہی

اُسے بھی سُن لیجیے:۔

पिये तमाकू तीन जन साकिल निलज कठोर। खावें मोहैं कूकरो सूंघनवाले ढोर॥

ترجمہ:۔ تماکو تین قسم کے لوگ یعنی بیدین بیحیا اور سنگدل پیتے ہین اور کھانیوالے کُتے اور سونگھنے والے بالکل پلید جانور ہوتے ہین۔ کیا غضب ہے کہ ہلا مطلب دماغ و دل کے لطیف پردون کو تماکو کے میلے دُھوئین سے ناحق مغلظ اور سیاہ و برباد کر دیا جاتا ہی کسی فارسی شاعر نے تمباکو پینے والون کی سیاہ دلی کی بارے مین ایک شعر لکھا ہے جو ذیل مین درج ہے:۔

تماکو نوش را سینہ سیاہ ست

اگر باور نداری نَے گواہ ست

ترجمہ کی ضرورت نہین ہی پینے والون کی سنگدلی و خودغرضی کا اوپر ذکر ہوچکا ہی۔

تماکو سے کسکو زیادہ نقصان پہونچتا ہے | تماکو کے مریض اکثر وہ لوگ زیادہ ہوتے ہین جنکو بیٹھکر کام کرنا پڑتا ہے اور خاصکر پڑھنے لکھنے والے تو اسکی برکت سے بالکل نکٹھو ہوجاتے ہین اس قسم کے لوگون مین تپ دق۔ گلگھی۔ ناسور وغیرہ بیماریان اکثر زیادہ دیکھنے مین آتی ہین جو محض تماکو کے استعمال سے پیدا ہوتی ہین اور ان صاحبون

کی تندرستی کی گت جیسی تماکو سے بگڑجاتی ہے محتاج بیان نہین۔ کسان یا مزدوروں کو اسقدر نقصان نہین پہونچتا۔ اسکی وجہ یہہ ہی کہ ان لوگون کو کھلی اور صاف ہوا مین چلنے پھرنیکا زیادہ موقع رہتا ہے۔ بمقابلہ نوجوان و کمسن بچون کے بڈھے ہون کو کم نقصان ہوتا ہے۔ انپر اسکا اثر جلد اور مہلک ہوتا ہی۔ جسم کے اچھی طرح سے نشوونما پانے مین خرابی آتی ہے۔

جرمنی اور یوروپ کے دوسرے ملکون مین جو خود ان منہیات و مسکرات کے غلام ہین اور دوسرے ملکون مین بذریعہ تجارت رواج دے رہے ہین بہت بچپن ہی سے تماکو کی عادت پڑنے لگتی ہی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ ۱۸ برس سے ۳۵ برس کی عمر والو نمین بکثرت موتین ہوتی ہین اور وہان کے کل ڈاکٹر اور حکیمون کی رای ہی کہ یہہ خرابی صرف تماکو کے استعمال کی وجہ سے ہے۔

ہندوستان مین پہلے حقہ کا استعمال تھا اب اسکی جگہہ صاحب لوگون کی دیکھا دیکھی چرٹ اور سگار کا بکثرت رواج ہے۔ حقہ کی نسبت یہ ترکیبین بہت مضر ہین اور بالخصوص چھوٹے بچون کے حق مین زہر ہلاہل کیطرح اثر رکھتی ہین۔ بہ نسبت مردون کے عورتون کو زیادہ نقصان ہوتا ہی۔ سبب یہ ہی کہ مردون کے مقابلہ مین وہ زیادہ نازک ہوتی ہین۔

گو ہندوستان مین اب بھی عورتین کم تماکو پیتی ہین۔ مگر کھانے مین تو اب انہین کو فوق ہے۔ ممالک مغربی و شمالی کی ہندو عورات شریف اور رذیل

اکثر تماکو کھانے مین مردون کے بھی کان کاٹتی ہین اور اسکا نتیجہ بھی بھگتی ہین۔ مسلمان عورات مین ابھی تک یہ نقص کثرت سے نہین ہے۔

مذہبًا ناجائز

ہندوستان مین اسوقت دو طریق کے لوگ زیادہ ہین۔ آریہ اور مسلمان اور تماکو پینا ان ہر دو مذہبون کے اصول کے برخلاف ہے۔ بعضے لوگ اعتراض کرینگے کہ تماکو کا استعمال ایشیا مین صرف دو ڈہائی سو برس سے ہے۔ مذہبی کتابون مین اسکا ذکر نہین ہوسکتا اور نہ پہلے لوگ اسکے نام ہی سے واقف تھے پس کیونکر تسلیم کرلیا جائے کہ تماکو پینا مذہبًا حرام ہے۔ اسکے جواب مین ہم صرف اسیقدر کہہ سکتے ہین کہ ہر قسم کا نشہ مذہبًا منع ہے (جہانگیر نے اسی اصول کیموافق شرعًا اسکا استعمال ناجائز ٹھیرایا تھا) اور چونکہ تماکو بھی نشہ کی چیز ہے لہذا اس سے بھی قطعی گریز ہونا چاہیے اور پھر اس بحث سے غرض کیا ہے۔ وید مقدس جو دنیا کی سب سے پرانی کتابین ہین اور جنکی نسبت ہم آریون کا یہ عقیدہ ہے کہ ابتداء خلقت سے موجود ہین اور اب جسکی قدامت کی شہادت یورپ کے مسیحی محققین تک دے رہے ہین۔ صاف صاف کہتے ہین کہ مذہب قانون قدرت کیموافق کام کرنیکا نام ہے جس سے انسان کی دینی و دنیوی اغراض ترقیان حاصل ہون۔ اب غور کیجئے اگر تماکو سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین تو آپ بلاتکلف استعمال کیجئے اور اگر نہین تو فورًا چھوڑ دیجئے۔

دُنیاوی ترقی تواس سے بالکل جاتی رہتی ہے جسم کے نشوونما مین کاوٹ اور دِقت ہوتی ہے۔ حواس رگ وریشہ اور دماغ کی حالتین بگڑ جاتی ہین اور جب یہ نتیجہ ہوتا ہے تو دینی و دُنیوی ترقیون کا حاصل ہونا امر محال ہے صفائی جسکو انگریزی مین خدا پرستی کے قریب سمجھتے ہین تمباکو پینے والون کو دُور ہی سے سلام کرتی ہے الیشر کہان۔ یہان تو صبح وشام تماکو کی دُھن ہے۔ صبح ہوئی حقے چلم کی فکر اور شام کو بھی اُسی کا ذکر رہتا ہے۔ سارا خیال اسی طرف رہتا ہے۔ پھر کہئے اسکو کیسے مذہباً جائز سمجھا جائے۔

روپیہ اور جائداد کی بربادی

تماکو مُفت مین نہین ملتا۔ گرہ سے روپیہ جاتا ہے تب ملتا ہے۔ ہمارا کئی کروڑ روپیہ ہر سال اِس بلائے ناقص کی بدولت مُلک سے باہر جاتا ہے۔ اگر یہ فضول خرچ کسی طور پر بند کر دیا جاتا تو کسقدر بچت ہوتی اور عام رعایا کو نئے نئے ٹیکس ادا کرنے مین جو اسوقت بار گردن ہو رہے ہین کیسی آسانی ہوسکتی تھی۔ کم سی کم غریبون مین تماکو کا خرچ فی کس ایک پیسہ روز ہوتا ہے اور دولتمندون مین تو دو چار روپیہ روز تک خرچ ہو جاتے ہین۔ اگر انسان کی اوسط عمر ساٹھ برس فرض کر لی جائے اور پچاس برس تماکو پینے کا زمانہ مان لیا جائے تو جسقدر خرچ کہ تماکو پینے سے ایک شخص کا ہوتا ہے ذیل کے نقشے سے ظاہر ہوگا:۔

فی کس روزانہ خرچ	ماہانہ	ایک برس	پچاس برس
۱ پیسہ	۸-آنہ	۶ روپیہ	۳۰۰ روپیہ
۲ "	۱ روپیہ	۱۲ "	۶۰۰ "
۱-آنہ	۲ "	۲۴ "	۱۲۰۰ "
۲ "	۴ "	۴۸ "	۲۴۰۰ "
۴ "	۸ "	۹۶ "	۴۸۰۰ "
۸ "	۱۶ "	۱۹۲ "	۹۶۰۰ "
۱ روپیہ وغیرہ	۳۲ " وغیرہ	۳۸۴ " وغیرہ	۱۹۲۰۰ " وغیرہ

یہ ایک شخص کا خرچ ہے۔ اگر ایک گھر کے کُل آدمیون کا حساب کیا جاوے اور
پھر عام آدمیون کا خرچ اکھٹا کیا جائے تو بہت بڑی رقم ہو جائیگی جسکا حساب
کرنا مشکل ہے صرف اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ ہر سال غیر ملکی تماکو منگوانے مین
ہمارے کئی کروڑ روپیون کے وارے نیارے ہوتے ہین۔ خاص میرے چند
احباب ایسے ہین جو روز پچاس ساٹھ سگریٹ و چرٹ پی ڈالتے ہین اُنکا
اور اُنکے ساتھیون کا خرچ چھ سات روپیہ روز سے کسی طرح کم نہین ہے
آپ فرمائیے تماکو کے پیچھے اسقدر بڑی رقم خرچ کرنا نادانی ہی یا دانائی؟
دوسری بات سوچنے کے قابل یہہ ہے کہ ہر سال سیکڑون مکان۔ کھلیان گانو۔
قصبے۔ شہر اسی کے سبب سے جلکر خاک ہو جاتے ہین۔ چند سال کا عرصہ

ہوتا ہے کہ جزیرہ سینڈوچ مین اسی تماکو کی بدولت ایسی بڑی آگ لگی تھی کہ جس سے ہزارون مکان برباد ہوگئے۔ لاکھون کی جائداد کا ستیاناس ہوگیا بیشمار گھر بے چراغ ہوگئے۔ کتنے لڑکے یتیم۔ عورتین بیوہ اور مرد خانمان آوارہ ہوگئے۔ ہندوستان مین خود اکثر بہت آگ لگا کرتی ہے اور اگر واجبی طور سے ان آتشزدگیون کی تحقیقات کی جائے تو ستو! مین ننانوے واقعات کا باعث یہہ خانہ خراب تماکو نکلیگا۔

دیہات مین جو آگ جیٹھ بیساکھ کے مہینے مین لگا کرتی ہو اور جس سے لاکھون من ناج جلکر برباد ہو جاتا ہی اسی تماکو کی بدولت ہی۔ کاش اگر کسان اور کاشتکارون کو اس ناقص چیز کے برے نتایج سے آگاہ کر دیا جاتا اور وہ اسکے استعمال سے متنبہ اور پرہیزگار بنادیے جاتے تو اچھی بات ہوتی اور کسقدر فائدہ ہوتا۔

اعلی تعلیم اور تماکو

برٹش میڈیکل جرنل رقمطراز ہے کہ تماکو نہ صرف جسمانی طور پر مضرت بخش ہے بلکہ طالبعلمون کی دماغی ترقی کو روکتا ہے۔ امریکہ کی قریباً تمام یونیورسٹیون نے طلباء کالج کو تماکو کے استعمال سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔ بوسٹن یونیورسٹی نے ایک سرکلر جاری کیا ہے کہ جو طالبعلم تماکو سے پرہیز نہین کر سکتے ہین اُنکے نام کالجون سے خارج کر دیے جائینگے۔ اوہیو یونیورسٹی اور چند دیگر انسٹیٹیوشن اور تعلیم گاہون نے بھی یہی قاعدہ جاری کر دیا ہے۔

۱۸۹۱ء مین ایک ڈاکٹر نے نہایت احتیاط اور غور کے ساتھ نقشہ جات تیار کئے تو ۱۸۷ انڈر گریجویٹ طالبعلمون مین سے ۷۷ ایسے تھے جو تماکو سے محترز تھے اور ۷۰ استعمال کرتے تھے۔ اول الذکر اپنی دوسری ہم سبقون پر چار سال کے اندر ہر ایک بات مین سبقت لیگئے۔ ۱۰ فیصدی وزن مین ۲۴ فیصدی قد کی بلندی مین ۲۶ فیصدی سینہ کی کشادگی مین ۷۸ فیصدی پھیپڑون کے نشوونما مین اور امہرسٹ کے انڈر گریجویٹ طلباء تماکو نوش طلباء سے ۴ سال کے عرصہ مین ۲۴ فیصدی وزن مین ۳۷ فیصدی قد مین ۴۲ فیصدی سینہ کی کشادگی مین اور ۷۵ فیصدی پھیپڑون کے نشوونما مین زیادہ ترقی کر گئے۔

علاوہ ازین ایک پروفیسر کالج نے لیاقت کی حیثیت سے اپنے شاگردون کو چار درجون مین تقسیم کیا۔ بعد مین تحقیقات کی گئی جو طلباء اول درجہ مین شمار کئے گئے اُنمین سے کوئی تماکو استعمال کرنیوالا نہ تھا اور جو سب سے نیچے درجہ مین پھسڈی شمار کئے گئے تھے وہ سب تماکو پینے والے تھے۔ غرضکہ یہ امر بہمہ وجوہ پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا اور اسمین کسی طالبعلم کو شک نہین ہے کہ ۲۰ سال کی عمر سے پہلے تماکو استعمال کرنا نہ صرف جسمانی بلکہ دماغی نشوونما کو ہارج ہوتا ہے۔ عام آدمی اکثر یہ عذر پیش کرتے ہین کہ بڑے بڑے عالی دماغ اور جادو رقم مصنف صبح سے شام تک تماکو سے ایک دم مفارقت نہین کرتے

لیکن اگر تحقیقات کیجائی تو ثابت ہوجائیگا کہ ۲ سال کی عمر سے پہلو انہون نے تماکو سے
دوستی نہ کی ہوگی اور اگر بڑی عمر مین بھی اس سے محترز رہتی تو اور بھی عمدہ کام کرسکتی تھی
(منقول از اخبار ہندوستانی لکھنؤ ۔ ۲ ستمبر ۱۸۹۶ء)

علاج

ہمنے مختصر مگر واضح طور پر صرف چند صفحون مین تماکو کے برے نتائج
کا ذکر کیا ہے اور ہماری دانست مین انصاف پسند اور غور کرنیوالون کے
آگاہ کرنیکے لئے اسیقدر کافی ہے ۔

ہم سبکو لازم ہی کہ سب سے پہلے غور کرین کہ آیا تماکو دراصل مضر شے ہی یا اس سے کچھ
فائدہ بھی ہوتا ہی اگر مضر ثابت ہو تو اس سے پرہیز کرنیکی کوشش کرنی چاہئے ۔
اسکے استعمال کا یکبارگی موقوف ہوجانا غیر ممکن ہی ۔ خاصکر جو لوگ عادی ہو گئے ہین وہ
توکبھی ایسی کوشش مین کامیاب نہ ہوسکین گے ۔ مگر آہستہ آہستہ کمی کیساتھ استعمال کرنیسے
چندروز مین البتہ اس سے دوری ہوجانی ممکن ہی ۔ مثلاً جسکو دن مین ۲۵ مرتبہ تماکو
پینے یا کھانیکی عادت ہے وہ پہلے روز صرف ۲۳ یا ۲۲ مرتبہ استعمال کرے ۔ دوسرے
روز ۲۰ یا ۱۸ ۔ اور علی ہذا القیاس ایسا کرنیسے چند ہی روز مین اس بلائے بد
سے بآسانی نجات ہوجائیگی ۔

سمجھ والے آدمیون کو چاہئے کہ اپنے یار ۔ آشنا ۔ یگانہ ۔ بیگانہ لوگون کو
وقتاً فوقتاً اسکے برے نتیجے دکھلا کر باز رکھین ۔ اس معاملہ مین سختی و ملامت
سے کام نہین نکلیگا بلکہ نرمی و ملائمت سے سمجھا بجھا کر محترز کرائین والدین

کا پہلا فرض یہہ ہے کہ وہ اوّل تو خود پرہیزگار ہین اور پھر اپنی اولاد کو اِسکے بُرے دُھوئین سے محفوظ رکھین۔ لڑکون مین جب یہہ چھوت لگجاتی ہی تو بہت بدتر انجام ہوتا ہے۔ جسمانی۔ دماغی اور بعد ازان روحانی ترقّی سب خاک مین ملجاتی ہی۔ اُنکو چاہئیے کہ ہمیشہ اِس بات کا لحاظ رکھین کہ اُنکی اولاد مین یہہ عارضہ نہ پھیلنے پائے۔ اگر خدا نخواستہ کہین صحبت بد نے اثر کیا ہو تو فوراً نصیحت اور جبر سے اُنکی اصلاح کرین۔

ٹمپرنس سوسائیٹیان جو اِسوقت ملک مین بکثرت قایم ہوگئی ہین تماکو کے روکنے کی فکر کرین۔ کیونکہ یہہ مردود ناقص چیز شراب۔ گانجہ اور بھنگ سے کسی حالت مین کم نہین ہے بلکہ اِسکی خرابی کا اثر بمقابلہ اُنکے نہایت دیرپا اور حد درجہ کا مضر ہے اور انسان کے گمراہ۔ عیاش اور شرابخوار بنانیکا یہہ پہلا زینہ ہے۔ اگر اسکی جڑ کاٹ دیجائے تو پھر مشکل سے انسان کی طبیعت منہیات کی طرف مائل ہوگی۔

اگر یہہ کوشش چند ہی روز جاری رہے تو اُمید ہے کہ تھوڑے ہی دِنون مین سارے ملک مین اِسکے استعمال کی کمی ہو جائے۔

فہرست چند کتب جو بار موجودہ مطبع ودیا درپن واقع لالہ کا بازار شہر [illegible]

ناول دلاویز۔ حسن وعشق کی کشمکش کا فوٹو
بے پردگی اور بیحجابی کے نقصانات کا البم قیمت ۱ر

وصال۔ حسن وعشق کی نیرنگیون اور راز و نیاز کی
پُرمزہ باتون کا ایک دلکش مرقع ۔ ۸ر

ہنگامہ محشر۔ خیالی نہین بلکہ سچے اور
اصلی واقعات کا پردرد فسانہ۔ ۱۰ر

نتیجہ محبت - ایک منتخب انگریزی
ناول کا اُردو ترجمہ۔ قیمت عہر

مادھوی کنکن مسٹر آر۔ سی دت
صاحب کمشنر بردوان کے ایک بنگالی
ناول کا اُردو ترجمہ نوجوان مہندر کی
بہادری اور ایک پاکدامن باعصمت
عورت کا تذکرہ - قیمت عہر

سفرنامہ برہما - برہما کی عجیب وغریب رسم
و رواج اور طریقون کا مفصل بیان ۴ر

آنما۔ تارا۔ رادھا۔ لیلا - چار بنگالی ناولون ۱۲
کے ترجمے۔ قیمت فی ناول ۳ر مگر رادھا کی
۴ر اور چارون ناولون کے یکجائی خریدارون
سے بنظر مزید رعایت صرف ۱۰ر

فارسی ناول کا اُردو ترجمہ۔ ایرانی وضع
کا نیا ناول قابل دید ہے۔ قیمت ۲ر

عظمت الہند یعنی رامائن بطرز ناول
ناول کے لباس مین رامائن کا قصہ ہے ۶ر

سفر پہاڑ۔ ملک نیپال کا سفرنامہ ۵ر

پرورش اطفال۔ بچون کے علاج مین
لاثانی کتاب "شش پالن" کا ترجمہ قیمت ۱۲ر

جوہر نباتات - فن باغبانی و نباتات کے
متعلق قابل دید کتاب ...... عہر

ایشیائی شاعری کی الوداع بیسوم پر رخصت ۸ر
ایشیائی شاعری کی رخصت اور اسکی پچھلی ٹھاٹھ ۴ر

المشتہر منصرم مطبع ودیا درپن شہر [illegible]

دلچسپ کتابیں

انگریزی

(۱) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۷ر (۲) بیربر و اکبر کے مذاق ۱۳ر

عربی

(۳) عربی پرایمر — ۲ر

اردو

(۴) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۳ر (۵) مہاراجہ چندرگپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی (۶) کیا مہاراجہ صاحبان اودے پور نوشیروان عادل کی پوتی کی اولاد ہیں ۱ر (۷) ستیارتھ پرکاش بدن ار (۸) بدھ دھرم کا علم اخلاق ار (۹) ہندو دھرم و بدھ مذہب کے درمیان مشابہت لفظی مطابقت و باہمی مناسبت ار (۱۰) انگلش سوسائٹی کے آداب ۲ر (۱۱) تمباکو استعمال کرنیکے نتیجے ۱ر (۱۲) نیرنگ نگاریں ایک ہی عبارت میں پانچ بحر میں پانچ قصے ۱ر

ہندی

(۱۳) سیواجی و اورنگزیب کی لڑکی کی شادی ۱ر (۱۴) اکبر و بیربر کا مذاق ۸ر (۱۵) تیرتھ مالا ۵ر (۱۶) دل لگی کی پڑیا پانچ حصے ۱ر (۱۷) چھند سبھا ناٹک ۲ر (۱۸) اکبر و بیربر کے کبت .... ۲ر (۱۹) بلبی مشتر کی سوانح عمری ۲ر (۲۰) ہاسیہ رس .... ۱ر (۲۱) انگریزوں سے ملنے ملانیکے قاعدے ۱۴ر

المشتہر سورج نراین اسٹگھ پورہ فانونگویان ڈاکخانہ گوپی گنج ضلع مرزاپور (یو پی) یہ کتابیں منصرم مطبع ودیا درپن شہر میرٹھ سے بھی مل سکتی ہیں

برای ریویو

ہندوؤں کے غیر قوموں کے ساتھ شادی کرنیکا سلسلہ نمبر ۱

دلچسپ تواریخی فسانہ و دلکش داستان

یعنی

سیواجی و روشن آرا دختر اورنگزیب کی شادی وغیرہ واقعات

کا حیرت انگیز بیان

ہم واردی بہشتی بستان | ہم ہوش دہ خرد پرستان

جناب پادری ہیوبرٹ کانٹر صاحب بہادر کی

مشہور تواریخ ہند سے اُردو زبان میں ترجمہ ہو کر

حسب الارشاد

جناب بابو سورج نراین سنگہ صاحب رئیس تعلقہ قانونگویان ضلع ہردوئی

باہتمام اخفر الناس بنارسی داس ضبط ایڈیٹر و منیجر اخبار آئینہ ہند و مہتمم مطبع

مطبع دیا ندیہ واقع شہر میرٹھ میں طبع ہو کر مقبول عام ہوا!

بار ثانی ۵۰۰ جلد ---------- قیمت فی جلد ۱۲ آنہ

ایضاً ۔۔۔ دسمبر ۱۹۰۷ء

ارپن پتر

بزرگوارم جناب بابو سیتارام صاحب ٹھیکہ دار و دیگر از بانیان آریہ سماج بریلی نمستے - گو آپ کے کل خیالات سے مجھے تمام و کمال اتفاق نہین ہے اور نہ ہو گا مگر آپ کی آزاد منشی - بلند خیالی - نوار بخ دانی اور ہر بات کی تہہ کو پہونچنا اس قسم کے اوصاف ہین جو بیاختہ ہر معقول پسند کے دل مین وقعت پیدا کرنیوالے ہین - مین خود آپ کی معقولیت کا معترف ہون اور ان باتون کو چہوڑ کر جن مین مجھے آپ کے ساتھ اختلاف ہے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مین آپ کی دل سے تعظیم کرتا ہون اور اسی خیال سے مین اس حقیر مختصر رسالہ کو آپ کے نام نامی سے تعظیماً معنون کرتا ہون - (ع) گر قبول افتد زہے عز و شرف -

شیو برت لال

بابِ ثانی

رسالہ ہذا کی ہر دلعزیزی کا اس سے بہتر ثبوت اور کیا پیش کیا جاسکتا ہی کہ اُردو ہندی کے اعلیٰ اخبارات نے اس کی تعریف مین کالم کے کالم سیاہ کیے - راجہ - مہاراجہ - اعلیٰ - ادنےٰ خاص وعام سب نے اُسکو اپنی قدردانی کا اعزاز بخشا - اُردو ایڈیشن کی قدردانی دیکھکر صاحبان وارہین اینڈ ینفیو سوداگران بریلی نے اُسکو ہندی اور انگریزی کا لباس پہنا کر شایع کیا جو برابر ہاتھون ہاتھ فروخت ہورہا ہی - اُردو مین تو یہہ حال ہوا کہ اِدھر پہلے ایڈیشن کی کاپیان چھپین اُدھر قدردانون کی یورش شروع ہوئی اور سب دم کے دم مین ہاتھون ہاتھ بک گئین - مجبوراً احباب کے اصرار و تاجرون کی استبداد سے اب اسکو دوبارہ طبع کیا گیا - اُمید ہے کہ اس مرتبہ بھی پبلک ضرور اپنی سرپرستی کی عزت بخشیگی -

خیال تھا کہ طبع ثانی مین اسکا طرز تبدیل کردیا جائے اور جہان کہین غلطیان واقع ہوئی ہین اُن کی اصلاح ہو - مگر افسوس کثرتِ کار مانع ہے - اتنا بھی تو وقت نہین ملا کہ ایک مرتبہ اچھی طرح نظر ثانی کیجائے - ناظرین اگر غلطی دیکھین تو معاف کرین -

بپوش گر بخطاے رسی وطعنہ مزن
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

بریلی روہیلکھنڈ } یکم اکتوبر ۱۸۹۹ع { شیوبرت لال
ایڈیٹر اخبار آریہ پتر و دبدبہ قیصری وغیرہ

مترجم کی اپنی خاص رائے

ناظرین با تمکین! اِن معدودے چند صفحات سے جو اس وقت بکمالِ ادب آپ کی خدمت والا مین نذر کئے جارہے ہین یہہ مطلق غرض نہین ہے کہ مہاراجہ سیواجی کی مکمل و بالتوضیح سوانح عمری قلمبند ہو۔ کتاب کی مختصر ضخامت خود اس بات کی صریحی دلیل ھے کہ اِن سے کسی طور پر اس قسم کی اُمید نہ کیجائے۔ اِس سے پہلے متعدد لایق جادو رقم تواریخ نویسون نے ہندوستان کے اس عجیب و غریب فرمانروا و مشہور جنرل کی واقعات لکھنے کی کوششین کی ہین اور اگر آپ تلاش فرمائین گے تو میری دانست مین صرف ہندوستانی ہی زبان مین ایسے رسالے بکثرت دستیاب ہو سکین گے جو سیواجی کی زندگی کے اچھی طرح ترتیب یافتہ و مکمل ریکارڈ کہے جا سکینگے اور اُن مین نہایت بسط و وضاحت کیساتھ مرہٹہ سردار کے حالات درج ہین۔

آپ سوال کرین گے کہ پھر مجھے اس چھوٹے رسالے کے تذکرنے اور خون لگاکر شہیدون مین داخل ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی جو خواہ مخواہ بلا ضرورت اسکو پبلک مین گشت کرانا مصلحت سمجھا گیا؟

سُنئے! مین اس دلچسپ سوال کا جواب اس طرح دون گا:—

یہہ چند صفحون کی کتاب سیواجی کی زندگی کے ایک اہم و ضروری واقعہ سے آپکو اطلاع دینی چاہتی ہے جسکو مؤرخین نے کسی نہ کسی وجہ سے فرو گذاشت کر دیا ہے

اس پمفلٹ کا منشاء اس واقعہ کی شہرت ہے اور وہ مرہٹہ سردار کی شادی سے
متعلق ہے - یہہ پمفلٹ آپکو بتلا دیگا کہ سردار نے کسطرح شاہنشاہ اورنگ زیب کی شہزادی
کے ساتھہ شادی کی - یہہ مختصر رسالہ آپ کو وہ دلچسپ لمحات سنائیگا جو اس عجیب
کارروائی سے منسوب ہین - یہہ چند صفحات آپ پر ظاہر کرین گے کہ اس شاہزادی
کی بیدار مغزی و عالی دماغی نے سیواجی کے پولیٹیکل اسکیم مین کہانتک کامیابی کی صورتین
پیدا کین اور پھر سیواجی کی خاص زندگی پر اسکا کیا اثر پڑا ؟

اب مین آپ کی اجازت سے پوچھنے کی جرأت کرتا ہون کہ آیا یہہ باتین بطور خود
آپکے جاننے کے قابل ہین یا نہین ؟ اور آیا اس طرح کا قصہ - اگر اس کو قصہ کہا جائے
آپ کی دلچسپی و تفریح کا باعث ہوگا یا نہین ؟ -

مین یقین کرتا ہون کہ اس کا جواب نفی کبھی نہ ہو سکیگا -

مجھے خود حیرت ہے کہ وقایع نگارون نے عام طور پر کیون اس واقعہ کو نظر انداز کیا ؟
اور سردار کی زندگی کے سلسلے مین کیون اس ضروری کڑی کے شامل کرنے سے
احتراز کیا ؟ - اسکا سبب صرف مسلمان مورخین کا تعصب کہا جا سکتا ہی اور وہ ضرور
قابل معافی بھی ہے - یہہ انسانی خاصہ ہے کہ اکثر بڑے بڑے آدمی بھی تعصب کی
رو سے کبھی کبھی انصاف کا خون کر دیتے ہین - اس طرح کا خیال کرنا کہ ان کو اس
کی طرف سے لاعلمی تھی فضول ہے - سیواجی تواریخی زمانے مین پیدا ہوا تھا - عقل
سلیم تسلیم نہین کر سکتی کہ یہہ واقعہ اس طرح پر لاعلمی کے پردے مین پوشیدہ رہے -

دو دانستہ پہلوتہی کرنے کے سبب بھی بآسانی سمجھ مین آسکتے ہین۔ اس قسم کی
شتہ داریان گو پہلے ہندو مُسلمانون کے درمیان ہوئی تہین اور اکبر اعظم نے مُغلیہ
دست کی مضبوطی کے خیال سے راجپوتون کے ساتھ نسبتی معاہدے کئے تھے مگر
سیواجی گو شریف النسب ضرور تھا۔ مگر ہم کو اس کے اقرار کرنے مین مُطلق پس وپیش
نہین ہے کہ وہ گمنام خاندان مین پیدا ہوا تھا۔ اُسکے بزرگوار بیجاپور وغیرہ
اسلامی ریاستون مین مناصب جمیلہ پر ضرور ممتاز تھے۔ مگر کوئی نہ تو کسی مُلک
کا فرمان روا تھا نہ کسی راجپوت حکمران کا رشتہ دار تہا۔ پھر اس واقعہ کے چھپانیکا
ایک سبب اور بھی ہے۔ شاہنشاہ اورنگزیب نے عام طور پر اعلان کردیا تھا کہ اُسکے
عہد کی تواریخ بالکل قلمبند نہو۔ اسکا نتیجہ قابل اطمینان ہوا۔ سوائے خفی خان کے
جو جزوی طور پر اُس وقت کے حالات ہماری اطلاع کی غرض سے چھوڑ گیا ہے باقی
اور کسی نے جُرأت نہین کی۔

مگر سیواجی غیر قوم مین سے تھا اگر مُسلمان مورخ نے اس واقعہ کے اظہار سے
پہلوتہی کی تو ہندؤن مین روایتاً اس کا موجود ہونا ضروری تھا اور اس مین شک
بھی نہین ہے کہ ہندو مرہٹون مین کسی نہ کسی پیرایہ مین بطور ٹریڈیشن آپ اسکو
ضرور پائینگے۔ پھر علاوہ ازین اُس وقت ایک دوسری شایستہ غیر قوم
اس ملک مین موجود تھی۔ اگرچہ مُسلمانون نے اسکا اظہار نہین کیا اور ہندؤن نے

۱ افسوس ہے ہندؤن نے تواریخ لکھنے کی کوشش کمتر کی۔

صرف بطور ٹریڈیشن اسکو محفوظ رکھا۔ کب ممکن تھا کہ یہہ قوم اپنی قدرتی جہان بین کے برخلاف خاموش رہتی۔ اور اس خیال سے پادری ہیوبرٹ کانٹر صاحب کی تواریخ اور اُن کی تحقیقات و تفتیش ضرور قابل قدر ہے۔

آپ اِن صفحات مین دیکھینگے کہ سیواجی دہلی کی قید سے اس نوجوان راجا شاہزادی کے طنبل سے نکل بھاگنے مین کامیاب ہوا تھا اور آپ خود بھی سکینگے کہ آیا اس تدبیر سے بھاگ نکلنے مین کامیابی ممکن ہوسکتی تہی یا نہین؟ اور آپ خود بہتر نتیجہ اخذ کرسکینگے۔

اس رسالہ کے پیشکش کرنیکی ایک یہہ غرض تہی جو ہمنے اوپر عرض کی۔ دوسرا مقصد یہہ ہے کہ قوم کے مختلف فرقون مین باہمی اتحاد اور اسکی نسبتون کی ضرورتون کو بھی دوسرے طور پر ظاہر کردیا جائے۔ ہمارے سلف کبھی تعصب کی زنجیر مسلسل مین آج کی طرح گرفتار نہین تھے اور اختلاف مذاہب کی وجہ سے اسقدر نفرت نہین کی جاتی تہی۔ اس بات کو آزادی کے ساتھ کہنا کہ شادی بیواہ کے معاملات مین قوم کے کل فرقے کہان تک غیر قومون سے میل جول رکھتے تھے آسان بات نہین ہے اور شاید ایسا کہنا بھی معمول سے زیادہ سمجھا جائیگا۔ مگر معزز راجپوت جو ہندو نیشن کا قدرتی سردار پیشوا ہے اس کٹرپنے سے ہمیشہ آزاد رہا۔ ہندو قوم کی ساری خوبیاں اس مین ہمیشہ موجود تہین۔ باقی اور لوگ اُس کی تقلید کا دم بھرتے رہے اسکے

کارنامے قومی تواریخ ہین ان کارنامون کو طالبعلمون کی نگاہ سے دیکھیے۔ تب
آپ سہولت و آسانی سے معلوم کرلین گے کہ ہمارے بزرگوار کہان تک شادی بیاہ
مین اور نیز ہر قسم کی سوشیل باتون مین آزادی کا برتاؤ کرتے تھے۔ سویمبرون مین
ہر دیش کے راجے مدعو کئے جاتے تھے۔ آریہ بنس کے لڑکے لڑکیان دونون کی
شادی راکششون تک کے گھرون مین ہوا کرتی تھی جو عجیب الخلقت نہین بلکہ ہماری
تمہاری طرح انسان تھے۔ صرف قومیت کے فرق اور بعض بعض ویدک اصول کی
پابندی نہ کرنے سے راکشش کہلاتے تھے۔ منو جو خود کشتری تھا اپنے دھرم شاستر
مین ہر قوم و ملت کی لڑکیون کو زوجیت مین لانیکی اجازت دیتا ہے۔ راماین اور
مہابھارت باواز بلند مثالین دکھلا کر کہہ رہی ہین کہ بیشتر غیر قومون کی شہزادیون
سے ہندو راجاؤن مہاراجاؤن کی شادیان ہوا کی ہین۔ نسبت مین کسی قوم
کا مذہب سدراہ نہین سمجھا جاتا تھا اور نہ لغزش کی جاتی تھی۔ مہاراجہ دسرتھ کی
چھوٹی مہارانی کیکئی پارس ولیس وکیانی خاندان کی شاہزادی تھی۔ پانڈو کا بیاہ
گندھاری سے ہوا تھا۔ ایک دو نہین اس قسم کی ہزارون نظیرین موجود ہین۔ یہہ
زمانہ سلف کی شہادتین اور مثالین ہین۔ مہابھارت کے بہت دن بعد جب
اکشواکو بنس کے دوسرے سرتاج اور نہ صرف ہند بلکہ کل دنیا کے فخر شاہزادہ گوتم بدھ
نے عین عنفوان شباب مین اپنا آبائی تخت۔ راج کاج چھوڑ کر دھرم کی سکشا شروع کی
سوسائیٹی کے مذموم رواجون و بدتر قاعدون کی اصلاح کی جانب دھیان دیا۔

یہ شادیاں عام ہوگئیں - ذات پات کا جھوٹا جھگڑا کچھ دنوں کے لئے رفع ہوگیا
مہاراجہ چندر گپت کی سکندر اعظم کی پوتی کے ساتھ شادی کرنا اُس وقت کے
ایسے صریحی واقعات ہیں سے ہے جو ہمارے خیال کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں *
اسلامی حملوں کے ابتدائی زمانہ میں بھی اگر زیادہ نہیں تو دو ایک نظیر یں
پیش کی جا سکتی ہیں اور اُن سے صاف ثابت ہے کہ اُس وقت تک اُن کے
ساتھ اس معاملہ میں کٹر پنے کا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا - باپا مہاراجہ چیتوڑ نے
جنہے چوبیس ۲۴ دفعہ مسلمانوں کو شکست فاش دی تھی اُسوقت کے مسلمان خلیفہ اور
حاکم وقت کی لڑکی سے شادی کی تھی -
میں سمجھتا ہوں اس معاملہ میں نفرت اُس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے
مسلمانوں کی جانب سے زیادتیاں ہونے لگیں اور اسکے دور کرنے کے لحاظ سے
یا ہندو مسلمانوں میں اتحاد وارتباط بڑھانیکی نیت سے شاہنشاہ اکبر اعظم نے
راجپوت سرداروں کے ساتھ نسبتی عہدنامے کئے اور اُن پر کہاں تک اور کیتک
اور کس نتیجہ کے ساتھ عملدرآمد ہوا ہم اسی سلسلہ کے دوسرے نمبروں میں وقتاً
فوقتاً بشرط فرصت ظاہر کرتے رہیں گے -
آریہ سماج نے فی زمانہ اس بیجا تعصب کی جڑ کاٹنے کی دوسری مگر غیر صحیح طریقہ
سے کوشش کی اور اُس کی خاطر خواہ کامیابی میں نقص پیدا ہونیکا اصلی

* بعض مورخین کا خیال ہے کہ مہارانا اودے پور نوشیروان عادل کی پوتی کی اولاد ہیں -

سبب یہہ غیر صحیح طریقہ ہے اور جبتک اُسکی جڑ کاٹنے کی معقول کوشش سچائی کے
ساتھ نہ کیجائیگی کسی حالت مین سماج کے اصول کی اشاعت اور سماج کی حالت کو
ترقی و عروج نصیب ہونا امر محال نظر آتا ہے - انسان کا فعل اُس کے قول کے بموجب
ہونا چاہیئے اور عمل علم کے مطابق - اخلاقی جرأت کی کمی کسی حالت مین قابلِ
معافی نہین - سچ کو بغل جھانکنے کی ضرورت نہین ہے - اگر ویدک اُصول کی
اشاعت دراصل مدِنظر ہے - اگر سچائی کی ذرا بھی محبت دِل مین باقی ہے - اگر آپ
زبانی جمع خرچ کرنیوالے فیلسوف نہین - بلکہ کام کرنے والے اور سچے پابندِ مذہب
ہین تو اپنے فعل کو قول کے موافق بناؤ - زیادہ بکواس مت کرو بلکہ کچھہ کر کے
بھی دِکھلاؤ - تمہارا برتاؤ - تمہارا سلوک سوسائیٹی مین واپس آمدہ بھائیون
کے ساتھہ پھر بھی قابلِ شکایت ہے - واچک گیان کے بحث و مباحثہ مین تم ضرور
حاتم ہو - مگر کام کے وقت اُن لوگون سے کہین بدتر جنکو ہمیشہ سخت سُست کہا
کرتے ہو - سماج کی ابتدائی منزل ختم ہولی - اب تمہارے قول نہین بلکہ فعل کی آزمایش
کیجائیگی - اگر اُس مین ثابت قدم ثابت ہوئے تو قابلِ تعریف ورنہ قابلِ نفرت
ہو جاؤگے - زمانہ کی نگاہ عرصہ سے تمہاری طرف بغور دیکھہ رہی ہے اور اب وہ
وقت دور نہین رہا ہے کہ تم کو بھی کبیر و نانک پنتھ کی طرح ایک فرقہ سمجھکر قطعی طور پر
سمجھہ لیا جاوے کہ یہہ بھی اُسی طرح کی جماعت ہی اور "دو دِن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ" کا منظر دکھلا کر ہندوازم کے عمیق شور کرنے والے سمندر مین غوطہ کھا کر

یا تو اُس سے ایک ہو رہیگا یا اُس مین غائب ہوکر مرضِ معطّل بنجاویگا۔ سو اپنے ہین
دالپس آمن بھائی خواہشمند ہین کہ اُن کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کیا جائے۔ یہہ
برتاؤ معمولی اور ظاہرداری کا نہ ہو بلکہ سچائی و خلوص کے ساتھ اور صرف پرائشچت
کردہ بھائیون ہی تک اپنی ہمدردی کا دائرہ کیون محدود رکھا جائے۔ بلکہ دنیا
کی کُل قومین ہماری بھائی بندھ ہین۔ اپنے اگیان و باطل پرستی کی وجہ سے
وہ آپ کی نفرت نہین بلکہ محبت کے مستحق ہین۔ سب سے میل کرو۔ سبکو سچے
طریقے ویدک دھرم کے عالمگیر اصول کی دعوت دو۔ یہہ تمھارے خیالات کی
اشاعت کا اصلی۔ اعلیٰ اور بہتر ذریعہ ہوگا۔ ورنہ چند روز مین مجبوراً سُننا پڑے گا
کہ جس فلاح و صلاح کے چشمۂ فیض کو سری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج نے
کوشش سے جاری کیا تھا وہ سماج کی غلطی۔ غلط فہمی اور باطل پسندی سے بند ہوگیا۔
ساکھیہ مُنی گوتم بُدھ نے سچ کہا ہے کہ:۔
"درخت اپنے پھل اور آدمی اپنے کام سے پہچانا جاتا ہے۔ سچائی کی ہمیشہ
فتح ہوتی ہے۔ اسی کو اپنا حامی بناؤ اور سن بچن کرم سے سچ بنو۔ اِسی مین تمھاری
بہتری۔ تمھاری قوم و مُلک کی بہتری اور سارے عالم کی بہتری ہے۔"
اوم۔ شانتہ۔ شانتہ۔ شانتہ
پورہ قانونگو یان ضلع مرزاپور ——— : ——— ش

سیواجی و شہزادی روشن آرا

باب اوّل

चौपाई

कहँ कुंभज कहँ सिंधु अपारा॥ सोख्यो सुजस सकल संसारा
रबि मंडल देखत लघु लागा॥ उदय तासु त्रिभुवन तम भागा

दोहा

मंत्र परम लघु जासु बस बिधि हरि हर सुर सर्ब
महामत्त गजराज कहँ बस किये अंकुश खर्ब

سوارون کا ایک رسالہ مغربی گھاٹ کے کسی عمیق وادی کی راہ سے جو پہاڑ کے اُس
سلسلے مین بکثرت ہین گذر رہا تھا - قریب قریب شام ہوگئی تھی اور اونچے پہاڑون
کی دیوار کی وجہ سے جو غروب ہوتے ہوئے سورج کی روشنی کو وادی مین آنے سے
روکتی تھی زیادہ اندھیرا چھا گیا تھا - مسافرون نے اپنی منزل طے کرنیکے لئے
شام کا وقت بہتر تجویز کر رکھا تھا - کیونکہ اس وقت سورج کی جھلسانیوالی دھوپ
سے بچاؤ رہتا ہے - دن کے وقت پہاڑی جگہون مین سورج کی گرمی ایسی تیز
ہوجاتی ہے اور پاؤن تلے کی زمین ایسی تپنے لگتی ہے کہ آدمی کسی طرح برداشت نہین

رسکتا۔ رات بڑی سُہاؤنی تھی - وادی جس مین سے یہہ جماعت گُذر رہی تھی
بہت گہری تھی - دونون طرف پہاڑ کی اونچی اونچی دیوارین کہڑی تھین جو اوپر
جاکر گادُم ہو گئین تھین اور مخروطی نل کی طرح نظر آتی تھین - آسمان خوب روشن
تھا اور راستہ بھر چمکیلے ستارون سے مُرصّع ہو رہا تھا کہ اُن کی روشنی پہاڑ کی
تمام وسعت کو روشن کر رہی تھی - مگر اُس نشیب مین ارد گرد کی پہاڑیون کے سایہ
کی وجہ سے اس روشنی کا گُذر محال تھا -

اس جماعت کے قلب مین چار مضبوط ہندو اپنے کندھون پر ایک پالکی لئے
ہوئے جا رہے تھے - اُسکے چارون طرف ریشمی پردہ لٹک رہا تھا جسکے سبب سے
پالکی کے اندر کا آدمی نظر نہین آتا تھا - زمین کے ناہموار اور راہ کے خراب ہونیکی
وجہ سے پالکی بردار دہقانی راگ گاتے ہوئے آہستہ آہستہ جا رہے تھے - اُن کے
پیچھے پالکی کی حفاظت کیواسطے ڈیڑھ سو سپاہیون کا گارد مُقرر تھا جو باسانی
منزل طے کرنیکی غرض سے گپ شپ کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے -

آخرکار وے ایسے تاریک اور اندھیرے درے مین آئے جو دو بڑی چٹانون کے
درمیان واقع تھا - یہہ جگہ ایسی تنگ تھی کہ پالکی مُشکل سے جا سکتی تھی اور دو آدمی
ایک ساتھ پہلو بہ پہلو نہین داخل ہو سکتے تھے - حمّال اس تنگ و تاریک گھاٹی
سے بمشکل تمام نکلنے پائے تھے کہ چند مُسلّح سوارون نے مُقابل کی سمت سے آکر اُن کا
راستہ روک دیا - قریب تھا کہ وے اپنا بوجھہ پھینک کر بھاگ جائین مگر اِس

دشوار گذار راہ سے بھاگ نکلنا سہل کام نہین تھا۔ ناچار بزدل کہارون نے
پالکی اُٹھائے زمین پر جُھک کر مُسلّح مسافرون سے امان مانگی۔

پالکی کہارون کے کندھون پر سے اُتار لیگئی اور اُنکو حکم دیا گیا کہ "اپنی جان
لیکر بھاگ جائین اور پھر اس طرف کبھی مُنہہ نہ کرین ورنہ سخت سزا یاب ہونگے"
مگر بھاگ کر جان سلامت لیجانا دل لگی نہ تھا۔ کیونکہ گارد کا رسالہ جو پیچھے آرہا
تھا تھوڑی دیر کے بعد وہان پہونچگیا اور بہت آدمی اُس درے کے قریب
بھی آگئے تھے۔ جب گارد کے سپاہیون نے اس واقعہ سے خبر پائی اُن کا ہوش
کافور ہو گیا۔ چہرے کا رنگ فق (ع) کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔ آخر کار
یہہ ارادہ کیا کہ کسی طرح چلکر پالکی دُشمنون کے ہاتہہ سے چھین لینی چاہئے۔ مگر
جیون ہی اس جماعت کی پیشوا نے آگے قدم رکھنے کی جُرأت کی تھی کہ کسی شخص نے
بھالے سے اُسپر حملہ کیا اور کہا کہ "خبردار! آگے قدم مت رکھنا ورنہ جان سے
ہاتھ دھوؤگے۔ ہمارے پاس آدمیون کی کافی تعداد ہے اور ہم تمکو جنگلی جانورون
کی موت مار ڈالنے کے لیئے کافی ہین۔ تھوڑی دیر اسی جگہ کھڑے رہو پھر
کوئی تمہارا سدِّ راہ نہ ہوگا" آواز کے لہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اِس آدمی کو
ہمیشہ "حکم" دینے سے کام رہا ہے۔

گارد نے پوچھا "پالکی کہان ہے"؟

آواز آئی " ایسی جگہ جہان پالکی سوار کی مُناسب طور سے خاطرداری اور دلجوئی

کیجاویگی"۔ "ہم بخوبی جانتے ہین کہ کون شخص ہمارے ہاتھ لگا ہے۔ اُسکو ان پہاڑون کے ناہموار وادی اور سفر کی تکان کے سبب سے آرام کی ضرورت ہے اور ہم اُسکو اپنی مہمانداری و مہمان نوازی کا نمونہ دکھائینگے"۔

گارد۔ اس خاطر تواضع کے لیئے اُس کو کس شخص کا شکر یہ ادا کرنا چاہیئے۔؟

جواب۔ سیواجی مرہٹہ کا۔ شاہزادی روشن آرا اُسکے پاس محفوظ رہیگی۔ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ تیری لڑکی ایسے شخص کے ہاتھ آگئی ہے جسکو تو حقارت سے "پہاڑون کا ڈاکو" کہتا ہے۔ اگر سیواجی زندہ رہا تو عجب نہین کسی دن دہلی کے تخت کے واسطے تیرے مقابلہ کو آوے اور اس خیال سے مرہٹہ سردار کے ساتھ اس قسم کی رشتہ داری تیری بیعزتی کی باعث نہ ہوگی۔

تھوڑے عرصہ کے بعد حملہ آور جماعت مع پالکی نظر سے اوجھل ہوگئی اور سب لوگ پہاڑ کے محفوظ درون مین جا چھپے۔ یہہ لوگ بھی یکے بعد دیگرے وہان سے رفوچکر ہوگئے اور اورنگ زیب کے آدمیون کو حیرت مین چھوڑ گئے کہ جس طرح مناسب سمجھین اپنی جان بچانے کی فکر کرین۔ گارد کے سپاہیون کو شاہزادی کے قید ہو جانے سے نہایت رنج ہوا۔ غیظ کی حالت مین چار حوالون کو اُسی وقت تہ تیغ کیا اور یہہ تجویز سوچی کہ بادشاہ سے چلکر کہین گے کہ "نمکحرام کہارون نے جان بوجھکر شاہزادی کو سیواجی کے ہاتھ مین پھنسا دیا"۔ اورنگ زیب کی سخت مزاجی کا حال تمام لوگون پر ظاہر تھا اور گارد کے سپاہیون کو یقین کامل

تھا کہ بادشاہ اس واقعہ جانکاہ کا حال سُنکر اُن سے بہت بُری طرح سے پیش
آویگا۔ بادشاہ موقع یا اتّفاق کا کبھی لحاظ ہی نہین کرتا تھا۔ جب کبھی کوئی بات
مزاج کے برخلاف ہو جاتی فوراً سخت سزا دیتا۔ عام ظالمون کی طرح اُس مین
مُروت یا رحم نام کو بھی نہین چھو گیا تھا۔ مگر ہان کبھی کبھی خاص غرض پوری کرنے
کی نیت سے البتہ نمائشی طور پر رحم کے کام کر دیا کرتا تھا۔

بادشاہ کے پاس جاتے ہوئے سپاہیون کی روح کانپتی تھی۔ وہ اس وقت
تدورا مین تھا اور رات دن شاہزادی کی آمد کا انتظار کرتا تھا۔ روشن آرا نے
اسی سبب سے دکھن سے کوچ کر دیا تھا۔ مگر مغرلی گھاٹ سے گذرتے ہوئے جری
اور بہادر مرہٹون کے ہاتھ گرفتار ہو گئی جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

مرہٹے شاہزادی کی پالکی اُٹھائے ہوئے پہاڑ کے پیچیدہ راستون مین
سے گذرتے ہوئے کئی گھنٹون کے بعد ایک پہاڑی قلعہ کے سامنے آکر ٹھہر گئے۔
تاریکی دور نہین ہوئی تھی مگر پابند سلسلہ کی زیرین عمیق گھاٹی سے نکلنے پر یہہ
اندھیرا کچھہ کم ضرور ہو گیا تھا۔ نزدیک کی چیزین آسانی سے دکھائی دیتی تھین
اور مُسافرون کو اپنی راہ دیکھنے مین دقّت نہین پڑتی تھی۔ شاہزادی کو تعظیم
کے ساتھہ پالکی سے اُتار کر جھاپان مین سوار کیا جو پہاڑی کھجور کی رسّیون سے
بنا تھا اور آہستگی قلعہ مین لیجا کر اُتار دیا۔ قلعہ کا دروازہ نشیب کی طرف تھا
اور راہ نہایت تنگ تھی۔ اس دروازے سے آگے تھوڑی دور چلکر پھر زینے

کے سہارے سے قلعہ مین داخل ہونا پڑتا تھا جسکی حفاظت کے لئے صرف ساٹھ سپاہی تعینات تھے۔

روشن آرا کو ایک چھوٹے مگر ہوادار کمرے مین جگہ دی گئی اور دو عورتین جو شاہزادی کے ساتھ گرفتار ہوآئی تھین خدمت کیلئے مقرر کی گئین۔ شاہزادی کی عمر صرف سترہ برس کی تھی اور گو ہم اُسکو بہت حسین نہین کہہ سکتے مگر صورت شکل دیکھنے مین بھلی اور خوشنما معلوم ہوتی تھی۔ جسم سڈول بنا تھا۔ بشاشت سے تندرستی اور تیزی برستی تھی۔ بادشاہ اس لڑکی کو دل سے پیار کرتا تھا اور اسوجہ سے شاہزادی کو پورا اطمینان تھا کہ اورنگ زیب فوراً آکر چھڑا لیجائیگا اور اس عارضی قید سے رہائی دینے کی کوشش کریگا اور اُسکے لئے جنگی مہم مین کامیابی حاصل کرنا آسان کام تھا۔ شاہزادی کو مطلق خبر نہین تھی کہ کس شخص نے اُسے گرفتار کر رکھا ہے۔ گمان ہوتا تھا کہ یہہ کام کسی پہاڑی ڈاکو کا ہے اور روپیہ کے لالچ سے وہ قید کرلی گئی ہے اور کسی طرح بادشاہ سے وصول نہین ہوسکتا تھا مگر وہ ایک نہ ایک روز آکر تلوار کے زور سے ضرور چھڑا لیجائیگا۔

دو ایک روز تک لونڈیون کے سوا کسی فرد بشر کی صورت نہین دکھائی دی مگر چونکہ حرم سرا مین اکیلے رہنے کی عادی ہوچکی تھی اُسجگہ کی بھی تنہائی گران اور تکلیف دہ نہین معلوم ہوئی۔ اُس کی ایک لونڈی قصہ کہانی کہنے مین بہت ہوشیار تھی اور ہندو تواریخ کے عجیب و غریب قصے جو راما ین دمہابھارت

مین بکثرت موجود ہین اُسکو خوب یاد تھے - جب کبھی طبیعت اُکتاتی ایسے قصے کہانی
سُناکر دل بہلایا کرتی تہی - کچھہ دن اس طرح کٹ گئے - مگر پھر شاہزادی کا اضطراب
بڑہنے لگا - وہ اکثر دریافت کرتی کہ "مین کیون گرفتار کی گئی ہون اور کس نے
مجھے گرفتار کیا ہے ؟" مگر کسی شخص سے ان دلچسپ سوالون کا جواب نہین ملتا
تھا - ایک شکیل کم سن لڑکی روز قیدیون کے لئے کھانا لایا کرتی تہی جس مین انواع
و اقسام کی لذیذ اغذیہ و خوشگوار شراب رہا کرتی تہی - مگر اس لڑکی کو ان سوالون
کے جواب مین لب تک ہلانیکی قسم تہی - اُس کی خاموشی نے اور بہی شاہزادی
کے اضطراب و بداطمینانی کو مشتعل کر رکھا تھا -
روشن آرا کے آنے کے چار دن بعد ایک روز قلعہ مین بڑی تیاریان ہونے
لگین جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی خاص شخص کی آمد ہے - مگر وہ کم عمر عورت
اتنا بھی پتا نہین دے سکتی تہی کہ یہہ تیاریان کیون ہو رہی ہین - اُسکے مُنہہ
پر خاموشی کی مُہر اس طرح دی گئی ہتی کہ روپیہ اور جواہر کے لالچ دینے پر بہی وہ لب
کو جنبش نہین دیتی تہی - ناچار صبر کے سوا کوئی چارہ نہین تھا اور ایسے موقعون
پر خاصکر انسان کا کوئی بس نہین چلتا ہے - شاہزادی اُسدن نہایت بےصبر
و مُضطرب ہو گئی - کھانا پینا تک بالکل بھول گئی اور مزاج مین ایک طرح کی
چڑچڑاہٹ آگئی - قصہ کہانی جن سے پہلے بہت دلبستگی رہتی تہی اب بُرے
لگنے لگے - آنکھین آنسو سے ڈبڈبائی ہوئی تہین اور قید کی سختیون سے زیادہ

یہہ خیال ستانے لگا کہ " ابتک کسی نے بھی خبر نہین لی"۔ وہ اسی خیال مین بیٹھی تھی کہ یکایک اُسکے کمرے کا دروازہ کُھلا اور ایک نوجوان مرد جو درصل اُس کا گرفتار کنندہ تھا آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ یہ شخص کوتاہ قد تھا مگر جسم نہایت مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ ظاہرا بیس برس سے زیادہ کی عُمر نہین تھی۔ مُنہہ گول اور آنکھین عجب طرح پر چمکتی تھین۔ کیا مجال کہ کوئی سامنے آجا دے، اور وہ اُسکے دل مین گھسکر ہنشار دلی نہ جان لین۔ اِس کے سوا ایک طرح کی تیزی سختی اور بیقراری بھی ظاہر ہوتی تھی اور تمام صورت سے چُلبلاپن برستا تھا۔ پیشانی اونچی۔ چوڑی اور آئینہ کی طرح شفاف۔ سخت مضبوط مونچھون کے سوا کہین بال کا نام نہین اور ان سے اُس کے مشرقی حُسن کی رونق دوبالا ہو گئی تھی گردن کندھے تک کُھلی ہوئی۔ کسیقدر کوتاہ اور موٹی تھی۔ چوڑے سینہ سے طاقت وقوت کا پورا اظہار ہوتا تھا۔ پیر گھٹنون سے نیچے تک کُھلے ہوئے۔ مگر ایسے سڈول بنے تھے گویا سانچے مین ڈھلے ہوئے ہین اور خوبصورتی و مضبوطی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔

اس مرد نے آتے ہی جُھک کر سلام کیا۔ پھر ہاتھ باندھکر مودبانہ شاہزادی کے روبرو کھڑا ہو گیا۔ شاہزادی نے اس اجنبی کو سر سے پیر تک بغور دیکھا۔ اُسکا اس طرح بیدھڑک چلا آنا ناگوار خاطر نہین ہوا۔ بلکہ برعکس اس کے طبیعت کو ایک قسم کی خوشی حاصل ہوئی جو اُسکے چہرے اور آنکھون سے ظاہر ہو رہی تھی۔ روشن آرا نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ یہہ کُچھہ بات چیت کرے مگر اُس کی اور ہی کیفیت ہو رہی تھی۔ صُمٌ بُکمٌ ہو کر شاہزادی

کی دلکش و دلفریب صورت پر ٹکٹکی باندھے ہوئے منتظر حکم کھڑا تھا۔ مگر مسکراہٹ اور لبون کی جنبش سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکو ہر صورت سے شاہزادی کی خاطر منظور تھی۔

آخر کار شہزادی خود شیرین کلامی سے اُسکی طرف مُخاطب ہوئی

"وہ کون شخص ہے میرے ساتھ اس مدارات و مہمانداری سے پیش آتا ہے جسکو مجھے بجبر منظور کرنا پڑتا ہے"؟

جواب۔ "سیواجی مرہٹون کا سردار"۔

شہزادی۔ لیکن اورنگ زیب کی دُختر سفر کی حالت مین کیون گرفتار کر کے زبردستی مین قید کی گئی؟

مرہٹہ سردار۔ کیونکہ مرہٹہ سردار کی نیت ہے کہ بادشاہ کے ساتھ دوسرا اور بہتر تعلق پیدا کرے اور لڑکی کو باپ کی قُربت و قرابت کا ذریعہ بنا دے۔

شاہزادی۔ مگر شاہزادی روشن آرا ایسی گئی گذری نہین ہے کہ پہاڑی ڈاکو کی جورو ہو کر رہے۔

مرہٹہ سردار۔ یہ آپ کی صریح غلطی ہے۔ سُنئے مین ان سُنسان پہاڑون مین بادشاہ ہون اور تمام بادشاہون کی حیثیت ایک سی ہے۔ سیواجی کا نام قومون کے سردارون مین مشہور ہوگا اور مجھکو لوگ بانی سلطنت کہکر یاد کرین گے۔ آپ میرے اختیار مین ہین۔ مگر مین اُس اختیار کا بُرا استعمال نہ کرون گا۔ بلکہ میری یہ کوشش ہوگی کہ آہستہ آہستہ آپ کو اپنے اوپر مہربان کرلون اور یقین کیجئے کوئی

عورت اس دنیا مین سیواجی کی بیوی ہونے سے حقیر اور بے آبرو کہلائیگی - جو کچھہ
آپ کا حکم ہو بلا تکلف فرمائیے - اُس کی تعمیل ہوگی - صرف آپ کو اس قلعہ سے باہر
جانیکی البتہ اجازت نہین ہے - چند روز مین آپ پر میرا حال روشن ہو جائیگا
تب آپ بآسانی سمجھہ جائینگی کہ مین درحقیقت شریف ہون یا ڈاکو - ہم دونون
روز برابر ملتے رہینگے - اسوقت آپ سے رخصت ہوتا ہون -
مودبانہ سلام کرکے مسکراتے ہوئے سیواجی اُس کمرے سے باہر چلا گیا -

باب دوم

चौपाई

अनुज बधू भगिनि सुत नारी ❖ सुनु शठ यह कन्या सम चारी ॥
इनहिं कुदृष्टि बिलोकै जोई ❖ ताहि बधे कछु पाप न होई ॥

ہندوستان مین مرہٹون کی قوت کا دفعتاً عروج پر پہونچنا اُن عجیب وغریب
انقلابات کی نظیر ہے جو سلطنت شخصی کے جور و ستم و پولیٹکل واقعات کے سلسلہ
مین اکثر واقع ہوا کرتے ہین - خاندان تیموریہ کی حکومت اورنگ زیب کے مدبرانہ
و جابرانہ انتظام کے سبب سے قریب قریب تمام ہندوستان مین پہیل گئی تہی -
ہند کے تمام زرخیز و آباد صوبجات اس سخت مزاج و ظلم پسند بادشاہ کے ہاتھہ مین
آ گئے تھے اور گو اُن ملکون کا انتظام نہایت ہوشیاری سے کیا جاتا تھا مگر اُسکا

طرز حکومت خود مختارانہ اور سختی کے ساتھ تھا۔ دکن کے اُن وسیع ملکون مین جو مغربی و شرقی گھاٹ کی دشوار گذار سلسلون سے قدرتی طور پر محفوظ ہین اور جس جگہ جنگ ناآزمودہ فوج کوئی بھی کار نمایان نہین کر سکتی ایک جفاکش اور مضبوط قوم آباد تھی اور اُس قوم کو اورنگ زیب کی اطاعت مین رہنا شاق گذرتا تہا۔ دارالخلافت سے دوری پہاڑون کے سلسلہ کا جا بجا موقع سے واقع ہونا اور پھر دلیر حوصلہ مند سردار کی عاقلانہ ہدایت حملہ آور فوج کی یورش اور چڑھائی سے بچنے کے لیے یقینی سامان و کافی ذریعے سمجھے جاتے تھے۔ علاوہ اسکے مسلمانون کو باہمی لڑائی جھگڑون سے کب فرصت ملتی تھی اور تخت کیلئے علی الخصوص وقتاً فوقتاً تنازعہ۔ جدل و قتل ہوا کرتے تھے۔ ایسی حالت مین کسی جری و ہوشیار سردار کو تختگاہ سے دور۔ تھوڑی سی فوج اکٹھا کر لینا اور خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالنا کوئی مشکل کام نہین تھا اور ایسے موقعے ہمیشہ بکثرت ہوا کرتے تھے۔ سیواجی ایک موقع مین سردار تہا جسنے کامیابی کے ساتھہ مرہٹون کی بادشاہت کی بنا ڈالی۔ یہہ بہادر شخص پونا مین ۱۶۲۷ء مین پیدا ہوا تھا۔ پونا اُسوقت صرف ایک معمولی گانو تھا مگر بعد کو مرہٹون کی راجدھانی ہو گیا۔ سیواجی شریف النسب تھا اور ظاہرا بچپن مین اُسکو سپہ گری کی اعلےٰ تعلیم دینے مین زیادہ محنت کی گئی ہوگی۔ پڑھنے لکھنے سے اُسکو سخت نفرت تھی مگر ہتھیارون کے استعمال اور جنگ کے متعلق فن سیکھنے کا قدرتی شوق تھا۔ آداب جنگ اور ہتھیار چلانیکا ہنر سیکھکر لڑکپن ہی سے جفاکشی و محنت کے کام کرنے شروع

کردیئے تھے اور اُس وقت کے نامی بہادرون مین مشہور ہوگیا تھا۔ ۱۸ برس کی عمر سے
پہلے اپنے وطن کے باشندون کا مختصر گروہ ساتھ لیکر ڈاکہ مارنے لگا اور رفتہ رفتہ
آس پاس کے شہزادے جن کی عملداری مین اکثر لوٹ مار ہوتی تھی اُسکے نام سے
ڈرنے لگے۔ پہلے گنے چنے دس بیس بدچلن اوباش اُس کی اطاعت مین تھے۔ مگر
پھر تھوڑے دنون مین ایک چھوٹے جری سپاہیون کا جتھا اُسکو پیشوا ماننے لگا
متعدد قلعے اور شہر ہاتھ لگ گئے اور آخرکار مرہٹہ سردار پچاس ہزار پیادہ اور سات
ہزار سوارون کی فوج کا افسر اور ایک وسیع ریاست کا مالک بن گیا۔

مرہٹون کے اس عروج اور اُن کی طاقت کو ایسی تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھکر
اورنگ زیب کی حسد و خوف کی آگ بھڑک اٹھی۔ بادشاہ اُس وقت دہلی کی تختگاہ
کو ہر قسم کے صدمات سے محفوظ سمجھکر اپنے فتوحات بڑھانے اور نئے نئے ملک فتح
کرنیکا مصمم ارادہ کر رہا تھا۔ مگر اب ڈر گیا کہ مبادا مرہٹے کہین آگے نہ بڑھ آئین اس
خوف سے اپنے تجربہ کار و شجاع افسرون کے زیر کمان بڑی بڑی فوجین روانہ کین
کہ مرہٹون کے رسوخ کو بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ دین۔ مگر سیواجی اپنی دور اندیشی اور
تدبیرون سے ہمیشہ مغلون پر غالب رہا اور اُنکی کوششون کو شکست پر شکست دیتا گیا

لاچار بادشاہ کو اس عجیب آدمی کی قوت کے پامال کرنیکی نیت سے خود دارالخلافت
سے کوچ کرنا اور شہر تدور کے متصل خیمہ کش ہونا پڑا۔ اس خاص مقام پر [illegible]
سرکش فرقون کی بغاوت سے کل ضلع کے امن و امان مین خلل واقع ہو رہا تھا اور

بادشاہ دلی سے آکر ہمہ تن اُن کے سزا دینے میں مصروف تہا۔ شاہزادی روشن آرا اسی وقت دکن سے جاتی ہوئی سیواجی کے ہاتہہ پڑ گئی تہی۔ پہاڑیوں کی وادیاں ایسی دُشوار گذار نہیں اور پیچ پیچ میں ایسے لمبے چوڑے گہنے جنگل آن پڑے ہیں کہ شاہی فوج کے لئے وہاں جانا امر محال تہا اور اسی سبب سے دلاور مرہٹوں کو اورنگ زیب کے حملہ کا مُطلق خوف نہیں تہا۔ جب کبھی موقع ہاتہہ آتا پہاڑوں سے سیلاب کی طرح اُونر کر اور شاہی فوج کو شکستِ فاش دیکر پہر اپنے کوہستانی قلعوں میں واپس جاتے۔ اور وہاں اُن کا تعاقب کرنا غیر مُمکن تہا۔

وہ قلعہ جس میں شہزادی روشن آرا گرفتار تہی پہاڑ کی چوٹی پر ایسے موقع سے واقع تہا جہاں ناواقف شخص کبھی نہیں جا سکتا تہا۔ قلعہ میں جانیکی ایک تنگ و تاریک راہ تہی جو بیشتر چٹان کہود کر بنائی گئی تہی اور جس میں دو آدمی ایک ساتہہ ہو کر نہیں چل سکتے تہے۔ راہ ڈھلوان تہی۔ کہیں کہیں بڑے بڑے چٹان اوپر لٹکے ہوئے تھے۔ صرف دو چار ہوشیار و دلیر آدمی قلعہ میں رہ کر بڑی سے بڑی فوج کا مُقابلہ کر سکتے تھے۔ علاوہ اس کے مُلک کے اُس حصہ میں آبادی بہت کم تہی اور راہ کی خرابی اور دقتوں کے خیال سے مُسافروں کو اُدہر جانیکی ہمت نہیں پڑتی تہی اور کسیکو اس مقام کے وجود کا وہم و گمان تک نہیں تہا۔ سوا سیواجی کے ساتہیوں کے اور کسی شخص کو اس ملجا و علی الخصوص قلعہ کی موجودگی سے مُطلق واقفیت نہ تہی اور یہی سبب تہا کہ مرہٹے دُشمنوں کے گزند اور حملہ آور فوج کی چڑھائی سے بالکل بیفکر و بیخوف

ہو رہے تھے -

شہزادی کی طبیعت کی گھبراہٹ روز بروز کم ہوتی گئی - قید کی سختیاں آسان
معلوم ہونے لگیں - اُس کی تمام خواہشیں پوری کی جاتی تھیں اور ہر طرح سے دلجوئی
ہوتی تھی - رفتہ رفتہ اُسکی ایسی حالت ہو گئی کہ قید سے نکلنے کی ساری خواہشیں و تمنائیں
آپ ہی آپ دور ہو گئیں - کیونکہ بمقابلہ حرم سرا کے یہاں زیادہ آزادی حاصل تھی -
مرہٹے کے آزادانہ برتاؤ اور قدرتی حُسن نے دل میں اثر پیدا کر لیا - وہ بلاناغہ روز شاہزادی
سے آکر ملتا تھا اور اُسکا آنا شاہزادی کی تفریح و دلبستگی اور خوشی ہی کا باعث نہیں
تھا بلکہ ذرا سی دیر ہو جانے میں طبیعت کو انواع فکر و تردد کا سامنا ہو جاتا تھا -
شاہزادی کم سن تھی - سیواجی حسین و شجاع تھا اور مشرقی عورتوں کی نگاہ
میں حسن و شجاعت سے زیادہ کسی چیز کی وقعت نہیں ہوتی - اُسکو چند ہی روز میں
معلوم ہونے لگا کہ مرغ دل بے طرح صیاد کے دام میں پھنسا جاتا ہے اور مرہٹی کی
لیاقت و محبت کا اثر دل میں پیدا ہو رہا ہے -
وقتاً فوقتاً وہ اپنی لونڈیوں سے سیواجی کی خوبیوں کا ذکر کرتی اور یہہ بھی ہمیشہ
اُس کی قابلیت کی تعریفیں کیا کرتی تھیں - آخر کار تمام اہل قلعہ میں یہ بات مشہور
ہو گئی کہ اُن کے سردار کی محبت نے شہزادی کے دل میں جگہ کر لی ہے -
اتفاقیہ کسی دن سیواجی کے کسی افسر کی نگاہ روشن آرا پر پڑ گئی جو مرہٹہ سردار
کا معتمد علیہ تھا اور جسکی دلیری و جوانمردی پر حد درجہ کا اعتبار کیا جاتا تھا - ایک روز

سیواجی کی غیر حاضری مین میدان خالی پاکر اُس شخص نے شاہزادی کے پاس آکر اپنے تعشق کا اظہار
کیا۔ یہہ بات روشن آرا کو سخت ناگوار گذری۔ آگ بگولا بن گئی اور جب غصہ سے
ناخوشی ظاہر کرنے لگی۔ سردار کا خون جوش مین آگیا اور مروّت و انسانیت سے
گذر کر غلبہ کے جوش مین سختی کرنا چاہا۔ مگر خوش قسمتی سے ایک سپاہی نے آکر اُس کے
دامن عصمت کو اس کمبخت کے ہاتھ سے بچایا اور سیواجی کے لوٹنے پر سارا حال سو بمو کہہ سنایا
مرہٹے نے کچھ جواب نہین دیا اور سیدھا روشن آرا کے کمرے مین چلا گیا اور اسکی زبان
سے سارا حال سُنکر اور سپاہی کے سامنے مجرم سردار کو بُلا کر یون مُتکلم ہوا۔
"تمنے ایک جنگجو سپاہی کی ناموس برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہتھیار ہمارے
ہاتھ مین اس لئے نہین دئے گئے کہ ہم کمزور معصومون کی بے عزتی کرین بلکہ اس لئے
کہ غریب اور ستم رسیدون کی حفاظت ہو۔ اب کہو تم ایسے نامناسب و بیجا کام کے
کیون مرتکب ہوئے۔ جس عورت کی تمنے بیحرمتی کی ہے مین اس وقت اُسکا حامی بنکر
کھڑا ہون۔ تم بہادر ہو اور اپنے کو سچا جانتے ہو۔ دیوار قلعہ کے اندر چلو اور میرے
ساتھ زور آزمائی کرو۔ ہتھیار اُٹھاؤ تاکہ کسی طرح اس معاملہ کا فوراً فیصلہ ہو جائے۔
سیواجی نے اپنی تلوار اُٹھالی اور دونون لڑاکے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ حریف
زیادہ قد آور تھا۔ مگر اسقدر مضبوط اور ہوشیار نہین تھا۔ تاہم اُسکے جفاکش اور بیباک
ہونے مین کوئی شک نہین تھا اور بارہا لڑائیون مین اُس کی جوانمردی اور دلیری کا
امتحان بھی ہو چکا تھا۔ یہہ شخص مسکراتا ہوا سیواجی کے مقابل مین کھڑا ہو گیا۔ کشتی

اسکے لیئے لڑکون کا کہیل تہی - دونون ڈہال اور تیز تلوارون سے مُسلّح تہے اور کمربند
مین چوڑے پہل کے خنجر لٹک رہے تہے - ڈہال چہوٹی مگر کلائی سے بائین ہاتہہ کی کہنی
تک پہونچتی تہین - اوپر کا حصہ گاؤدم تہا بیچ تیز برنجی قبہ جڑا ہوا تہا اور کچہ چمڑے
سے بالکل منڈہی ہوئی تہین - سیواجی نے لڑائی شروع کی - تیز عُقاب کی طرح اُچہلکر
اور اپنی ڈہال حریف کی ڈہال سے بلاکر اُسکو کئی جگہ زخمی کر دیا - تاہم دُشمن بیباکانہ
مُسکراتا رہا اور آہستگی سے سیواجی کو پیس پاکر کے وار بچاتے ہوئے اُسکے سر پر اس زور
کی ضرب لگائی کہ اگر ڈہال بیچ مین نہ آجاتی تو تمام سر کا بہیجا پاش پاش ہو جاتا - گو
حریف کے حملے اور اُس کی ضرب سے سیواجی محفوظ ضرور رہا مگر ڈہال ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
بیکار ہو گئی اور سیواجی کو مجبوراً ڈہال پہینک کر بلا سپر ایسے قوی دُشمن کے مُقابلہ
مین آنا پڑا - مرہٹہ سردار کو اپنی چالاکی اور ہوشیاری پر پورا اطمینان تہا - اپنے
جسم کو برابر دُشمن کی ضرب سے بچاتا رہا اور جب کبہی حریف سامنے آکر ہتہیار چلاتا یہہ
دوسری طرف کہسک جاتا اور اُسکا وار خالی جاتا - یہان تک کہ ماندگی اور بکثرت
خون نکلنے کے سبب سے کمزور ہو کر اُسنے تلوار زمین پر پہینک دی - سیواجی نے
اُسکو یکبارگی اُٹہا کر زمین پر پٹک دیا اور اس صدمہ سے اُسکا ایک ہاتہہ کندہے
سے اُکہڑ گیا اور کثرت سے خون جاری ہوا - سیواجی نے ایسی حالت مین اُسکو
قلعہ سے نیچے گرا دیا کہ بہاگ کر اپنی جان بچا لیجاوے یا جنگل مین ہلاک ہو -
اس معرکہ نے جو اورنگ زیب کی لڑکی کی عزت قایم رکہنے اور بدلا لینے کی نیت

سے کیا گیا تھا شاہزادی کی محبت کا فیصلہ کر دیا۔ اُسنے مرہٹہ کی درخواست منظور
کی اور اب اُسکو شاہنشاہ کی دختر کہلانے سے چھوٹے راجہ کی رانی کہلانے مین
زیادہ فخر و ناز تہا۔

سیواجی کی قوت روز بروز بڑہتی گئی۔ آس پاس کے راجے اور نوابون مین
اُسکا رسوخ پہیل گیا۔ فوج کا بہی شمار پندرہ ہزار تک پہونچگیا اور گرد و نواح
کے رئیس اُس سے ہروقت خائف و ہراسان رہتے تھے۔ اب وہ ہر طرح سے کہلم کہلا
مرہٹون کا بادشاہ بنگیا اور اورنگ زیب کی دختر دو مہینے بعد خود اپنی رضامندی
سے اُس کی رانی ہوگئی۔ اُسکے ساتہی سب جفاکش تھے اور ایسے فرقون مین سے
منتخب کئے گئے تہے جو دلیری۔ شجاعت اور کُشتی مین علی العموم مشہور ہین۔
پہاڑون کے معمولی قلی اور مزدور تک اُس کی فوج مین بہرتی کئے جاتے تہے
اور آخیر مین اُن کو عزت اور مرتبہ کی جگہ دی جاتی تہی۔ جب کسی ادنیٰ حیثیت کے
آدمی سے دلیری کا کام بن جاتا سیواجی فوراً اُسکو نوکر رکھ لیتا اور پہر رفتہ رفتہ
اُس کی جان نثاری و جانبازی دیکہکر بڑے بڑے عُہدے پر سرفراز کرتا۔
یہ آدمی بھی جسکا اوپر ذکر ہوا ہے اسی طرح مرہٹہ فوج مین داخل ہوا تہا اور اُسکا قصہ
اس طرح پر ہے:—

کسی دن سیواجی کا گذر ایک پہاڑی جنگل مین ہوا۔ دیکھا کہ ایک چیتا حملہ کرنیکی
نیت سے دبکتا ہوا نزدیک کی جہاڑی مین گہسا جا رہا ہے۔ یہ قلی بہی اُسی وقت

پہاڑ سے اُتر رہا تھا۔ اُسنے چیتے کو دیکھکر اپنی چمڑی کی تھیلے سے ایک عجیب و مضبوط آہنی
ہتھیار[1] نکالا اور اپنے ہاتھ اور اُنگلیون مین پہنکر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوا۔ یہ ہتھیار
اُنگلیون سے تین انچ آگے نکلا ہوا تھا اور پنجہ کی مثال خمدار سر کیطرف نوکیلا اور
خنجر کی طرح تیز تھا اور جھکاؤ کے نیچے اُس کی دھار بجنسہ اُسترے کے موافق تھی۔ اسکو
ہاتھ مین پہن لینے کے بعد وہ جنگل مین گھسا۔ اُسکو آتے ہوئے دیکھکر چیتے کے حواس
گم ہو گئے۔ دُم ہلانے اور سر زمین پر رگڑنے لگا اور پھلانگ تک مارنا بھول گیا۔
قلی نے اپنے دُشمن کو پہلے حملہ کرنے کا موقع نہین دیا۔ بلکہ جوانمردی سے آگے بڑھ کر
اسکی داہنی آنکھ کی طرف پنجہ چلایا اور جانور کو اندھا کر دیا۔ چیتا چونک گیا اور
درد سے چلانے لگا۔ آدمی نے دوسری مرتبہ پھر اُسکے پیٹ پر پنجہ مارا اور پیٹ کی
آنت تک کھینچکر باہر نکال لایا۔ اسطرح زخمی ہو کر چیتے نے چھلانگ ماری اور ایک درخت
سے ٹکرا کر اور اپنے دُشمن کو نہ دیکھکر بیٹھ کے بل گر پڑا۔ مرد نے پھر دوسری ضرب
لگا کر اُسکا کام تمام کر دیا اور بلا کسی خراش یا زخم کے سیواجی کے پاس چلا آیا۔ مرہٹہ اُسکی
دلیری دیکھکر خوش ہوا۔ اپنی فوج مین داخل کر لیا اور اُس دن سے یہ بدحیثیت
قلی معزز آدمی بن گیا۔

مرہٹہ سردار کی فوج مین سب سپاہی ایسے ہی جری اور بہادر تھے اور جب یہ فوج بہت
بڑھ گئی تو اورنگ زیب کو بھی خوف ہونے لگا اور اس فکر مین ہوا کہ کسی طرح

[1] مؤرخ کی مراد شیر پنجہ سے معلوم ہوتی ہے ۱۲۔

اس بڑھتی ہوئی طاقت کو جس کی وجہ سے مغلون کے تخت کو زوال پہونچنے کا ڈر تھا پائمال کردے جب بادشاہ نے اپنی لڑکی کی گرفتاری کی خبر سُنی سخت پیچ وتاب مین پڑگیا اور دل مین ٹھان لی کہ جس طرح ہوسکے شاہزادی کی رہائی اور دشمن کو جان سے ہلاک کرنیکی فکر کرنی چاہیئے -

باب سوم

گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے

سیواجی کا رقیب زخمی ہوکر فصیلِ قلعہ سے نیچے گرنے پر بہت دیر تک زمین پر پڑا رہا - کثرت سے خون نکلنے کے سبب حد درجہ کمزور ہوگیا تھا - شام آتی ہوئی دیکھکر بیچارہ کسی جھاڑی مین رینگ کر ایک درخت کے تلے جسکے اردگرد کثرت سے گھاس اُگی ہوئی تھی پڑ رہا اور صبح تک سویا کیا - پگڑی کے ٹکڑون سے زخم باندھکر بہتا ہوا خون روک دیا - دوسرے دن تمام عضوا ایسے جکڑ گئے تھے کہ جنبش دشوار تھی پیاس کی شدت سے ہونٹھ خشک ہوگئے تھے سر مین چکر آرہا تھا اور نگاہ کے سامنے کی چیزین ہزارون لاکھون عجیب وخیالی صورتون مین نظر آتی تھین - پانی کا چھوٹا چھرنا پہاڑ کے کسی شگاف سے جاری تھا اور چونکہ اُسکو اس مقام سے پوری واقفیت تھی کسیطرح خدا خدا کرکے اپنے ناتوان جسم کو گھسیٹتے ہوئے اُس چشمہ تک پہونچا - ٹھنڈے پانی مین سر بھگونے اور آسودہ ہوکر پانی پینے کے بعد کسیقدر جسم مین تازگی آئی مگر نقاہت

سبب زیادہ ہلنا ڈُلنا مُشکل تھا - مجبور پھر درخت کے تلے جا کر سو رہا -

اسطرح دوسرا دن بھی کٹ گیا - دوسری رات آئی اور وہ اُسی طرح بیکس بچے
کی مثال پڑا رہا - اُسنے سوچ لیا کہ یہی زمین میرے لئے بستر مرگ ہے اور استقلال سے
اپنی قسمت کی سرنوشت پر راضی ہو رہا - گیدڑوں کے شور سے اکثر اُس کی نیند اُچٹ
جاتی تھی اور جنگلی جانوروں کا خوف دِل کو مغلوب کر دیتا تھا - چاند آسمانی جلال و حُسن
کے ساتھ سمت الراس پر جاتے ہوئے اپنی خوشنما چمکیلی و ٹھنڈی روشنی سے تمام
میدان کو اُجالا کر رہا تھا اور زخم رسیدہ مرہٹہ کے سر پر بھی جو باوجود جسمانی تکان اور
دلی رنج کے گہری نیند میں سویا ہوا تھا روشنی کر رہا تھا - آخر کار صُبح صادق ہوئی -
آسمان بادلوں سے صاف تھا - اُس کی ماندگی جاتی رہی اور بہ نسبت پہلے کے جسم کا
درد بھی کسیقدر کم ہو گیا - ہندوستانیوں میں یہہ عجیب بات دیکھنے میں آتی ہے
اپنی اعتدال پسند عادت کے سبب سے سخت سے سخت زخم کی تکلیف سے جلد آرام و شفا
حاصل کر لیتے ہیں - اُسنے جنگل چھوڑ کر اب آہستہ آہستہ پہاڑ کے زیریں حصہ میں چلنا
شروع کیا کمزوری و ناتوانی تیز چلنے سے روکتی تھی - جب کبھی پیاس کی شدّت
ستاتی یا زیادہ تھکاوٹ معلوم ہوتی تو پہاڑ کے ٹھنڈے اور سوادار درختوں میں دم لے لیتا -
ر دن بعد گرتے پڑتے گھاٹ کے نیچے پہونچا - اُسے معلوم تھا کہ میدان میں اورنگزیب
کی فوج خیمہ زن ہے - اس لشکر میں پندرہ ہزار سوار تھے جو ایک مشہور سپہ سالار کے
زیر کمان بھیجے گئے تھے - سیواجی کے قلعہ پر حملہ کرنیکی تیاریاں ہو رہی تھیں مگر دقّت

یہ تھی کہ کسیکو قلعہ کا راستہ معلوم نہیں تھا اور اُن گھاٹیون اندرون میں جہان یہ قلعہ پوشیدہ طور پر واقع و محفوظ تھا چلنا دُشوار تھا۔

زخم رسیدہ مرہٹہ پھیلتے پھیلتے خیمہ تک آیا اور درخواست کی کہ "مجھے جنرل کے پاس لیچلو اور مین آپکو شیواجی کے مسکن تک پہنچا دون گا" سپاہیون کو پہلے جنرل کے پاس لیجاتے ہوئے پس و پیش ہوا اور اُسکے جاسوس ہونیکا خیال دل مین سمایا مگر بات چیت کرنے سے سارا شک و شبہہ رفع ہوگیا اور سمجھہ گئے کہ یہہ شخص باغی ہے اور کسی خاص غرض سے یہان تک آیا ہے۔ آخر کار اُسکو سپہ سالار کے خیمہ مین داخل کیا۔

جنرل۔ سپاہی! دُشمن کی فوج مین آنے سے تیری کیا غرض ہے؟

یہ امیر سردار فوج کا پہلا سوال تھا۔

مرہٹہ۔ اِن زخمون کو ملاحظہ کیجیے۔ یہہ اُسی ظالم کے ہاتھہ کے زخم ہین جو مرہٹون پر حکمرانی کرتا ہے۔ مغلون کے خیمہ مین آنیکا یہی سبب ہے اور آپکے سوال کے جواب مین میرے لیے اسیقدر کہنا کافی ہے۔

جنرل۔ شخصی خصوصیت اور ذاتی بُغض کا کیا اعتبار ہے۔ ممکن ہے جسنے دوست کے ساتھہ بیوفائی کی دُشمنون کے ساتھہ بھی دغابازی کرے۔

مرہٹہ۔ جب کسی آدمی کو دیکھیے کہ اپنے دُشمن سے بدلہ لینے کے خیال مین ہے اُس وقت اُسکا ضرور اعتبار کرنا چاہیے۔ جو آدمی اپنے دُشمن کی بربادی کی فکر مین ہورہا ہے وہ اپنے مددگارون کے ساتھہ ضرور سچائی سے برتاؤ کریگا اور جو لوگ ایسے

جہانتک کام مین اُس کے دستگیر ہون گے اُن کو کبھی فریب نہ دیگا - کیونکہ "بدلہ"
ایسا نار کی دہکتی ہوئی جلن کی طرح ہر وقت مشتعل رہتا ہے اور جبتک کہ دشمن کا خاتمہ
نہ ہوے کبھی چین نہین پاتا - ایسے موقعون پر اخلاقی اُصول کا خیال بالکل بالاے
طاق رکھدینا چاہئیے - جب تک مین دشمن سے انتقام نہ لیلون میرا اعتبار کیجیے -
بندہ کے لئے مین قول و قرار نہین کرتا - اب فرمائیے آپ کو میری خدمت منظور ہے
یا نہین ؟-

جنرل - تم کیا خدمت کر سکوگے ؟-

مرہٹہ - مین آپ کو سیواجی کے پہاڑی قلعہ مین جہان وہ اکثر رہا کرتا ہے لیجا کر قبضہ
دلادونگا - جب قلعہ ہاتھہ مین آجاے آپ کو صرف دس ہزار روپئے دینے ہونگے -
قلعہ دارون کی جماعت مین میرا ایک بھائی ملازم ہے اور مجھے یقین ہے جس ظالم
نے میرے ساتھہ ایسا ظلم کیا ہے اُس سے ضرور بدلہ لینے کی فکر مین ہوگا اور مجھے اس کام
مین ضرور مدد دیگا - جب مجھہ مین ذرا توانائی آجاوے آپ پندرہ سو آدمیون کی جماعت
میرے ساتھہ کر دیجئے اور دیکھیئے کہ مین کس طرح اپنی جان پر کھیلتا ہون -

سب لوگون نے یہہ راے پسند کی - مرہٹہ کو خیمہ مین جگہ دیکر مرہم پٹی کرنی شروع کی
تین ہفتہ بعد اس کی حالت درست ہوگئی اور وہ مرہٹہ سردار کے قلعہ کی طرف روانہ
ہونے کے قابل ہوگیا - پندرہ سو منتخب آدمی اُس مُہم کے لئے ساتھہ کر دئے گئے
اور ایک بڑی جماعت اور بھی پیچھے سے روانہ کی گئی کہ فاصلے پر رہکر اس شخص کی

حرکات و سکنات کی نگران رہے اور قریب معلوم ہونے پر اُس شخص کی خبر لے مرہٹہ
کو اس دوسری پلٹن کے ہمراہ کئے جانیکا مطلق علم نہین تھا۔

دو دن تک برابر پیچیدہ و ناہموار راہ سے چلنا پڑا۔ دوسرے دن شام کے وقت
ایک جنگل مین جاکر خیمہ کش ہوئے جو پہاڑی قلعہ سے تین میل کی دوری پر تھا۔
مرہٹہ خیمہ سے نکلکر اکیلا پہاڑی کی طرف روانہ ہوا اور اہل قلعہ نے اُسکے اشاروں سے
اپنا ساتھی سمجھکر اندر کھینچ لیا۔ سپاہیون کو اس شخص کے زندہ واپس آنے پر سخت
حیرت ہوئی۔ سبکو یقین ہوگیا تھا کہ پہاڑ سے نیچے گرکر صحیح و سالم رہنا غیر ممکن ہے
اور گیدڑ و عقاب نے آسان شکار سمجھکر ضرور اُس کی بوٹی بوٹی کر ڈالی ہوگی۔ مرہٹہ
نے التجا کی کہ مجھے سردار کے پاس لیچلو مین اپنی گستاخی و بے ادبی پر نادم ہون اپنے
گُناہون کی معافی مانگ کر پھر فوج مین داخل کئے جانیکی درخواست کرونگا
سیواجی مرہٹے کے فریب مین آگیا اور اُس کی ندامت سچی خیالی اور چونکہ بارہا
خطرناک مہمون مین اُس کی ذاتی شجاعت کا امتحان ہوچکا تھا پھر اُسے فوج
مین شامل کرنے پر راضی ہوگیا۔

اپنے نئے دوستون سے رخصت ہوتے وقت اس نمکحرام دغاباز دُشمن قوم
نے کہہ رکھا تھا کہ " اگر مجھکو قلعہ مین داخل ملا تو اپنے بھائی سے ملکر آدھی رات کے
وقت کل فوج کو قلعہ کے اندر داخل کرادونگا اور اگر کوئی بات اس کی برعکس ہوگئی تو
تم لوگ جھاڑیون مین چھپ رہنا اور موقع کا انتظار کرنا۔"

آدھی رات سے ایک گھنٹہ پہلے چار سو آدمی کا گروہ ستارون کی دھوندلی روشنی مین
آہستہ آہستہ قافلہ کیطرح روان ہوا اور قلعہ سے دو سو گز کے فاصلہ پر ایک تنگ و تاریک
غار مین چھپ رہا - یہ غار جنگلی گھاس اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیون سے خوب گھرا ہوا تھا
اور یہی سبب تھا کہ کسی کی نگاہ اُسپر نہین پڑی - مرہٹے نے پہلے ہی سے یہ انتظام
کر رکھا تھا کہ دیوارِ قلعہ کی اُس جگہ پر جس مین سے دشمن داخل ہونے کو تھے اُسکی بھائی کا پہرہ رہے
یہ کام ایسی چالاکی اور ہوشیاری سے کیا گیا تھا کہ قریب قریب ۱۰۰ مغلون کے داخل
ہونے کے بعد قلعہ والون کو دشمن کی موجودگی کی خبر معلوم ہوئی - ایک سپاہی دوڑتا ہوا
سیواجی کے کمرہ مین گیا اور گھبراکر کہا کہ ہم فریب مین آگئے - قلعہ پر مغلون نے قبضہ کرلیا -
مرہٹے نے تلوار اُٹھالی اور جس مقام پر دونون بھائی مغلون کو اندر کھینچ رہے تھے پہونچا -
دھوندھلی روشنی مین کسی کو اُس کے آنیکی آہٹ نہین معلوم ہوئی - جس رسی کی سہارے
مغلون کو اوپر کھینچا جاتا تھا بجلی کی طرح کڑک کر کاٹ دیا اور مکار سپاہی کو جو دشمنون کو
کھینچ کھینچ کر قلعہ مین داخل کر رہا تھا خنجر سے دو ٹکڑے کر دیا اور دوڑکر سوتے ہوئے
سپاہیون کو جگایا - تھوڑی ہی دیر مین اُسکے وفادار ساتھی اکٹھے ہو گئے اور
فصیلِ قلعہ کے پاس دوڑ آئے -

مغلون نے بہتیرے مرہٹون کو جو شور و غل سنکر جاگ اُٹھے تھے تہ تیغ کیا
سیواجی شیر کی طرح لڑتا رہا - رات کی تاریکی نے دشمنون کے مقابلہ مین اُس کو
زیادہ موقع دیا اور اگرچہ دغاباز مرہٹہ نے اپنی عقل کے موافق کچھہ نہ کچھہ سب جگہون کا

چہنڈے رکھا تھا مگر پھر بھی یہہ سب ناواقف تھے - سیواجی اس سخت معرکہ کے درمیان
اپنے حریف کو تلاش کر رہا تھا - اِن دونون نے آخرکار ایک دوسرے کو دیکھ لیا باغی
چاہتا تھا کہ بھاگ جاوے مگر سیواجی جو غصہ مین آگ بگولا ہو رہا تھا فوراً اُسکے سامنے
آگیا اور مقابلہ کے لئے مجبور کیا - حریف سیواجی کی جُرات و ہوشیاری سے واقف تھا
پلٹ کر حملہ کیا اور اس اُمید مین تھا کہ تلوار سے اُسکا کام تمام کردے - مگر اُسکی ساری
کوشش رائگان گئی اور سیواجی نے اُسکا کمربند پکڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور بزورِ تمام
نالائق کو دھم سے پٹک دیا - اُسوقت کی کُشتی دیکھنے کے قابل تھی دونون غصہ ور
بیل کی طرح کشاکشی کر رہے تھے - ایک دوسرے کی طرف گھور رہا تھا - دونون کا گلا
خشک ہوگیا تھا - گرم گرم سانس لے رہے تھے اور سر سے پیر تک پسینے مین تربتر
ہوگئے تھے - آخرکار سیواجی نے سر سے دُشمن کے منہہ پر دھکا دیکر اُسکا ہاتھہ ڈھیلا
کردیا اور پیچھے ہٹ کر آپ ایکبارگی الگ ہوگیا - اور دُشمن کو غفلت مین پاکر اور
اُس کی ٹانگون کے درمیان اپنا سر دیکر گردن پر اُٹھا لیا اور دیوارِ قلعہ پر پیچ کر
پٹک دیا -

اسکے بعد سیواجی نے پھر شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لی - مگر قلعہ مین مُغلون کا قبضہ دیکھکر
شاہزادی کے پاس دوڑ گیا اور کہا کہ "تم اِس وقت دُشمنون کے ہاتھہ مین ہو - مگر
خوف نہین ہے اپنے رشتہ دارون کے پاس پہونچ جاؤگی - لیکن میرے لئے قید مین
آنا موت سے بدتر ہے"

"بھاگ جاؤ" شاہزادی نے گھبرا کر جواب دیا "اگر موقع ملے تو جلد بھاگو میں مُغلون سے نبٹ لون گی"۔

حُجّت اور بحث کا موقع نہین تھا۔ سیواجی فصیل کے اُس طرف گیا جو پہاڑ سے ملی ہوئی تھی اور جسطرف کثرت سے جھاڑیان اُگی تھین۔ ڈھالو چٹانون کی سطح تمام جھاڑیون سے ڈھکی ہوئی تھی۔ صرف کہین کہین اونچے نیچے پانی کا گہرا چشمہ جاری تھا جو تنگ راہ سے ہو کر بہتا تھا اور پہاڑ کے پتھرون کی وجہ سے جو اُس مین بکثرت گرا کرتے تھے بلبلا رہا تھا۔

بڑا نازک وقت تھا اور خطرہ کا مقام تھا۔ سیواجی نے اُسپر سے اُترنا شروع کیا۔ اُبھرے پتھر جن پر وقتاً فوقتاً قدم جمانا پڑتا تھا پیر پڑتے ہی کھسک جاتے تھے۔ کئی مرتبہ اُسکو اپنی جان سے نااُمیدی ہو گئی تھی۔ آدھی راہ پہونچتے پہونچتے اُسنے اپنے سنبھال کے لیئے ایک جھاڑی پکڑ لی۔ مگر یہہ کمزور تھی اُسکا بوجھہ نہ سنبھال سکی اور وہ پھسلتے پھسلتے کئی گز نیچے اُتر آیا۔ خوش قسمتی سے گرتے وقت ایک موٹی جھاڑی جو بڑی رسّی کی طرح تھی ہاتھ لگ گئی اور وہ فوراً گرنے سے بچگیا۔

آب پانی کے چشمے کا فاصلہ صرف ۴۰ فٹ رہگیا تھا۔ تھوڑی دیر دم لینے کے بعد ارادہ کیا کہ چشمہ مین کود پڑون۔ اس سے پتھرون کی رگڑ اور چٹانون کی سختی سے اسیقدر بچاؤ ضرور تھا۔ مگر گہرے پانی مین ڈوب جانیکا خطرہ تھا۔ لاچار جھاڑیون کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے بدن سے خوب کسکر باندھ لئے تا گرتے وقت پتھر اور

پہاڑ کی نوکیلی چٹانون سے صدمہ نہ پہونچے - واقعی یہ سخت خطرہ اور جوکہم کا کام تہا
مگر ہمت کرکے وہ پہسل پڑا - کسی جگہ پتہر کی رگڑ سے جسم چہل گیا اور دہم سے پانی مین اگر
گرا اور تہوڑی سی کوشش کرکے کنارہ پر پہونچ گیا اور دشمنون کے تعاقب کا خوف
دل سے جاتا رہا -

اس عرصہ مین بادشاہ دہلی چلا گیا تہا اور دکن مین تسلط کرنے مرہٹون کو
شکست دینے اور ممالکِ مقبوضہ کے انتظام کا کام اپنے جنرل کے سپرد کر گیا تہا -
شاہزادی روشن آرا کو بہی قلعہ سے نکالکر ہلکی ہلکی منزلین کرتے ہوئے بادشاہ
کے پاس لے گئے -

جسوقت اورنگ زیب کو خبر ملی کہ شاہزادی حمل سے ہے آگ ہوگیا - بادشاہ
اس لڑکی کو سب سے زیادہ پیار کرتا تہا اور اُس کی ہمیشہ سے نیت تہی کہ کسی عالیشان
رئیس کیساتہہ اُس کی شادی کرے جس سے سلطنتِ مغلیہ کو مضبوطی حاصل ہو - روشن آرا
کو حرم سرا مین لیجا کر رکہا اور حکم دیا کہ "اُسکو میرے پاس مت لانا" تہوڑے دنون
بعد شاہزادی کے بطن سے ایک حسین لڑکا پیدا ہوا - مگر پیدا ہوتے ہی وہ مان کی
گود سے چہین لیا گیا اور ایسی جگہ پرورش کے لئے بہیجا گیا جہان کوئی اُس کے
حال سے واقف نہ تہا - اورنگ زیب نے تاکید کردی کہ اس لڑکی کو اپنے والدین کے
نام سے کبہی خبر نہ ہوجاوے - مان کو بچہ کی علیحدگی سے سخت رنج ہوا - مرہٹہ سردار
نہایت محبت اور تعظیم سے اسکے ساتہہ پیش آتا تہا اور وہ جنگلی قلعہ مین

بمقابلہ شاہی محل اور عیش و آرام کے سامان کے زیادہ خوشی سے دن کاٹتی تھی۔ اپنی
بچے کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مگر باپ سنگدل بیرحم تھا۔ غریب ماں حرم سرا
کی تنہائی مین جہان کوئی اُسکے درد کا شریک اور ہمدرد نہین تھا ہمیشہ رنج کے
آنسوؤن سے آنکھون کو تر کیا کرتی تھی۔

باب چہارم

चौपाई

देवदनुज भूपति भर नाना ॥०॥ सम बल अधिक होहु बलवाना
जो रण हमहिं प्रचारै कोई ॥०॥ लरहिं सुखेन काल किन होई
क्षत्रिय तनु धर समर सकाना ॥ कुल कलंक पामर तेहि जाना ॥
कहौं स्वभाव न कुलहिं प्रशंसी ॥ कालहु डरहि न रण रघुबंशी ॥

سیواجی نے اپنے جنگجو ساتھیون کو طلب کیا اور دس ہزار کی جمعیت ساتھ لیکر
قلعہ کا محاصرہ کیا جسپر اب مغلون کا قبضہ تھا۔ چند ہفتون مین رسد کے نہ پہونچنے سے
قلعہ والون کی حالت خراب ہوگئی اور مجبور تنگ آکر مطیع ہوگئے۔ اُسوقت سیواجی نے
تمام ملک فتح کرلئے اور اورنگ زیب مغرور بادشاہ بھی اُسکو قوی اور زبردست
سردار تسلیم کرنے لگا۔ گرد و نواح کے شہرون کو بارہا لوٹ کر سیواجی نے بڑی دولت
اکٹھی کرلی تھی اور آخیر مین اس قابل ہوگیا کہ بہت بڑی فوج لیکر میدان جنگ

مین آسکتا تہا - عوام مین اُس کی ذاتی قوّت اور بہادری کی تعریفین ہونے لگین ۔
گو پڑہنے لکہنے سے بالکل عاری تہا مگر ذہن رسا اور یادداشت تیز ہونیکے سبب سے
اپنی عملداری کی کوڑی کوڑی کا حساب جانتا تہا اور چہوٹی سے چہوٹی رقم مین کسی
متصدی کو فریب دینے کی جرأت نہین ہوتی تہی اور فوج مین کوئی شاذ ایسا
سپاہی رہا ہوگا جسکا نام سیواجی کو نہ معلوم ہو -

قلعہ سے نکل بہاگنے کے کیتے دِنون کے بعد اتفاقیہ شاہی جنرل نے سیواجی کو آ کر
گہیر لیا اُسوقت اُس کے پاس صرف تہوڑی سی فوج رہ گئی تہی - ایسی حالت دیکہکر
مرہٹے نے کہلا بہیجا کہ ”مجہے بادشاہ کی اطاعت قبول کرنے مین کوئی اعتراض نہین
ہے - مگر خوف یہہ ہے کہ بادشاہ میرے ساتہہ بیرحمی سے نہ پیش آئے کیونکہ مجہہ سے
اُسکو سخت عداوت ہے - اگر آپ مجہہ سے مل سکین تو البتہ اس معاملہ کا طے ہو جانا
کوئی مشکل بات نہین ہے - مگر شرط یہہ ہے کہ ہماری اور آپ کی فوج دونون فاصلے پر
رہین اور سوا ایک ملازم کے اور کوئی ساتہہ نہ رہے “ - مرہٹہ جانتا تہا کہ یہہ استدعا
خوشی سے منظور کیجائیگی - چپکن کے نیچے مضبوط زرہ پہن لی اور پگڑی کے تلے
آہنی ٹوپ لگا کر اور خنجر سے مسلح ہو کر مُلاقات کی جگہ پر جا پہونچا -

اُسکے فوجی آئین کے بموجب دُشمن کو ہر حالت مین فریب دینا فعل ناجائز نہین
تہا اور اس موقع پر بہی اُسنے فریب سے کام لینے مین عار نہین کی - اپنے آدمیون
کو اُس مقام کے اِردگرد جہاڑیون مین چہپا کر دیکہا کہ جنرل اپنے ۸۰۰ ساتہیون

سے علیحدہ ہو کر صرف ایک آدمی کے ساتھہ ملنے کے لئے آرہا ہی۔ سیواجی ظاہرا
بے ہتھیار اور اپنے دشمن کے سامنے خوف سے ہلتا کانپتا ہوا آیا۔ آخرکار مشرقی
تہذیب کے موافق جھکتے ہوئے اپنے دشمن سے ملکر بغلگیر ہوا اور اُسی وقت خنجر نکالکر
جنرل کے پیٹ مین بھونک دیا۔ مقتل نے زخم سے چونک کر اپنی تلوار کمر سے نکال لی
اور زور سے سیواجی کے سر پر ماری مگر آہنی ٹوپ کی وجہ سے صدمہ نہین پہونچا۔
جنرل اپنے فریبی دشمن کے حملہ سے زمین پر گر پڑا اور جان بحق تسلیم ہوا۔ ملازم
نے جنرل کی کیفیت دیکھکر مرہٹے پر حملہ کا ارادہ کیا۔ مگر بیچہ غریب بھی اُسی طرح مارا گیا۔
سیواجی کا اشارہ پاتے ہی تمام مرہٹہ فوج جھاڑیون سے نکلکر مغلون پر یکبارگی
حملہ آور ہوئی اور بہت مغلون کا کام تمام کیا۔ صرف تھوڑے لوگ خوف مین آکر
بھاگ نکلے اور جان بچا کر لیگئے اور فوج مین جا کر اپنے سردار کی موت کی خبر دی
فوج کے آتے آتے مرہٹے پہاڑون مین جا چھپے اور مغلون کو مجبوراً واپس جانا پڑا
سیواجی نے اسکے بعد سنگہ گڈھ کے قلعہ پر چڑھائی کی جو مغلون نے اُسکے ہاتھہ سے
نکال لیا تھا۔ دوسرے پہاڑی قلعون کی طرح یہ بھی اونچی چوٹی پر واقع تھا اور
زمین سے نوّے فٹ اونچا تھا۔ اسپر کسی طرف سے چڑھائی نہین ہوسکتی تھی
پیچھے کی طرف کی پہاڑی بالکل ڈھلوان تھی اور چونکہ اُس طرف سے دشمنون کا
آنا غیر ممکن تھا دیوارین اسقدر مضبوط نہین بنائی گئی تھین۔ فصیل کے باہر
چٹانون کے درون مین اکثر درخت لگے ہوئے تھے جن کی جڑ بالکل باہر دکھلائی

دیتی تہی اور گو وہان ہستی کا نام تک نہیں تہا مگر وہان درختون کی جڑ نہایت مضبوطی سے پتھرون کے شگاف مین جمی ہوئی تہی -

جری مرہٹہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا مصمم ارادہ کر لیا اور اُسی طرف سے چڑھائی کرنیکی تجویز ٹہیرائی جدھر زیادہ خطرہ تہا اور اپنے ساتھیون کو حملہ کرنے کے لئے تیار کیا - اُسکے ساتھیون مین ایک ہزار سیواتیون کی جماعت تہی جو پہاڑون مین لوٹ مار کے لئے مشہور تھے اور لوٹ کے مال کے لالچ سے سیواجی کے ساتھ ہو لئے تھے - اندھیری رات کے وقت اُسنے پیچھے کی طرف سے داخل ہونیکا عزم کیا - کیونکہ خطرناک ہونیکے سبب سے قلعہ والون کو اس طرف سے پورا اطمینان تھا اور کبھی خیال ہی مین نہین آیا کہ کسی آدمی کو ادہر سے آنیکی ہمت بہی ہوسکیگی - سیواجی نے ایک لمبی رسّی منگائی جو صرف اُنگلی کی برابر موٹی تہی اُس مین دو دو فٹ کے فاصلہ پر گرہ دی - جب رسّی تیار ہو گئی اپنے کندھے پر اُٹھا کر قلعہ کے پیچھے کی طرف روانہ ہوا اور اپنے ساتھیون سے کہا کہ تم لوگ پیچھے پیچھے چلے آؤ اور نشیب قلعہ سے سو دو سو گز کی دوری پر کسی جھاڑی مین آکر چھپ رہو -

قلعہ کے نیچے خاص مقام پر پہونچکر اُسنے ایک باریک رسّی کے سرے پر سیسہ کا گولا باندھا اور نشانہ تاک کر ایک درخت کی کھلی جڑ مین پھینکا جو فصیل کے تلے اُگا ہوا تہا اور اُس رسّی کے سہارے بڑی رسّی کو جس مین گرہ دی ہوئی تھین اور جسکے سرے پر لوہے کی کیل باندھ رکھی تہی کھینچ لی - یہہ جڑ مین خوب مضبوطی

سے چپک گئی۔

اِن سب کامون کے بعد مرہٹہ نے ساتہیون کو طلب کیا۔ فصیل کے اُس جانب
کوئی سنتری نہین تہا کیونکہ قلعہ والون کو کامل اطمینان تہا کہ کسیکو اس طرف
سے چڑہنے کی جُرأت نہ ہوگی۔ اندھیری رات نے حملہ آورون کے کام مین خوب
مدد دی۔ سب سے پہلے سیواجی رسّی پر چڑہا اور بلّی کی طرح قدم جماتے ہوئے جلد
دیوارِ قلعہ کے پاس آگیا۔ دوسرا آدمی ذرا جسیم تہا۔ بیس فیٹ زمین کے اوپر
اگر رسّی کو زور سے ہلتے دیکہکر مخوّف ہوگیا آگے بڑہنا مُشکل ہوا اور دو ہی چار منٹ
کے بعد گرہ پر سے پیر پہسل جانیکے سبب سے رسّی ہاتہہ سے چہوٹ گئی اور دہم سے
نیچے گر پڑا۔

اس واقعہ نے آورون کے دلون کو پست کردیا۔ ہمت چہوٹ گئی۔ سب کے سب
کھڑے ہوکر سوچنے لگے اور کسی میوالی کو جُرأت نہوئی کہ رسّی پر قدم رکہے۔ سیواجی
انتظار ہی کہینچتے کہینچتے گہبرا گیا۔ رسّی کو ہاتہہ سے ہلایا مگر اُسپر وزن نہ پاکر بیتاب ہوگیا
آخرکار سبب دریافت کرنے کے لیئے نیچے اُتر آیا۔ میوالیون نے اپنے خوف کا حال
اُسکو سُنایا اور یہ بہی کہا کہ ہم مین سے کسی شخصکو اوپر چڑہنے کی ہمت نہین ہے۔
مرہٹہ سردار نے میوالیون کا انکار سنکر کُچہہ جواب ندیا۔ فوراً اُس آدمی کے پاس
گیا جو رسّی پر چڑہتے وقت گر گیا تہا اور اُسکو حکم دیا کہ "جلد بلا تامل رسّی پر چڑہجا"
اُسنے انکار کردیا۔ سیواجی نے آؤ دیکہا نہ تاؤ کرچ نکالکر باغی کے پیٹ مین بہونکدی

اور دوسرے میہرانی کے پاس آکر وہی حکم دیا۔ اپنے ساتھی کا حال دیکھہ کر اُس شخص کے
ہوش کافور ہو گئے۔ فوراً رسّی تھام کر چڑھنے لگا اور سیواجی اُسکے ساتھہ سا
پیچھے چلاکر مبادا خوف مین آکر کہین رسّی نہ چھوڑ دے۔ بڑی دقت سے دونون
ساتھہ ساتھہ چوٹی پر پہونچگئے۔ اسکے بعد شجاع وبہادر مرہٹہ پھر نیچے اُترا اور
دوسرے آدمی کو ساتھہ لیکر اوپر پہونچا آیا۔ اسی طرح بارہ پندرہ آدمیون کو اوپر چڑھا کر
اسنے اورون سے کہا کہ "لو اب چلو"۔ ساتھہ والون کی کامیابی دیکھکر ان سب
کا بھی دل بڑہگیا اور سب کے سب یکے بعد دیگرے چڑہکر فصیل کے پاس صحیح وسالم
پہونچگئے۔ سب سے پہلے سیواجی نے دیوار کی دوسری طرف پھلانگ ماری۔ دھماکے
کی آواز سُنکر ایک سنتری چونک پڑا اور اسطرف آنکلا۔ مرہٹے نے اُسکو پا جا
اور کمر بند سے اُٹھاکر بڑے زور سے دیوار سے نیچے پہاڑ کے تلے گرادیا۔ گرتے وقت
اسنے خوف و گھبراہٹ کی حالت مین ایسے زور سے چیخ ماری کہ تمام آسمان
قلعہ و پہاڑ گونج گئے۔ یہ آواز بالکل اس قسم کی سنائی دی جیسے کوئی قبر کے اندر چلا
اُٹھے۔ چند لمحون مین تمام اہل قلعہ مسلح ہو کر پہونچگئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ قلعہ والون
کی تعداد کم تھی اور اُن کو زیادہ کثیر التعداد آدمیون کے مقابل مین لڑنا پڑا۔ تاہم
سپاہیون نے مست اور متوالون کی طرح مقابلہ کیا۔ کسی نے "امان" کا لفظ لب تک
نہ آنے دیا اور مرہٹے نے ایک کو بھی زندہ نہین چھوڑا۔
تمام قلعہ والے تہ تیغ ہوئے اور صبح کے وقت کشتون کے پشتے لگ گئے۔ جسکی

نگاہ سے ایسا حسرتناک واقعہ ایک مرتبہ بھی گذرا ہوگا وہ تمام عمر نہ بھولیگا - کوئی متنفس جانبر نہ ہوا کہ دلی جاکر شکست کی خبر سناتا - مرہٹے نے خوشی سے قلعہ پر دخل کیا - مردون کی لاشین پہاڑ کے نیچے پھینک دی گئین - جانور اور شکاری پرندون نے گوشت و پوست کھالیا اور ہڈیون سے تمام جنگل سفید ہوگیا - ان دلیر اور بہادر مغلون کا آخر مین یہہ حال ہوا کہ اپنے گھر - مان باپ - جورو لڑکون سے کوسون دور سورج کی جھلستی ہوئی شعاعون کے نیچے ان کی ہڈیان پڑے پڑے سڑ گل گئین اور یہہ بھی نہین ہوا کہ کوئی شخص اُن کو زمین کے نیچے دفن کر کے چھپا دیتا -

رفتہ رفتہ سیواجی نے شاہی فوج کو پہاڑی ملک خالی کرنے کے لئے مجبور کیا اور تھوڑے دنون بعد اورنگ زیب نے اُسکو دہلی طلب کر لیا - بادشاہ اس پہاڑی سردار سے جسکے طرز حکومت کی بنا لوٹ مار پر تھی اور جو فوجی آئین کے اُصول کے برخلاف کارروائیان کرتا تھا شکست پر شکست کھا کر سخت مغموم رہا کرتا تھا - سیواجی نے روز بروز ہمت سے ملک فتح کرنے اور خوب رعب داب جما لیا اور اپنے کو زیادہ طاقتور پا کر چھیڑ چھاڑ کرنا اور ملکون پر دھاوا کر کے فتح کرنا شروع کیا - آخر کو اورنگ زیب نے شایستہ خان نامی اُمرا کو جسپر بڑا اعتبار کیا جاتا تھا مرہٹہ کے سزا دینے کے لیے بھیجا - یہہ امیر بہت بڑی فوج لیکر دکن پر چڑھ آیا اور کچھہ دنون کامیابی سے کام کرتا رہا - سیواجی مین اتنی طاقت نہین تھی کہ میدان جنگ مین اُسکے مقابلہ کو آتا - مجبور چالاکی و فطرت سے کام لینا پڑا جس سے اُسکو یقینی کامیابی

حاصل ہوچکی تہین - مگر مغل بہی معمولی آدمی نہین تہا - ہوشیاری سے دشمن کی عیاری اور حکمت عملی کو شکست دیتا گیا - یہانتک کہ سیواجی بڑے پیچ وتاب اور گھبراہٹ مین پڑگیا - شاہی فوج روز بروز اُس کی سلطنت مین تسلط کرتی گئی اور کئی ایک قلعے بہی ہاتہہ سے نکل گئے - لاچار اب یہہ ارادہ کیا کہ جو کچہہ ہو جوانمردی سے مغل کا مقابلہ کرنا چاہیے -

شایستہ خان نے شہر پونا مین جو مرہٹون کا دارالسلطنت تہا اور پہاڑون سے پچاس میل کے فاصلے پر دریا کے کنارے ہموار زمین پر آباد تہا قبضہ کرلیا اور خاص اُسی کے محل مین بود و باش مقرر کی - شہر کی حالت اُسوقت معمولی گانون سے کچہہ ہی اچہی رہی ہوگی - چارون طرف مٹی کی شہر پناہ سے گہرا ہوا تہا اور آسانی سے تسخیر کیا جا سکتا تہا - شایستہ خان نے سوچ لیا کہ سردار پہاڑون مین جا چہپا ہے - کھلے میدان مین لڑنے کا کبہی ارادہ نکریگا اور اس خیال سے شہر کے اِردگرد زیادہ چوکی پہرے کا انتظام نہین کیا - اِس غفلت کا پتہ پاکر سیواجی عرف چیدہ چیدہ مستعد سپاہیون کی جماعت ساتہہ لیکر پونا کی طرف روانہ ہوا - شہر کے متصل کسی جگہ چہپ رہا - وہان اُسکو یہہ بہی خبر لگ گئی کہ کسی مغل سردار کو شایستہ خان سے دلی عداوت ہے اور اُسنے خفیہ طور پر اُسی مغل کو ملاکر موقع پڑنے پر مدد دینے کا اقرار لے لیا -

شاہی جرنل ایک بڑے لمبے چوڑے مکان مین فروکش تہا جو بالکل مٹی سے

بنا تہا۔ آدھی رات کیوقت شہر مین داخل ہوکر سیواجی اور اُسکے ساتھی ہاتھہ مین
کلہاڑی سلیئے ہوئے مکان کی دیوار توڑ کر باورچی خانہ مین داخل ہوئے۔ مکار امراء
نے پہلے ہی سے سنتریون کو علیحدہ کردیا تہا۔ مرہٹے شور وغل مچاتے ننگی تلوارین
چمکاتے مکان کے اندر جا گھسے۔ سردار اُن کے ساتھہ موجود تہا اور اپنے آدمیون کو
دُشمنون کے مارنے کے لیئے للکارتا اور ترغیب دیتا تہا۔ شایستہ خان شور سنکر
بستر سے چونک پڑا اور اپنے پاس کوئی ہتہیار نہ دیکہکر کہڑکی کی راہ سے بہاگنے کا ارادہ
کیا۔ مگر بہاگتے بہاگتے بہی مرہٹہ سردار نے اُسکو زخمی کردیا اور داہنے ہاتھ کی
ایک اُنگلی کاٹ ڈالی۔ شایستہ خان کا لڑکا جان سے مارا گیا۔ مُغل جنرل نے
اس مصیبت سے گہبرا کر اور اپنے خاص سردارون کے حسد سے خائف ہوکر دہلی واپس
جانیکی درخواست کی اور چند ہی روز بعد دکن چہوڑ کر چلا گیا اور اب مُغلون کی فوج
مین کوئی ہوشیار جنرل نہین رہا جو مرہٹون کے برخلاف کسی قسم کی فوجی کارروائی
کرتا اور اسوجہ سے تمام قلعے اور ملک از سرنو مرہٹون کے قبضے مین آگئے۔

باب پنجم

चौपाई

रघुबंशिन महं जहं कोउ होई ॥ तेहि समाज अस कहै न कोई
कही जनक अस अनुचित बानी। विद्यमान रघुकुल मनि जानी॥

सुनहु भानुकुल पंकजभानू ॥ कहौं स्वभाव न कछु अभिमानू
जो राउर अनुशासन पाऊं ॥ कन्दुक इव ब्रह्मांड उठाऊं ॥
काचे घट जिमि डारौं फोरा ॥ सकौं मेरु मूलक इव तोरा

(तुलसी दास)

اورنگ زیب نے اس بدحیثیت سردار کے ہاتھون سے تنگ آکر اسکی ترقی کو روکنے کے ارادہ سے ایک دلیر مرزا راجہ نامی راجپوت کو جو بارہا پہاڑی ملکون کو سر کر چکا تھا دکن کی مہم پر پروانہ کیا۔ سیواجی نے دیکھا کہ کسی طرح مرزا کا مقابلہ نہین کر سکتا اور شاہی فوج بھی اُس کی جماعت سے پانچ گنی زیادہ تھی۔ مجبور پہاڑی قلعہ مین جا چھپا۔ مگر یہان بھی دشمنون نے اُسکا تعاقب کیا۔ اُسکے تمام قلعے ایک ایک کرکے دشمنون کے ہاتھ مین آگئے اور اُس کی حالت سخت نازک ہو گئی جس قلعہ مین اس کا خزانہ رکھا ہوا تھا اُسکو بھی راجپوتون نے گھیر لیا۔

ہفتون تک برابر مقابلہ ہوتا رہا۔ ایک دن جب بارود نکالنے کے لئے میگزین کھلا ہوا تھا دشمنون نے پتنگ کے ذریعہ سے آگ لگا دی۔ تمام بارود دم کے دم مین بھبھک کر جل اُٹھی اور قلعہ کے مکانات سب اُس کی دھمک سے منہدم ہو گئے اور قلعہ کا تسخیر کر لینا آسان ہو گیا۔ سیواجی نے دیکھا کہ اب جانبر ہونا دشوار ہے اپنے سپاہیون کو آزاد کرکے خود فتحمند راجپوت کے پاس چلا آیا۔ راجپوت نے کہا کہ "آپ دہلی چلئے۔ مین اقرار واثق کرتا ہون وہان بڑی تعظیم سے آپ کا

استقبال کیا جائیگا اور کسی طرح کی بدسلوکی نہوگی"

اورنگ زیب کے دربار مین داخل ہونے پر شاہی ملازم نے سیواجی کو حکم دیا
آدابِ شاہی کے موافق جھک کر آداب بجا لاوے۔ مگر سیواجی معترض ہوا اور بادشاہ
کی طرف حقارت اور غصہ سے دیکھکر اس طرح متکلم ہوا۔

"مین اس وقت تمہارے اختیار مین ہون لیکین تمہارا مجھپر فتحیاب ہونا
تمہارے لئے ہتک اور میرے لئے سرخروئی کا باعث ہے۔ بیشمار فوج کی مدد سے
تم نے مجھپر فتح حاصل کی۔ صرف تھوڑی سی جماعت ساتھہ لیکر مین برسون تمہاری
فوج کو مغلوب کرتا رہا۔ آخر کار جس سے تم اسقدر خایف تھے تمہارے ہاتھہ آگیا
مگر بادشاہون کو اپنے عہد و قول و قرار پر ثابت قدم رہنا چاہئے۔ تمہاری جرنل
نے پیشتر مجھہ سے اقرار کر لیا تھا کہ میری عزت کا ہر حالت مین لحاظ کیا جاویگا
شہنشاہی کیون نہو۔ مگر مین تمہارے ساتھنے جھکنے کی ذلت کبھی گوارا
نہین کر سکتا۔ ہم اور تم دونون بادشاہ ہین۔ یقین رکھو مرہٹہ سردار کبھی
کسی آدمی کے سامنے سربسجود نہین ہوگا۔ کیونکہ یہہ تعظیم صرف خدا کے لئے ہے۔"

اورنگ زیب نے کچھہ جواب نہین دیا۔ غصہ کی آگ سے مشتعل ہو کر اُس نے
درباری ملازم کو حکم دیا کہ "اس سرکش قیدی کو میرے سامنے سے دور لیجاؤ"۔
باوجودیکہ پہاڑی سردار کا برتاؤ بالکل وحشیانہ تھا مگر اُس کی دلیری دیکھکر
بادشاہ بھی دنگ ہوگیا اور اُس کی تعظیم خودہی بادشاہ کے دل مین سما گئی

کیونکہ یہہ وہی شخص تھا جسنے برسون اورنگ زیب کی فوج کو شکستِ فاش دی تھی اور گو ابتدا مین اُس کی حالت بہت ابتر و ذلیل تھی مگر اپنی قوّتِ بازو و جوانمردی سے بادشاہ بنگیا تھا - سیواجی کی جوانمردی کا نام دہلی مین شور ہو گیا تھا اور ہر متنفس اعلیٰ سے ادنیٰ تک کو اس عجیب و غریب آدمی کے دیکھنے کی تمنا تھی جن لوگون نے شاہی دربار مین اس کی بیباکانہ گفتگو سُنی مُتعجّب ہو گئے اور سخت حیرت مین آگئے کہ اورنگ زیب سے جابر بادشاہ نے جو ذرہ ذرہ باتون پر سخت سزائین دیا کرتا تھا کسطرح اس سخت کلامی کو برداشت کر لیا -

جسوقت مرہٹہ سردار شاہنشاہ کے سامنے آیا حرم سرا کی خاص بیگمات پردہ کے پیچھے بیٹھی تھین - اُن مین شاہزادی روشن آرا بھی تھی - گو مدّت کی جُدائی سے پہلے جوشِ محبّت کو ضرور کچھہ ضعف پہونچگیا تھا - مگر ابھی تک سیواجی کی محبّت دل مین بہت کُچھہ باقی تھی - اس بیچاری کو کبھی اپنے لڑکے کے دیکھنے کا موقع نہین ملا اور نہ اُسکے باپ نے کبھی کہا کہ وہ کہان ہے اور کسطرح پرورش پارہا ہے یہہ مرہٹہ سردار سے خُفیہ شادی کرنیکی سزا تھی جو بادشاہ کی نگاہ مین جنگلی ڈاکو سے زیادہ حیثیت کا آدمی نہین تھا - مغرور بادشاہ کی دانست مین اس نسبت سے تیموریہ خاندان کو بُرا دھبّہ لگ گیا -

شاہزادی روشن آرا اُس آزادی کو یاد کرکے جو چند روز کے لیے ساحلِ مالابار کے پہاڑون مین حاصل ہوگئی تھی اکثر ٹھنڈی سانسین بھرا کرتی تھی -

جیون ہی سیواجی دربار مین آکر کہڑا ہوا روشن آرا کی اگلی محبت تازہ ہوگئی - اُسکی بخوفی و دلیری دیکہکر عشعش کرنے لگی - فوجی مُہمات کی محنت اور سختیون نے اُسکی آنکہون کی چمک کو کوئی ضرر نہین پہونچایا تہا اور اُسکے حُسن مین ذرا بہی فرق نہین آیا تہا - صورت سے ظاہر تہا کہ ابہی تک اُس مین وہ بات باقی ہتی جسپر شاہزادیان جان نثار کرتی ہین اور جسکی بہادرون کی نظر مین وقعت ہے - جب شاہزادی نے دیکہا کہ بادشاہ شریف مرہٹہ کو علیحدہ لیجانیکا حُکم دیکر غصہ کے سبب سے خاموش ہو رہا ہے نہایت گہبرائی اور تہر تہر کانپنے لگی کہ مبادا بادشاہ اُسکے پیارے شوہر کو زندہ نہ چہوڑے - شاہی دربار کے اُمراء اُس آدمی کی بیباکی و شجاعت دیکہکر اور اُس کی جوانمردی اور دلیری کا حال سُنکر دنگ سے تھے -

بیساختہ غصہ ور بادشاہ سے قیدی کی حمایت مین بیچ بچاؤ کرنے لگے - باوجود اس حمایت کے اورنگ زیب نے کہا کہ "مین سیواجی کو تا حینِ حیات قید رکہونگا کیونکہ اس شخص نے مجھے برسون تکلیف دی ہے اور بلا میری اجازت کے روشن آرا کے ساتہہ شادی کرکے تیموریہ خاندان کو بیعزّتی کا داغ لگا دیا ہے" -

باپ کی سختی کا حال سُنکر روشن آرا خود اُسکے پاس گئی اور قیدی کے آزاد کردینے کی سفارش کرنے لگی اور کوشش کی کہ بادشاہ سیواجی کے برتاؤ کو معاف کردے اورنگ زیب نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا "مین شان و شوکت کو دل سے نفرت کرتا ہون مگر پہر بہی اس سرکش باغی کو میری تعظیم کا خیال رکہنا چاہیے

تھا - بادشاہ کے لئے دراصل قابلیت و استقلال کی بہت ضرورت ہے - مگر اِس
سے دربار کی نمائش اور ضروری پابندیون کو کسی طرح علیحدہ نہین کیا جا سکتا
بادشاہ کے رعب داب و اختیارات ظاہر کرتے اور عوام مین اثر پیدا کرنے کے
لیے یہ لازمی باتین ہین - جب یہ سرکش باغی میرے سامنے آکر بتعظیم پیش
آئیگا اُسوقت مین البتہ اُس کی تقصیر معاف کرون گا "
روشن آرا - اباجان! ایک مرتبہ اُسکو اور دربار مین آنیکا موقع دیجئے اور
دربار کے ضابطہ و قاعدون کی پابندی کا لحاظ ذرا کم کیجئے - پہاڑون مین
رہنے کے سبب سے اُسکو داب شاہی سے واقفیت نہین ہے - مگر خدا نے اُسکو
بڑا غرور بنایا ہے اور آپ کو بھی اس بات کا خیال رہنا چاہئے کیونکہ شجاع
و بہادر اس ذاتی بڑائی کی ہمیشہ عزت کرتے ہین -
اورنگ زیب - خیر! مین اپنی پیاری لڑکی کے خوش کرنے کے خیال سی
مغرور کوہستانی کو درباری ضابطون کی پابندی کے لئے مجبور نہ کرون گا -
مگر ہان اُسکو ظاہری تعظیم ضرور کرنی ہوگی جو تیموریہ خاندان کے شاہنشاہ مفتوح
شاہزادون سے اُمید رکھتے ہین -
روشن آرا نے خوشی و گرمجوشی سے داروغہ مجلس کو پیغام بھیجکر بلا اصلاح و مشورہ سیواجی
کو دربار عام مین پھر حاضر کرایا - چہرہ کی شکن اور ہونٹون کی تلملاہٹ سے دربار یون
پر ظاہر ہوگیا کہ اُسکو بادشاہ کی تعظیم کرنا منظور نہین ہے -

جب سیواجی بیچ دربار مین پہونچا شاہی ملازم نے پایۂ تخت پر بوسہ دینے کے لئے حکم دیا۔ سیواجی نے کہا "مین خود بادشاہ ہون اور غلامون کے فرائض انجام نہین دے سکتا۔ زنجیر آزاد شخص کی روح کو کبھی غلام نہین کرسکتی۔

اورنگ زیب۔ مگر مفتوح و مغلوب شخص دولت کے ساتھہ اپنے حقوق سے بھی محروم رہجاتے ہین۔ مرہٹہ سردار لڑائی مین گرفتار ہونیکی وجہ سے میرا قیدی ہے اور جو بات مین نے تلوار سے حاصل کی ہے اُسے کبھی نظر انداز نہ کرون گا۔

سیواجی۔ مین بیشک لڑائی مین گرفتار ہوا ہون مگر بحیثیت غلام نہین تمھارے جنرل نے عہد کیا تھا کہ تم میرے ساتھہ ویسے ہی برتاؤ کروگے جیسے بادشاہ بادشاہون کے ساتھہ کرتے ہین۔ مین نہین جانتا تھا کہ سلطنت کا حکمران بھی ایسا ذلیل ہوتا ہے کہ جھوٹ سے اُسکو شرم نہین آتی"

اورنگ زیب۔ نحمند کے لئے اُس کی خواہش اور مفتوح کے لئے فاتح کی اطاعت و فرمان برداری ہی آئین اور قانون ہے۔

سیواجی نے اپنی پیٹھ پھیر لی۔ اورنگ زیب تخت پر سے اُچھل پڑا۔ ہونٹ کانپنے لگا۔ مُنہہ خشک ہوگیا اور ہاتھہ سے تلوار کھینچ لی اور قریب تھا کہ سیواجی کی بابت کوئی سخت حکم جاری کرے۔ اتنے مین سردار نے اُس کی طرف مخاطب ہوکر بیباکی سے گفتگو کرنی شروع کی۔

"مغلون کے بادشاہ اپنی لڑکی مجھکو واپس دو جسکو تم نے شوہر کی حفاظت سے

علیحدہ کر رکھا ہے اور مین باپ کی طرح تمہاری عزت کرون گا۔ میرے لڑکے
کو واپس دو جو مان کی گود سے چھین لیا گیا ہے اور مین تمکو اپنا محسن تسلیم کرونگا
اور مجھے اپنی رعایا کے پاس واپس جانے دو اور مین بحیثیت خراجگذار بادشاہ
تمہاری بزرگی کا اقرار کرون گا۔ مگر یاد رکھو کسی طرح مصیبت یا بدقسمتی موت کے
سوا سیواجی کی طبیعت کو پست نہین کر سکتی اور نہ اُس کی اصلی وقعت کو کم"۔

سیواجی کی اس درخواست پر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا۔ سیواجی کو دیوانہ
تصور کر کے اُس کی درخواست فضول سمجھی۔ اپنے سامنے سے دور لیجانے کا
حکم دیا اور داروغہ محبس کو حکم دیا کہ اُس کی پوری نگرانی رکھو"

الغرض اُس افسر نے مرہٹہ کو اپنے گھر لیجا کر قید کر دیا اور ہوشیار سنتری مقرر
کر دئے کہ کسی طرح بھاگ جانیکا خوف نہ رہے۔

مہینے گذر گئے کہ سیواجی قید کی مصیبتون سے گھبرانے لگا۔ شاہزادی وقتاً
فوقتاً ایک آدمی کی معرفت جو سردار کے لئے پھول لایا کرتا تھا کبھی کبھی تسلی
کی باتین کہلا بھیجتی تھی۔ داروغہ محبس اس آدمی کو جانتا تھا اور یہہ اعلی درجہ کا
ایماندار تھا مگر روشن آرا کی اشرفی اور سردار کے لالچ نے اُس مالی کے ایمان کو
ڈگمگایا اور وہ سیواجی کے نکل بھاگنے مین مددگار رہنگیا جو ہندوستانکی تواریخ مین عجیب *

* الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے کہ وہ روز فقیرون کو ٹوکرے مٹھائیون کے بھیجا کرتا تھا اور ایک دن
ایک ٹوکرے مین بیٹھکر نکل گیا"۔ ناظرین خود سمجھ سکتے ہین کہ یہہ واقعہ کہان تک یقین کئے جانیکے
قابل ہے۔

واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ پھول بیچنے کے بہانے وہ شخص ہفتوں برابر آتا رہا اور کسیکو سازش کا پتہ نہ لگا۔

ایک روز صبح کے وقت جو ملازم ناشتہ لایا کرتا تھا قید خانہ مین آیا اور سردار کو غایب پاکر متحیر ہوا۔ زمین پر ایک آدمی ظاہرا خراٹے لیتا ہوا منہہ کے بل برہنہ مادر زاد سو رہا تھا۔ تمام قید خانہ مین یہہ بات پھیل گئی۔ داروغہ محبس نے بھی آکر دیکھا یہہ برہنہ سویا ہوا آدمی وہ مالی نکلا جو روز پھول لاتا تھا۔ ایسا غافل سوگیا تھا کہ بڑی دقت سے بیدار ہوا۔ آنکھہ کھلنے پر اُسکو اپنی برہنگی پر بڑی حیرت ہوئی اور چارون طرف سے لوگ دریافت کرنے لگے کہ قیدی کس طرح بھاگ گیا۔ اسنے صاف انکار کیا کہ "مین نہین جانتا ہون مجھے اتنی بھی خبر نہین ہے کہ میرا کپڑا کسنے اتارا ہی ہان البتہ اسقدر خیال ہوتا ہے کہ مرہٹہ سردار نے ہی اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے یہ کام کیا ہوگا۔ مجھے خود تعجب ہے کہ مین اسقدر بیہوش و غافل کسطرح سوگیا۔ اتنا یاد ہے کہ کل شام کو سیواجی نے ایک گلاس شربت پینے کے لئے دیا تھا اسمین ضرور افیون گھل رہی ہوگی۔ اُسکے پینے کے تہوڑی دیر بعد بیہوشی آنے لگی اور مین نشہ مین غافل سوگیا"۔

سب لوگ مالی کی باتون مین آ گئے اور چونکہ پہلے اُسنے کبھی فریب نہین دیا تھا اسکا اعتبار کر لیا گیا اور اسے معصوم و بیگناہ سمجھکر چھوڑ دیا۔ سیواجی بھاگ گیا! کی سب جگہ شہرت ہوگئی۔ چارون طرف تلاش مین آدمی دوڑائے گئے مگر ہنگیر[illegible]

کا کہین پتہ نہین لگا - جب اورنگ زیب کو خبر ملی آگ بگولا بن گیا - سینکڑون
آدمی گرفتار کرنے کی غرض سے اِدہر اُدہر روانہ کیے - تہوڑی دیر بعد معلوم ہوا
کہ شاہزادی روشن آرا بہی مرہٹہ کے ساتہہ بہاگ گئی - بادشاہ کو اس خبر سے اور
بہی رنج پیدا ہوا

باب ششم

दोहा

क्या नहिं अबला कर सकै क्या नहिं सिंधु समाय
क्या नहिं पावक में जलै काल काहि नहिं खाय

سیواجی قد و قامت مین بالکل مالی کی ہمشکل تہا - اُسی کا لباس پہنے ہوئے
بلا روک ٹوک قید خانہ سے نکلگیا اور ڈہیلے ڈہالے کپڑون کی وجہ سے کسی نے
اسکو نہین پہچانا - قید سے نکلکر پہول کی ٹوکری سر پر لئے ہوئے برابر حرم سرا مین
گیا - مالی سے سب سنتری واقف تہے نہان بہی کچہہ روک ٹوک نہین ہوئی اور
اُن کو پہلے سے فہمایش بہی کر دی گئی تہی کہ اُسکے ساتہہ کسی قسم کی مزاحمت
نہ کی جاوے اور نہ پاس آکر اُسکے سامان کی تلاشی لی جاوے - مشرقی ملکون
مین عورتون کو کسی خاص قسم کی بندش منظور ہوتی ہے تو ایک نہ ایک معقول تدبیر
نکال لیتی ہین - سیواجی بیدہڑک حرم سرا مین داخل ہوا - شاہزادی نے کہا کہ آپ
کمرہ بیک کی جہاڑی مین چہپکر میرا انتظار کیجئے مین تہوڑی دیر مین نماز کے

بہانے شہر سے نکلکر اُس خاص جگہ پر پہونچ جاؤں گی۔

اس تجویز کے موافق کامیابی سے کارروائی کی گئی۔ سلطنت میں اُس وقت امن وامان تہا۔ پہلے زمانہ مین کسی کو شہر مین آنے جانیکی اجازت نہین ملتی تھی۔ مگر اس وقت ہر شخص جہان جی چاہتا بے کھٹکے چلا جا سکتا تہا۔ پہاٹک سے باہر نکلکر روشن آرا نے حکم دیا کہ "فلان مسجد مین پالکی لے چلو۔ لیکن جیون ہی کہار کچھہ دور گئے ہون گے کہ وہ پالکی سے نیچے اُتر پڑی اور کہا کہ تمہین صرف ایک لونڈی کو لیکر پرستشگاہ جاتی ہون۔ تم سب لوگ فلان مقام پر میرا انتظار کرنا۔"

آدمی چلے گئے اور شاہزادی نے شارع عام چہوڑ کر مسجد کیطرف سے ہوتی ہوئے جنگل کا راستہ لیا۔

گو روشن آرا کو باہر نکلنے کا موقع نہین ملا تہا۔ مگر پہر بھی اپنی لونڈی کیساتھہ سُنسان و ناہموار راہ مین چلنا شروع کیا۔ دو ایک ادنی قوم کے مسافر کبھی کبھی راہ مین مل جاتے تھے۔ مگر یہہ لوگ اور قومون سے کم بات چیت کیا کرتے تھے اور شاہزادی نے بھی مصلحت نہین سمجہا کہ ان سے کسی قسم کی گفتگو کرے یہ مسافر غریب آدمی تھے اور اُن کی ذات سے اس بات کا اندیشہ نہین تھا کہ شہر مین جا کر خبر پہونچا دین گے اور اُن کی تلاش مین آدمی روانہ کئے جائین گے مگر موقع دوسری طرح کا تہا۔

دو گھنٹہ متواتر چلنے کے بعد جنگل مین سیواجی ملا اور مالی کا لباس اُتار کر روشن

کپڑا پہن لیا -

سیواجی نے کہا کہ" ہم کو اکیلے جنگل سے ہوتے ہوئے چلنا مناسب ہے جب
اس بیابان سے گذر کر دکھن کی طرف پہونچین گے اُسوقت آپ اور آپکی ساتھی
کے لئے گاڑی کا انتظام ہو سکیگا - لیکن جبتک محفوظ جگہ مین نہ پہونچ لین شارع
عام سے علیحدہ ہو کر چلنا چاہیے - شاہزادی! آپ کیا کہتی ہین آپ کی نازک
طبیعت اور مُلایم ہاتھہ پاؤن کے لئے یہہ سفر واقعی مصیبت کا سامنا ہے "۔
روشن آرا - سیواجی! اورنگ زیب کی لڑکی سختی اور مصیبتون کا مُقابلہ کرچکی
ہے - جبتک عورتون کی آزمایش نہین ہوتی اُن کی جفاکشی کا حال معلوم نہین
ہوتا - تیموریہ نسل کی عورتین کسی حالت مین آفت سے نہین گھبراتین -
سیواجی - بہت خوب تشریف لےچلئے - راہ خطرناک ضرور ہے - مگر ہماری مضبوط
ارادون کے سامنے آدھے سے زیادہ خطرے مغلوب ہو گئے ہین -
مُسافر ہوشیاری و احتیاط کے ساتھہ روانہ ہوئے مگر آواز کی آہٹ پا کر چونک
اُٹھتے تھے کہ مبادا کوئی پیچھے نہ آتا ہو جنگل گھنا تھا - کبھی کبھی جب راہ کی ماندگی
ستاتی درختون کے سایہ مین بیٹھکر دم لیتے تھے - جھاڑیون کی کثرت اُن کی
راہ مین رکاوٹ ہو جاتی تھی اور مجبوراً ٹہنیان کاٹ کر راستہ بنانا پڑتا تھا -
شام کے وقت، ایک تنگ و تاریک وادی مین بسیرا لیا جو دو پہاڑیون کے
درمیان واقع تھی - گیدڑون کی خوفناک آواز اور وقتاً فوقتاً جھاڑیون کی

چرچراہٹ سے معلوم ہوتا تہا کہ اور لوگ بھی وہان ٹھہرے ہوئی ہین مسافرون
نے جنگل کے درندون کے خوف سے آگ روشن کی اور سیواجی نے زمین میں
ایک بانس قایم کرکے اُسکے اوپر کپڑا ڈالکر خیمہ بنا دیا اور نیچے تھوڑی سی
خشک گھاس بچھاکر شاہزادی اور اُسکے ساتھی کے لیے بستر تیار
اس وادی کا راستہ تنگ پہاڑیون کے درون ہین سے تھا۔ مرہٹہ سردار
بطور محافظ عین راہ پر آکر ٹھہر گیا کہ جس مین اگر اورنگ زیب کے آدمی سُراغ لگاتی
ہوئے آنکلیں تو آسانی سے پتہ لگ سکے۔ جنگل اسقدر گھنا تھا کہ وہ چار
قدم کے آگے کی چیز نہیں دکھائی دیتی تھی لیکن اپنے وطن کے جنگلون مین
رہنے کے سبب سے سیواجی کی تیز نگاہ اندھیرے مین چلتی ہوئی چیزون کی
حرکت دیکھنے کی عادی ہوگئی تھی۔ تھوڑی دیر تک یون ہی سنسان جنگل
مین ادہر اُدھر گھومتا رہا۔ استنے مین آدمیون کے آنیکی آہٹ معلوم ہوئی
آگے بڑھکر دیکھا تو اورنگ زیب کے گارد کی جماعت آرہی تھی جس مین اُنکی گنتی
صرف ۱۰ سپاہی تھے اور ایک شخص سب سے آگے مشعل لیے ہوئے راستہ
دکھلاتا آتا تہا۔ مرہٹہ خیمہ کیطرف دوڑ گیا اور آگ جو جانورون کے دور رکھنے
کی غرض سے روشن کر رکھی تھی بجھا دی اور شاہزادی اور لونڈی کو جگا کر اور
گھنی جھاڑی کے کنارے لیجاکر بیٹھا دیا اور کہا کہ "جب تک مین نہ آؤن
اسی جگہ ٹھہرے رہو" اسنے کہا "مین ان تعاقب کرنے والون کا کام تمام کرنی جاتا ہون"

جو یہان تک آ گئے ہین - اگر ناکامیابی ہوئی تو کسی طرح اُن کے ہاتھہ زندہ
نہ گرفتار ہون گا - آپ کی قصورون کی معافی ممکن ہے مگر مین مورد عتاب
ہون گا - اگر مین مرگیا تو آپ اپنے باپ کے پاس چلی جانا - وہ پھر بھی آپ
کی دلجوئی کریگا -

روشن آرا - کبھی نہین ! میرے ہاتھ مین خنجر ہے - جسوقت سیواجی زمین
پر گریگا - میرا بھی کام اُسی لمحہ مین تمام ہوگا - مین اب دوسری بار تُم سے جدا
ہونا نہین چاہتی -

سیواجی - یہ خطرہ کا کام ہے اگر مین کامیاب ہوا تو خیر ہل رہین گے ورنہ
موت کا سامنا ضرور ہے -

روشن آرا سے بغلگیر ہوکر وہ جلد وادی کی راہ پر آرہا - اس عرصہ مین مُغل وادی
سے صرف ۱۰۰ گز کی دوری پر تھے - مرہٹہ نے دونون ہاتھہ مین کرچ لیلی اور مین
راہ کے کنارے ایک گھنی اور چھوٹی جھاڑی مین چھپ رہا - جیون ہی مشعلچی
اُس جگہ پہونچا سیواجی نے کلیجہ مین کرچ بھونک دی اور مشعل چھین کر پیر سے
بجھا دی اور دوسرے ہاتھہ سے جماعت کے پیشوا کے سینہ مین خنجر مار دیا - یہ
صرف دو لمحہ کا کام تھا - دشمن گھبرا گئے - سیواجی کی آنکھین تاریکی مین دیکھنے کی
خوگر تھین - دشمنون کو آسانی سے دیکھتا تھا مگر وہ اُسکو نہین دیکھہ سکتے تھے
اُسنے ایک ایک کرکے چار آدمیون کو ختم کر دیا - مگر اُن کو نہین معلوم ہوا کہ یہہ

موت کے حملے کس جانب سے ہو رہے ہین۔ دشمنون کو تمیز نہین ہوتی تھی کہ کدہر ہتھیار چلادین۔ چہہ مغل زمین پر پڑے ہوئے خون مین لت پت ہو رہے تھے۔ دو اور نے بھی اُن کا ساتھہ دیا۔ تیسرے کی بھی ایسی ہی حالت ہوئی اور اب صرف ایک کا کام تمام کرنا باقی رہ گیا۔ مرہٹہ اُس کی طرف جھپٹا اور دُشمن کے خنجر چھیننے کی کوشش کی۔ تلوار تو ضرور چھین لی مگر اس کُشتم کُشتا مین کرچ زمین پر گر پڑی اور اسکا ملنا دُشوار ہوا۔

دونون بلا ہتھیار ہو گئے۔ خوب کُشتی ہونے لگی۔ مغل طویل القامت اور قوی شخص تھا۔ مگر چستی و چالاکی مین مرہٹہ کی گرد کو بھی نہین پہونچ سکتا تھا۔ وہ اپنے چالاک دُشمن کے نیچے مغلوب ہو کر گر پڑا مگر سیواجی کو دبوچ رکھا سیواجی نے اسکا گلا پکڑ کر چاہا کہ دبا کر مروڑ دے مگر نا اُمیدی کی حالت مین مغل نے جوش مین آکر سیواجی کے پیرہن اپنا پیر اڑا کر سر پر اُٹھا لیا اور پیٹھ پر سے کئی فیٹ کے فاصلے پر پھینک دیا۔

اتفاقاً مرہٹے کا پیر مغل کی تلوار پر پڑ گیا جو نوچ کھسوٹ کے وقت زمین پر گر گئی تھی اور اُسنے خنجر اُٹھا کر قبل اس کے کہ مغل اُٹھہ کھڑا ہو اُسکے جسم مین بھونک دیا۔ اس طرح تاریکی مین سیواجی نے اکیلے دس آدمی مارے اور اُس کے بدن پر ایک خراش بھی نہین آئی۔

دو چار لمحہ دم لینے کے بعد وہ شاہزادی کے پاس گیا جو راہ تک رہی تھی

تمام رات جنگل مین کاٹی اور گو وہان کثرت سے جانور رہتے مگر خوش قسمتی سے کوئی اُدھر نہین آیا۔ دوسری صبح پھر اُسی خطرناک راہ سے روانہ ہوئے شاہزادی کی مستعدی و استقلال اورنگ زیب کی اولاد کے شایان تھا۔ جنگل کے کنارے ایک گانوُن مین پہونچکر دو دُبلے پتلے ٹٹّو خرید کیے اور وہان سے آہستہ آہستہ منزلین طے کرتے متھرا۔ بنارس ہوتے ہوئے جگناتھ جی پہونچے اور پھر حیدرآباد کی طرف سے گذرتے ہوئے اپنے خاص کوہستانی وطن مین جا داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ جری اور جانباز سپاہیون کا جتھا از سرِ نو سیواجی کے ساتھ اکٹّھا ہوگیا۔

شاہزادی کے نکل بھاگنے کے بعد ہی بادشاہ سخت بیمار پڑ گیا۔ کسیکو پھر مرہٹہ سردار کے تعاقب کا خیال نرہا ہر کس و ناکس بادشاہ کی حالت دیکھکر مشوش ہو رہا تھا۔ تمام سلطنت مین ایک قسم کی اُداسی چھا گئی تھی کیونکہ گو اورنگ زیب مین حد درجہ کی ریاکاری اور دغابازی تھی مگر اُسکا طرزِ حکومت عاقلانہ تھا۔ ملک کے امن و امان مین خلل کا نام تک سُننے مین نہین آتا تھا نفسانیت اور عیب اس مین ضرور تھے مگر اُس کی انتظام سے ملک کی عام حالت اچھی تھی اور چونکہ وہ جبر و ظلم کا کام مذہبی جوش کے پردہ مین کرتا تھا ایک بڑا طبقہ رعایا کا ہمیشہ سچّے دِل سے اُس کی تعظیم کیا کرتا تھا۔ آخرکار بادشاہ کو صحت حاصل ہوئی اور اُسنے اپنے دل سے روشن آرا کا خیال بالکل

دور کردیا۔

کچھ عرصہ کے بعد شاہی دربار مین ایک نوجوان شخص داخل ہوا جسکے ساتھ اورنگ زیب نہایت مہربانی سے پیش آتا تہا۔ مگر یہ کوئی نہین جانتا تہا کہ یہہ جوان کس نسل سے ہے اور کہان سے آیا ہے۔ بادشاہ کی خاص مہربانی دیکھکر لوگون کو اور بہی زیادہ حیرت ہوا کرتی تہی۔ یہ شخص بہت حسین تھا عمر صرف ۱۷ برس کی تہی مگر فوجی اور دلیری کے کام مین نہایت چالاک تہا سیر و شکار مین بادشاہ کے ساتھ ہمیشہ بیخوفی سے درندون کا مقابلہ کیا کرتا تہا درباری اُمراء اُس کی شجاعت دیکھکر دنگ تھے۔ اکثر لوگ آپس مین پوچہا کرتے تھے کہ یہہ کون ہے۔ مگر اعلیٰ۔ ادنےٰ۔ عالم۔ جاہل وزیر۔ امیر سب اس راز سے بیخبر تہے رفتہ رفتہ یہہ نوجوان تمام درباریون مین ہردلعزیز ہوگیا۔ یہی نہین کہ اُس مین صرف شجاعت اور دلیری ہی تہی بلکہ لیاقت اور قابلیت مین بہی فرد تھا۔ اورنگ زیب درباریون کی زبان سے اُس کی تعریف سُنکر خوش ہوتا اور اُن کے خیال کی تائید کیا کرتا تہا۔ بارہا یہہ جوان یعنی اُزبکون کے مقابلہ مین بھیجا گیا اور ہمیشہ نیکنامی کے ساتھ فتحیاب رہا۔ بادشاہ کو اُمید تہی کہ یہہ اپنے وقت کا نہایت بہادر جنرل ہوگا۔ علاوہ فوجی لیاقت کے ملکی معاملات سمجھنے اور پولٹیکل پیچیدگیون کے حل کرنے مین بہی اُس کی عقل رسا تہی۔ دو چار درباری اس کمسن لڑکے پر بادشاہ کی مہربانی دیکھکر کُڑہا کرتے تہے

مگر زیادہ تر اُمراء ہمیشہ حمایت مین رہتے تھے۔

باب ہفتم

بس طرح انہین بہم ملایا | بچھڑے ہوئے سب ملین خُدایا

دہلی سے واپس آنے پر کیکو سیواجی کے مقابلہ کی تاب نہین ہوئی اور اُسنے جلد اپنا ملک جو قید کے ایام مین ہاتھ سے نکلگیا تھا پھر لے لیا۔ تمام پہاڑی قلعے ہاتھ مین آگئے اور اب اُس کی حالت ایسی اچھی ہوگئی کہ دکن مین اچھی طرح بادشاہ کے رسوخ کو پست کرسکتا تھا۔ چند مہینون کے عرصہ مین پچاس ہزار سپاہیون کی جمعیت تابع فرمان ہوگئی جس مین سب کی سب منتخب دلیر و تنومند جوان تھے اور پہاڑی ملکون کی بود و باش نے اُن کو جفاکش اور محنتی بنا رکھا تھا۔ اپنی قوت اور سپاہیون کی مردانگی دیکھکر سیواجی کی نیت ہوئی کہ قید سے نجات پانیکے واقعہ کو کسی دلیرانہ مُہم پر فتح حاصل کرکے مشہور کرنا چاہیے۔

برسات کے موسم مین پندرہ ہزار سپاہیون کی فوج لیکر سورت کی طرف کوچ کردیا کیونکہ ان ایام مین غنیم کے حملون کے خوف سے بیفکری رہتی ہے۔ ایک دن صبح کے وقت ایک سوداگر مختلف قسم کا اسباب لئے ہوئے شہر مین آیا اور چونکہ اُسکے پاس اعلیٰ درجہ کا قیمتی سامان موجود تھا اور وہ خود بھی جلدا اور

بڑے سیرے کا خوش مزاج آدمی تھا۔

دولتمند اور رئیسون نے آسانی سے اپنے مکانون مین آنے دیا۔ اُس زمانہ مین سورت کی شہرپناہ بالکل کچی تھی جسکو کوئی بھی دلیر حملہ آور آسانی سے کھود کر گرا سکتا تھا۔ شہر کے متمول باشندے اپنی دولت اور تجارت کے نشہ مین مست ہوکر امن و امان سے دن کاٹتے تھے اور بھول کر بھی دشمن کے حملہ کا خیال دل مین نہین آتا تھا اور برسات کی سبب سے اور بھی بے پرواہ ہوکر خوب غفلت کی نیند مین چور ہو گئے تھے۔ سوداگر اپنا بُقچہ دبائے شہر کے کُل حصّون مین گھوم آیا اور سب لوگ علی الخصوص دولتمند سوداگرون نے خوب آؤ بھگت کی اور خاطر تواضع سے پیش آئے۔ تین دن تک برابر شہر کا چکّر لگایا گیا اور جب سب مال و اسباب فروخت ہوگیا شہر والون سے مل ملاکر اپنا رستہ لیا۔ سیواجی نے پہلے محاصرہ کی نیت سے اپنی جماعت کے دو حصّے کرکے دو خاص جگہون مین ٹھیرا رکھا تھا جس مین شہر والون کو کوئی خدشہ نہ پیدا ہو۔ اب اُسنے فوج کو یکبارگی وہان سے علیحدہ ہو جانے کا حکم دیا اور صرف تھوڑی سی جماعت کو وہان ٹھیراکر ہدایت کردی کہ تم لوگ رات بھر مشعل روشن رکھنا اور شور و غُل کرتے رہنا جس مین دیکھنے والون کو یقین ہو جاوے کہ بہت بڑی فوج آکر خیمہ کش ہوئی ہے۔ سورت والون کو دشمن کے آنیکا گُمان تک نہین ہوا تھا۔ دن کے وقت حسب معمول بازار بیوپاریون سے بھرا ہوا تھا۔ خرید و فروخت

جاری تھی - رات کو سب اپنے گھروں مین جاکر بیفکری سے سو رہے - یکایک آدھی رات کیوقت ہتھیاروں کی کڑک سنکر چونک پڑے اور عورتون مردون کی چیخ اور چلاہٹ کی آواز سنکر متحیر ہو گئے - معلوم ہوتا تھا کہ دشمن مکانوں کے اندر داخل ہو گئے ہین مگر تاریکی کی حالت مین دوست و دشمن کے درمیان تمیز کرنا مشکل تھا - ہتھیاروں کے بجنے کی آواز چاروں طرف سے کان مین آرہی تھی اور اُسکے ساتھ مرتے ہوے اور نا امید آدمیون کی چیخ بھی ملی ہوئی تھی - خوف نے اور بھی خطرہ کو بڑھا دیا تھا - دشمنون کی تعداد کثیر معلوم ہوتی تھی اور گلی کوچون مین سیلاب یا باد سموم کی طرح باشندون کی جان و مال کی بربادی کر رہے تھے - کسیکو مقابلہ کی تاب نہین تھی - برسون کے امن و امان عیش و آرام نے شہر والون کو بالکل بے مصرف بنا رکھا تھا اور اس سبب سے اُن کی کاہل الوجودی سے دشمن آسانی سے غالب آ گئے -

صبح ہوئی چارون طرف بربادی و ویرانی کا منظر پیش نظر تھا - مرہٹے سورت پر قابض ہو گئے اور وہ سوداگر جسکے ساتھ شہر والے اسقدر مہمان نوازی سے پیش آئے تھے مرہٹہ سردار نکلا اور اب اسنے اپنے فروخت شدہ مال کے واپس کرنے کا حکم دیا اور اُن سے خاطر خواہ خراج لیکر امن بخشا - شہر والون کے مطیع ہو جانے پر سپاہیون کو مار دھاڑ سے قطعی ممانعت کر دی گئی - دولتمند سوداگرون اور بڑے بڑے کارخانہ والون نے اپنا خزانہ دکھلایا اور معقول رقم

نذرین دیگر لگو خلاصی پائی - تین دن تک برابر اسی طرح شہر لٹتا رہا - مگر باشندوں پر سوا اُن کے مال و متاع لینے کے اور کسی قسم کی سختی نہین کی گئی - سیواجی اور اُسکے سپاہی لوٹ کا مال پاکر خوب آسودہ ہو گئے - اسکے بعد سیواجی نے سورت کو چھوڑ دیا - اس لوٹ مین دس کروڑ کا مال مرہٹہ کے ہاتھ لگا -

اورنگ زیب سورت کے لُوٹے جانیکی خبر پاکر سخت درہم برہم ہوا - کیونکہ بادشاہ کی نگاہ مین اس قسم کی لوٹ مار لڑائی کے قاعدون کے برخلاف تھی اور کوئی بادشاہ یا سپاہی اسکو کبھی پسند نکریگا -

اب اسنے اخیر مرتبہ مُستقل ارادہ کیا کہ فوج بھیجکر ہمیشہ کے لئے سیواجی کا خاتمہ کر دینا چاہیے - شاہی حکم سُنتے ہی ایک لاکھ کی جمعیت ایک تجربہ کار جنرل کے زیر کمان دکن کی مُہم پر روانہ ہوئی - نوجوان شخص بھی جسکے اوپر بادشاہ کی اسقدر مہربانی تھی اور جسکا ادپر ذکر آگیا ہے جنرل کی مدد کے لئے بھیجا گیا - اس کمسن لڑکے کو پوری اُمید تھی کہ بادشاہ کے زبردست و شہزور دُشمن کو ضرور پیٹھ دکھلائیگا - اس کی نسل کا حال کسی پر ظاہر نہین تھا اور اُسکو اورنگ زیب نے منصب اعلی پر ممتاز کیا تھا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھتا تھا - مگر نوجوان کے اخلاق و مروت کے سبب سے قریب قریب سب درباری اُسکو چاہتے تھے اور اُسکو اس عزت کا مستحق سمجھتے تھے اور شاذ ہی ایسے دو ایک امیر ہون گے جنکو حسد ہوتا تھا -

جب مُغل فوج لیکر دکن مین آیا سیواجی کے پاس کثیر التعداد فوج دیکھی - شہزور مرہٹہ وقت بیوقت دُشمنون کو غفلت مین پاکر چڑھ آتا اور دم کے دم مین سینکڑون آدمیون کا کام تمام کردیتا تھا - دُشمنون کے خیمہ مین تہلکہ پڑگیا - مرہٹون نے رسد کے ذریعے بند کردئے اور اُن کی فوج روز بروز کم ہوتی گئی - سیواجی جانتا تھا کہ شاہی فوج قواعد دان ہے اور مرہٹون کی قلیل جماعت اُن کا مقابلہ کرکے کبھی فتحیاب نہین ہوسکتی - اس خیال سے وہ کبھی میدانِ جنگ مین نہین آتا تھا - مغلون نے مرہٹہ سردار کو پہاڑی قلعہ سے نکالنے کی ہزار تدبیرین کین مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی - آخرکار پلٹن کا جی ٹوٹ گیا - جرنل سے روزبروز درخواست کرنے لگے کہ یا تو یکبارگی پہاڑیون پر حملہ کرنیکی اجازت دو یا دارالسلطنت کو واپس چلو - ناحق کی تکلیف اُٹھانا اور خوفناک جگہ مین رہکر دُشمن سے مُنہ بھیڑ بغیر اپنی طاقت ضایع کرنا فضول ہے -

سپاہیون کی رفع شکایت کی غرض سے نوجوان افسر نے بیس ہزار فوج لیکر پہاڑی پر چڑھنے اور دُشمن سے لڑنے کی خواہش ظاہر کی - جنرل انچیف نے یہ رائے پسند کی اور جوان کمانڈر اپنا رسالہ ساتھ لیکر پہاڑ کی جانب روانہ ہوا - سیواجی کو حسب معمول میدان مین لڑنے سے اعتراض تھا اور ہمیشہ حکمت سے دُشمن کے زیر کرنے کا موقعہ تلاش کرتا تھا -

ایک دن صبح کے وقت مغلون کے خیمہ پر حملہ ہوا - نوجوان افسر نے خیمہ کے

پہیے سے دشمنون کا مقابلہ کیا اور پہاڑ کے وادیون تک جاکر اُنکا تعاقب
کیا۔ کتنے تو وہین اُسکے ہاتھہ سے صاف ہو گئے اور کئی ایک گرفتار کر لیے
گئے۔ تعاقب کے جوش اور اپنی دلیری کے زعم مین یہہ شخص فوج سے بہت دور
نکلگیا اور جیونہی ایک تنگ وادی مین داخل ہونے کے ارادے سے قدم
بڑھایا کسینے تیر چلایا جو اُسکے ہاتھون کو زخمی کرتا ہوا نکل گیا۔ زخم سے
گھبرا کر تعاقب کے خیال مین گھوڑے کو ایڑ لگائی اور یہہ نہین سوچا کہ مین اکیلا
ہون۔ اتفاقاً کسینے گھوڑے کو گولی ماردی اور جوان زمین پر آرہا۔ اُٹھکر
پیچھے نگاہ کی تو ایک مغل بھی نہین دکھلائی دیا۔ ارادہ تہا کہ جلد واپس چلکر
فوج مین مل رہے۔ اِتنے مین ایک مسلح مرہٹہ اُس کی طرف آتے ہوئے نظر پڑا
چپ چاپ کھڑے ہوئے اُسنے انتظار کیا اور اُسکو غیر معمولی دشمن سمجھکر پوچھا
کیا مین مرہٹہ سردار کو دیکھتا ہون ؟

مرہٹہ۔ تم کیون ایسا سوال کرتے ہو؟

نوجوان مغل۔ کیونکہ مجکو اُسی کی تلاش ہے اور مین دو بدو اُسکا مقابلہ کرنا چاہتا ہون

مرہٹہ۔ تب تو تمہاری مُنہہ مانگی مُراد بر آئی۔ لو سیواجی تمہارے سامنے کھڑا ہے۔
اسکے بعد پھر کوئی بات چیت نہین ہوئی۔ دونون ایک دوسرے کے مقابل آگئے
کُشتی شروع ہوئی مغل ہاتھہ کی درد اور خون نکلنے کے سبب کسیقدر کمزور ہو گیا تھا اور اچھی طرح
خاطر خواہ نہین لڑ سکتا تہا۔ سیواجی چالاکی اور قوت مین اُس سے زیادہ تہا

فوراً کمر سے خنجر نکال کر اُدھر حریف کے سر پر ضرب شدید لگا کر زمین پر گرا دیا۔ مُغل بیہوش ہو گیا اور آسانی سے دُشمن کے ہاتھ آ گیا۔ مگر یہہ دُشمن صرف بہادر ہی نہیں تھا بلکہ سخاوت۔ مروّت اور رحمدلی مین بھی فرد تھا۔ اپنے دُشمن کی کمسنی اور خوبصورتی کو دیکھکر جوان کا سر اُٹھا لیا اور ہوش مین لانے کے ارادہ سے اُسکے کپڑے کھولڈالے اور داہنے سینے پر بھالے کی نوک کا داغ دیکھکر متعجب ہوا۔ چند اپنے آدمیون کو بُلایا اور افسر کو اُٹھوا کر قلعہ مین لیگیا۔ سر پر خنجر کی ضرب شدید ضرور لگی تھی مگر زخم نہین پہونچا تھا۔ پیچدار مُغلانی پگڑی نے اُس موقعہ پر صدمہ سے صاف بچا دیا

ہوش آنے پر نوجوان مُغل نے آپ کو دُشمنون کے ہاتھ مین پایا۔ ہاتھہ پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔ شام کے وقت اِتنی قوّت آ گئی کہ سیواجی نے قلعہ کے اندر لاکر نظر بند کر دیا۔ دوسرے دِن مُغل روشن آرا کے سامنے پیش کیا گیا شاہزادی نے بڑے تپاک اور اخلاق سے استقبال کیا۔ اس طرح پر کہ مُغل کو اُسی وقت اپنے قید ہونیکا خیال یکبارگی جاتا رہا۔

سیواجی نے ملامیت سے استدعا کی کہ "آپ ذرا اپنا سینہ کھول دیجیے" مُغل نے شاہزادی کے روبرو بند کھولدئے۔ تھوڑی دیر تک روشن آرا تنجیرا دیکھتی رہی۔ پھر جھپٹ کر اُس کی گردن سے چمٹ گئی۔ رونے لگی اور چلائی "میرا بچہ میرا کھویا ہوا بچہ تو آج خوشی اور آزادی کی جگہ مین آیا۔ دیکھہ جس نے

تجھکو مغلوب کیا ہے تیرا باپ ہے اور مین تیری مان ہون - تیرے سینے کا داغ جو دنیا مین آنے سے پہلے خدا کے ہاتھہ سے بنایا گیا تہا ایسی علامت ہے کہ جسکے پہچاننے مین کبہی غلطی نہین ہو سکتی -

جوان متحیّر ہوا - مگر اُس کی زندگی کے بعض بعض واقعات پیچیدہ اور لاینحل عقدہ کیطرح دل مین کہٹکتے تہے اور کبہی آجتک اُن کو حل نہین کیا تہا اب روشن آرا کی باتین سُنکر وہ رازِ سربستہ کی طرح کہُل گئے - سیواجی اپنے لڑکے سے بغلگیر ہوا اور اُس لڑکے نے اپنی زندگی کے واقعات اِس طرح بیان کیے "میری پرورش ایک ہندوستان گانون مین ہوئی ہتی جنکے سپرد میری پرداخت و تربیت ہتی وہ ضرور مہربان تہے - مگر مجہے اُن کی صحبت سے خوشی نہین ہوتی تہی - علم ادب مین مین نے ایک مسلمان عالم سے تعلیم پائی ہتی اور جودت طبعی کی مدد سے ہتہیارون کے استعمال اور جنگی ورزشون کے سیکہنے مین جلد مشاقی حاصل کرلی تہی - پرورش کرنے والے میری بہت تعظیم کرتے تہے اس سبب مجہے شک ہوتا تہا کہ مین کسی معزز و شریف تر نسل سے ہون - پندرہ برس کی عمر مین اورنگ زیب کے دربار مین میری طلبی ہوئی اور بادشاہ نی مجہے منصب اعلی پر ممتاز کیا"

والدین اور کہوئے ہوئے لڑکے کا ملاپ نہایت دردانگیز و رقت خیز واقعہ تہا - سنبہاجی (بعد کو نوجوان شخص تواریخ مین اسی نام سے مشہور رہا) اپنے

ماں باپ سے ملکر بہت خوش ہوا اور اب شاہی دربار میں واپس جانے کا خیال بالکل بُھلا دیا۔

تھوڑے عرصے میں جب زخم انگور ہو گیا اور جسم میں چلنے پھرنے کی قوت آئی وہ ایک دِن شاہی فوج میں گیا۔ فوج میں یہ شخص ہر دلعزیز تھا اور چونکہ آدھی سے زیادہ راجپوتوں کی تعداد تھی۔ یہ لوگ بآسانی سمبھاجی کی باتوں میں آگئے اور باغی ہو کر سیواجی کے زیرِ اطاعت رہنے پر راضی ہو گئے۔ ایک روز آدھی رات کے وقت آدھی کے قریب فوج مرہٹوں سے جا ملی۔ مُغل جرنل یہہ حال دیکھکر خوف و حیرت میں آگیا اور مرہٹہ کے مُقابلہ کی تاب نہ لاکر فوراً دکن سے کوچ کر دیا اور دلّی پہونچکر اپنی ناکامیابی۔ فوج کی بغاوت اور دُشمن سے مِل جانیکا حال بادشاہ سے کہہ سُنایا۔ بادشاہ غمگین ہوا اور سمجھا کہ اب دُشمن نہایت زور آور اور پہلے سے زیادہ خطرناک ہو گیا ہے۔ اپنے گھر میں نا اتفاقی کی آگ بھڑکتی دیکھکر اور بھی فکرمند ہوا اور نوجوان شخص کی نمکحرامی۔ جسکی دربار میں ایسی عزت تھی اور جسکی آیندہ ترقی کا اسقدر خیال تھا سوچکر افسوس کرنے لگا۔

سیواجی جنوبی ہند میں نہایت طاقتور بادشاہ بن گیا۔ فوج میں پچاس ہزار پیادہ اور ایک لاکھ سوار تھے اور شاہی فوج کو متواتر شکست دینے کی وجہ سے قُرب و جوار کے راجے اور نواب اُس سے خوف کھانے لگے۔ اپنا رُعب داب قایم کرنے اور ساتھیوں کی نگاہ میں بادشاہ بننے کی غرض سے اُسنے مغلوں

کے اُصول کے موافق تخت نشینی کا جلسہ کیا اور طلا اور قیمتی جواہرون مین تُلنے کے بعد برہمنون کو خیرات دی اور اس موقع پر جو جو کارروائیان کی جاتی ہین کوئی بھی فروگذاشت نہین ہوئین۔

اُس وقت سے مرتے دم تک سیواجی کا اقبال برابر عروج پر تھا۔ سنہ ۱۶۸۰ع مین پچاس برس کی عُمر مین اس دارِ ناپائدار سے کوچ کیا اور سمبھاجی اُس کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ شاہزادی روشن آرا بھی شوہر کی وفات کے بعد بہُت دِن تک زندہ رہی

تمت

طیّار ہو گیا

مہاراجہ چندر گُپت اور سکندر اعظم کی پوتی کی شادی کا بیان۔ قیمت صرف ۴ر درخواست خریداری بنام بابو سنیوبرت لال مینیجر مشرز وارین اینڈ نیفیو سوداگران شہر بریلی اور مینیجر مطبع دبدبۂ سکندری شہر میرٹھ آنی چاہئیں۔

اِشتہار مُفید عام

سنگھفور۔ دنیا مین کون نہین جانتا اطبّاے یونانی اس دوا کو قوت باہ کے لئے خدا سمجھتے ہین جسکی تعریف کسی طبیب سے دریافت کر لو یا طب کی کتاب مین دیکھہ لو اور آج تک

ہندوستان میں صرف اس کا نام ہی نام تھا کسی نے آنکھ سے نہیں دیکھا تھا۔ دریائے نیل
کی طغیانی نے یہہ ہندوستان کی دعوت کی ہے یہ دوا کبھی نہیں آئی صرف تین برس ہوا آنے
لگی ہے قیمت فی جوڑی ۳ ہے۔ جو لوگ اسکا نسخہ جانتے ہوں وہ ہمارے یہاں سے طلب کریں
ورنہ اسکا جوہر اصلی معجون اسکی مٹھائی بنی بنائی ہمارے کارخانہ سے طلب کریں جوہر فی
شیشی ۲ ہے۔ معجون فی تولہ ۱ مٹھائی فی پونڈ ۲ ہے۔ اتنا ضرور خیال رہے کہ قوت کے
لئے یہہ چیز بڑی اکسیر ہے۔

ملک آف روز۔ یہ وہ دوا ہے جسنے ہزاروں مرد اور بدصورت عورتوں کو خوبصورت
بنا کر مقبول خلائق کر دیا ہے۔ واقعی یہہ دوا عجیب الاثر ہے۔ بڑھاپے کی جھریاں اور چیچک
کے داغ جسکے بھرنے کے لئے سیروں گوشت کافی نہوگا ملک آف روز کے لگانے سے فوراً زائل
ہو جائینگے۔ ساتھ ہی اسکے جلد کو الیاص اور شفاف اور نرم خوبصورت بنا دیتا ہے کہ جسکی
انتہا نہیں۔ اب ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جو دوا اسقدر جوہر رکھتی ہوگی وہ کس طرح خوبصورت
نہ بنائیگی۔ اس دوا کا ایجاد ہی صرف خوبصورت بنانیکے لئے ہوا ہے جسکے واسطے سینکڑوں
ڈاکٹروں نے سندیں دی ہیں اور شاہی تمغے ملے ہیں۔ درجہ اول ۲ درجہ دوم ۸

کانوں کے کل امراض کی مجرب دوا۔ یہ سونے کے قطرے امراض گوش مثلاً
جھنجھناہٹ۔ پیپ۔ بھنبھناہٹ۔ کانوں کا درد۔ پردوں کا ورم۔ کانوں کا بہنا۔ بوجہ
گرمی دہشتناک آواز سے بہرا ہونا۔ کانوں میں گولی کی سی کھٹکھٹاہٹ پیدا ہونا۔ کم سنائی دینا
وغیرہ [illegible] بہرا [illegible] قیمت

عطر و تمباکو

دام تمباکو مشکی خوردنی روپیہ کا پانچ تولہ - درجہ اول ۲ تولہ

درجہ خاص نہایت ہی خوشبودار فی تولہ ۸/

اور ہر قسم کے عطریات فی تولہ ۸/ سے لیکر للعہ تولہ تک

اور تیل خوشبودار ہر قسم کا عہ سیر سے للعہ سیر تک کا

ہمارے کارخانہ سے منگواکر ملاحظہ فرمائیے- ناپسند ہونے

پر واپسی کی شرط اور حرمانہ مین محصول ڈاک وغیرہ ہمارے ذمہ

مفصل فہرست مع ناول صرف درخواست آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے

کتب ذیل مندرجہ مطبع دو بادر پن شہر میرٹھ سے بھی مل سکتی ہیں۔

دلچسپ کتابیں

انگریزی

(۱) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۷؍ (۲) بیربر و اکبر کے مذاق ۱۳؍

عربی

(۳) عربی پرائیمر ...... ۲؍

اردو

(۴) سیواجی و اورنگزیب کی دختر کی شادی ۳؍ (۵) مہاراجہ چندر گپت و سکندر اعظم کی
پوتی کی شادی ۲؍ (۶) کبیر مہارانا صاحبان اودیپور نوشیروان عادل کی پوتی کی
(۷) سدھارتھ گوتم بدھ ۱؍ (۸) بدھ دھرم کا علم اخلاق ۱؍ (۹) ہندو دھرم
بدھ مذہب کے درمیان مشابہت مطابقت و باہمی مناسبت ۱؍ (۱۰) انگلش سوسائٹی
کے آداب ۲؍ (۱۱) تماکو استعمال کرنیکے نتیجے ۱؍ (۱۲) پنجہ نگاریں ایک ہی عبارت میں پانچ بحروں میں پانچ قصے

ہندی

(۱۳) سیواجی و اورنگزیب کی لڑکی کی شادی ۲؍ (۱۴) اکبر و بیربر کا مذاق ۸؍
(۱۵) نسیر کتھا مالا ۵؍ (۱۶) دل لگی کی پڑیا پانچ حصے ۱۰؍ (۱۷) چندر سبھا ناٹک ۲؍
(۱۸) اکبر و بیربر کے کبت ...... ۲؍ (۱۹) بلبی سنتر کی سوانح عمری ۲؍
(۲۰) ہاسیہ رس ۴؍ (۲۰) انگریزوں سے ملنے ملانیکے قاعدے

المشتہر
سورج نراین سنگھ پردہ نافو نگو بانی کا گھانہ گوپی گنج ضلع مرزاپور

جوش الفت

جسکو

لالہ امرناتھ صاحب محسنؔ امرتسری

نے

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے ساتویں سالانہ جلسہ

کی تقریب پر تیار کرکے پڑھا

اور

بابو بشن سنگھ نے اپنے خرچ سے چھپواکر مفت تقسیم کیا

۲۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء

مطبع ریاض ہند امرتسر علیجاہ کی

التماس

یہ ناچیز نسخہ

بلحاظ اس دلی اور دیرینہ الفت و سچے اخلاص
کے بطور تحفہ لالہ نند لعل صاحب سکریٹری
امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کی خدمت میں
پیشکش کرتا ہوں ٭ ۵

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیازمند

محسن

جوشِ اُلفت

نہ ہو بوئے وفا جس گل میں اُس سے خار بہتر ہے — رفیقِ بے محبت سے عدو یا مار بہتر ہے

رئیسِ رنج دہ سے مفلس نادار بہتر ہے — ضیائے مہر شر انگیز سے زنگار بہتر ہے

وہ سونا بھاڑ میں جائے جو کانوں کو اذیت دے

جلے وہ گوشوارہ جو دمِ زینت مصیبت دے

محبت چاہئے اُس سے جسے اپنی محبت ہو — مصیبت میں مصیبت ہو مسرت میں مسرت ہو

اگر دل تنگ ہوں تو اُسکی بھی غنچہ کی صورت ہو — اگر ہوں دل شگفتہ تو مثالِ بو و نگہت ہو

بنے سنبل کا گلدستہ پریشانی ہماری سے

مثالِ ابر چھا جائے ہماری اشکباری سے

عجب وہ ناخدا ہے جو بھنور میں کشتی لے آئے — اِدھر ہو شورِ طوفاں کا اُدھر وہ بھیرویں گائے

حباب اُٹھیں تو وہ آبِ رواں کا رنگ دکھلائے — اِسے یہ دل لگی سوجھے بلا اوروں پہ ہے آئے

بلا اہلِ سفینہ پر جو لائے آشنا کیسا ٭
پتہ جو دے نہ منزل کا وہ خضر اور رہنما کیسا

شناور بحر مے کے مٹے کو سمجھیں خضر سے بڑھکر ۔ جو قطرے ٹپکیں بوتل سے دھریں نام اسکا وہ گوہر
غضب ہے آنکھوں والے بنگئے اندھوں سے بھی بدتر ۔ پڑے کیا شیشۂ دانش پہ رکھے ہائے اب پتھر

یہ آبِ خضر کو آبِ رہِ ملکِ بقا سمجھیں
ہمیں حیرت یہ ہوتی ہے کہ ان اندھوں کو کیا سمجھیں

بشر کے سر پہ جب یہ پہلے پہلے ہے بلا آتی ۔ تو وہ چوری چھپی پیتا ہے یہ ظاہر نہیں ہوگی
مگر کچھ دن میں ہے کمبخت طشت از بام ہو جاتی ۔ چھپانے سے بھلا ہے آگ کہیئے کا کبھی چھپتی!

یہ ان اندھوں کو مصرع جا کے کوئی کہہ دیوے حافظ کا
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

جہاں دو چار کو ظاہر ہوا شرم اٹھ گئی ساری ۔ خدا کچھ ہے نہ عزت کا نہ خوفِ ذلت و خواری
لگی رہنے صبح اور شام جو ہے مے وہاں جاری ۔ بلا سے گر بزرگوں کی کمائی بک گئی ساری

غرض ہر روز جلسے صبح سے تا شام رہتے ہیں
کسی کی کچھ نہیں سنتے ہیں اور اپنی ہی کہتے ہیں

بہت کہتے ہیں جز اِسکے نہیں جلسہ کوئی ہنتا | جہاں ہو نغمۂ دلکش وہاں ہو قلقلِ مینا
اِدھر پازیب کی چھم چھم اُدھر ہو شورِ غٹ غٹ کا | مزہ تب ہے کہ ساتھ ہی رقص کے ہو جامِ مے چلنا

نہیں معلوم جامِ مے نے کتنے لائے چکر میں
بنا کر مفلس و نادار بھجوائے بڑے گھر میں

بنائے صاحبِ جاہ و حشم لاکھوں گدا اس نے | نہ گھر میں مسند آراؤں کے چھوڑا بوریا اس نے
تھے جو شال کو چھوتے انہیں کمبل دیا اپنے | ہزاروں شہ نشیں لوگوں کو بے گھر کر دیا اس نے

ہمیشہ سایہ بنگلے جنکی اک مخلوق رہتی تھی
انہیں ایسا بگاڑا۔ کیا کہوں کیسی جگہ دیدی

جنہیں اپنی توانائی پہ رہتا ناز تھا ہر دم | نہ آتا گنتی میں تھا جنکے کچھ بھی بہمن و رستم
جوانانِ جہاں کو جو سمجھتے مور سے تھے کم | جب آئے اسکے پھندے میں تو کیا تم سے کہوں ہمدم

نہ سدھ بدھ ہی رہی سب داؤ پیچ اپنے بھلا ڈالے
وہ پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑے چوپٹ گرا ڈالے

بنائیں کتنی ہی بیوائیں اسکی مہربانی نے | لٹائے لاکھوں گھر دنیا میں اسکی پاسبانی نے
کفن کتنوں کو پہنایا ہے اسکی جانفشانی نے | دیئے داغِ جدائی اسکی حبِ جاودانی نے

بڑھو! بڑھتے چلو!! بڑھتے چلو!!! بڑھتے چلے جاؤ

نہ اکساؤ۔ نہ گھبراؤ۔ نہ ٹھٹھراؤ!!! نہ رہ جاؤ
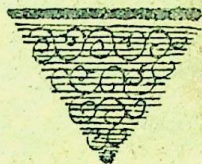
جو چاہتے ہو ذرا حظ اُٹھانا جینے سے

تو جتنا ہو سکے بھاگو شراب پینے سے

हिंदी टीचर

ہندی ٹیچر حصہ اول

اہلکاران عدالت کو ہندی پڑھانیوالا استاد

جسکو حسب فرمائش منشی چنتامن شیو چرن لال

صاحب بکسیلر بس شہر فرخ آباد

محمد قدرت اللہ خان فرخ آبادی نے بنایا

چنتامن پریس فرخ آباد

دیباچہ

حمد اور نعت کے بعد خیر خواہِ جہان بندہ محمد قدرت اللہ خان کاپی نویس فرخ آبادی ناظرین کی خدمت والا درجت مین عرض پرداز ہے کہ جبوقت احقر کو یہ بات دریافت ہوئی کہ سرکار دولتمدار نے تمام اہلکاران عدالت ممالک مغربی و شمالی واودھ پر ناگری پڑھنے کا حکم نافذ فرمایا ہے، تو اس ہیچمدان کو یہ خیال ہوا کہ اس سے بہتر موقع اہلکاران عدالت کی خدمت گذاری کا نہ ملیگا فوراً کتاب ہذا کو مرتب کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہون مجکو امید ہے کہ یہ کتاب اہلکاران عدالت و وکلاء و عرایض نویسون و عوام شائقین کو بہت مفید ہوگی ۔ فقط

العبد ۔ محمد قدرت اللہ خان فرخ آبادی بقلم خود ۔ ۶ ر نومبر ۱۹۰۰ء

हिंदी टीचर — ہندی ٹیچر

واضح ہو کہ جس علم کا ذکر اس کتاب مین ہے اسکا دیوناگری نام ہے مگر
ن زمانہ ہندی زبان زد خاص و عام ہے یہ وہ علم ہے کہ جسکے ذریعہ
ر زبان کی عبارت صحیح پڑہی جاتی ہے یہ وہ علم ہے کہ جسکے لکہنے
ون مین تبدیل الفاظ کی بدنامی نہین آتی ہے یہ وہ علم ہے کہ جسکی
ر مین پگڑی و بکری کی شکل جداگانہ ہے۔ یہ وہ علم ہے کہ
ین شک نہین پڑتا کہ فلان لفظ تہانہ ہے یا تہانہ ہو۔ غرضکہ اس وقت
یہ علم تمام شکوک سے پاک ہو۔ ایسکا خوشخط لکہنے والا تمام الزاما
پاک ہے۔

کے لکہنے و پڑہنے کا یہ حال ہے۔ کہ مثلاً انگریزی کے اسکی اُولٹی چال ہے

بائیں سے دہنے کی طرف لکھا پڑھا جاتا ہے - اسکے خلاف کرنے سے یہ
ٹھیک نہیں آتا ہے اس علم میں کل ۴۹ حروف ہیں جنکی دو قسمیں
(۱) سُر (۲) بِنجن - شروع کے ۱۶ حروف سُر ہیں اُنکے بعد
۳۳ حروف بنجن -

۱۶ سُر یہ ہیں

اَ	آ	اِ	اِی	اُ	اُو
अ	आ	इ	ई	उ	ऊ

رِ	رِی	لِر	لِری
ऋ	ॠ	ऌ	ॡ

اے	اَے	او	اَو	اَں	اَہ
ए	ऐ	ओ	औ	अं	अः

یہ ۱۶ سُر بعض بعض موقع پر اپنے اور کے جسم سے آتے ہیں

...نجن کے ساتھ ہی حروف اعراب بنجاتے ہین ۔
...اعراب کے موقع پر انکی شکل مخفف آتی ہے اور اعراب ہندی
...ن ماترا کہلاتی ہے ۔
...ندرجہ ذیل ۴ حروف بھاشہ (اردو) مین بیکار ہین مگر سنسکرت
...ین یہ حروف ضرور درکار ہین ۔

رِر	رری	لِر	لِری
ऋ	ॠ	ऌ	ॡ

...سنسکرت کے ۴ حروف چھوڑکر ۱۲ حروف سُر جو بشکل مخفف
...کر ماترا (اعراب) کا کام دیتے ہین ۔

آ	اِ	اِی	اُ	اُو	اِے
ा	ि	ी	ु	ू	े

او	اَو	اَں	اَہ
ो	ौ	ं	ः

۳۳ حروف بینجن کہلاتے ہین

کَ	کھَ	گَ	گھَ	گانَ
क	ख	ग	घ	ङ
چَ	چھَ	جَ	جھَ	یانَ
च	छ	ज	झ	ञ
ٹَ	ٹھَ	ڈَ	ڈھَ	ڑانَ
ट	ठ	ड	ढ	ण
تَ	تھَ	دَ	دھَ	نانَ
त	थ	द	ध	न
پَ	پھَ	بَ	بھَ	مانَ
प	फ	ब	भ	म
یَ	رَ	لَ	وَ	شَ
य	र	ल	व	श

کھ	سَ	ہَ
ष	स	ह

بنجن کا بیان

یہ حرف آو ع کا کام دیتا ہے۔
اس حرف کو ک کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔
مگر اسکے نیچے ایک نقطہ لگا دینے سے یہی (ق) کا
क़ کام دیتا ہے۔
ک ۔ ہ ۔ مرکب ہے مگر نیچے نقطہ لگانے سے یہی
ख़ (خ) کی جگہہ استعمال میں آتا ہے۔
اسکو ۔ گ ۔ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر نیچے نقطہ
ग़ لگجانے سے (غ) بنجاتا ہے۔
گ ۔ ہ ۔ مرکب ہے۔

ङ یہ سنسکرت کا حرف ہے بھاشا (اردو) مین اسکی کسی جگہ ضرورت نہین پڑتی۔

च چ - کی جگہہ مستعمل ہے۔

छ چ - ہ - مرکب ہے۔

ज ج ہے مگر نیچے نقطہ لگا دینے سے یہی ذ - ز - ض - ظ کا کام دیتا ہے۔

झ ج - ہ - مرکب ہے۔

ञ یہ سنسکرت کا حروف ہے بھاشا مین نہین آتا۔

ट ٹ کی جگہہ کام مین آتا ہے۔

ठ ٹ - ہ - مرکب ہے۔

ड ڈ کی جگہہ کام مین آتا ہے مگر اسکے نیچے نقطہ لگا دینے سے یہی ڑ - کا کام دیتا ہے۔

ढ ڈھ مرکب ہے مگر بعض جگہ ڑ-ہ- مرکب کا کام دیتا ہے

ण سنسکرت کا حرف ہر بھاشا میں بیکار ہے۔

त اس سے ت اور ط کا کام ہر جگہ لیا جاتا ہے۔

थ تھ-ہ- مرکب ہے۔

द د- کا کام دیتا ہے۔

ध دھ- مرکب ہے۔

न ہر قسم کے ن کی جگہ اسکو استعمال کرتے ہیں۔

प پ کی جگہ کار آمد ہے۔

फ پھ- ہ- مرکب ہے مگر نیچے نقطہ لگانے سے ف کی
جگہ بھی کام دیتا ہے۔ फ़

ब ب- کا کام دیتا ہے۔

भ بھ- ہ- مرکب ہے۔

म	مٓ کی جگہہ مستعمل ہے ۔
य	یٓ ۔ کی جگہہ استعمال کیا جاتا ہے ۔
र	رٓ ۔ کی جگہہ مستعمل ہے ۔
ल	لٓ ۔ کا کام دیتا ہے ۔
व	اسکا ہیٹ چاک نہین ہوتا اور ۔ وٓ ۔ کی جگہ کام دیتا ہے ۔
श	شٓ ۔ کی جگہ استعمال مین آتا ہے ۔
ष	یہ حرف سنسکرت ہے ۔ پ کی ہمشکل ہے مگر اسکا ہیٹ چاک ہوتا ہے اور کہہ یا شُ کی جگہہ لکہا جاتا ہے ۔
स	چہوٹے سٓ کی جگہہ کارآمد ہے ۔
ह	حٓ ۔ ہٓ ۔ ہٓ ۔ کی جگہہ کام مین آتا ہے ۔

آزمائش کے واسطے اولٹ پلٹ حروف

क ह र न ल ख फ ह स न

य ब ऋ म ज ग च ट

ध ड ळ ठ व क्ष छ ञ

ण थ प भ ड़ श ऊ

ऌ ग्ग ष उ ॡ ई ऋ त्र

ऋ ॠ ऌ ॡ ङ ञ ण ष क्ष

یہ ۹ حروف خاص سنسکرت کے ہین بھاشا مین اُنکی کسی مقام پر ضرورت

نہین پڑتی - جیسا ث - ح - ص - ض - ط - ظ - ع - ق

حرف عربی ہین اِسی طرح مذکورہ بالا ۹ حروف خاص سنسکرت کے ہین

بھاشا کی تحریر مین اُنکو نہ لکھنا چاہئے -

تعریفات ماترا یعنی اعراب

ا یہ آ کی ماترا کی شکل ہے جس حرف کے داہنی طرف ایک

یا ئی حرف کی شکل سے زیادہ لگی ہو تو گویا اوس حرف میں آ کی ماترا لگی ہے
اور اس ماترا کے لگانے سے اوس حرف کی آواز ایسی ہو جائیگی
گویا اوسکے ساتھ الف شامل ہے ۔

جیسے क ک का کا ख کھ खा کھا ग گ गा گا

ा آ کی ماترا ۔ یہ ماترا حرف کے بائیں جانب یعنی آگے ایک
پائی اور ماتھا یعنی پیشانی پر بشکل نصف پان ایک ماترا ہوگی
جسکے دونوں سرے پیشانی سے ملے ہوتے ہیں اور حرف
کے ساتھ زیر کی آواز دیتی ہے ۔

جیسے कि کِ खि کھِ गि گِ घि گھِ

ी اِی کی ماترا ۔ حرف کے پیچھے ایک پائی اوپر بشکل
نصف پان ایک ماترا اسکے بھی دونوں سرے پیشانی سے
ملے ہوتے ہیں اور تمام حرفوں کے ساتھہ ی کی آواز ساتھہ

کے دیتی ہے۔

جیسے की खी घी کی کھی گھی وغیرہ

ؤ کی ماترا - یہ ماترا حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے اور
مثل نیش کثردم کے بل کھاکر اوپر کی طرف چڑہتی چلی جاتی ہے
اور بنجن کے تمام حرفون کے ساتھہ پیش کی آواز
دیتی ہے -

جیسے कु खु کُ کھُ وغیرہ

اُو کی ماترا - اس ماترا کی شکل مثل موش کی دم کے بل
کھاکر نیچے کی جانب گرادیجاتی ہے - اور وٗ کی آواز پیدا
ہوتی ہے -

جیسے कू खू गू کُو کھُو گُو وغیرہ سمجھہ لینا چاہیے
اے کی ماترا - اس شکل سے حرف کے اوپر لگتی ہے

کہ ایک ماترا حرف کی پیشانی پر لگا دیتے ہین جو بشکل کبوتر کی گردن کے خمدار ہو کر حرف پر گرتی ہے ایک سرا پیشانی سے ایک قط بلند رہتا ہے اور دوسرا سرا پیشانی سے ملا ہوتا ہے اسکی آواز مثل اے کی آواز کے تمام حرفون کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔

جیسے कै کے खे کھے गे گے घे گھے وغیرہ

ै اَے کی ماترا۔ اِس شکل سے حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے اِسے اور اَئے کی ماترا مین صرف اتنا فرق ہے کہ اِسے کی ماترا ایک ہوتی ہے اور اَئے کی ماترا دو ہوتی ہین۔

جیسے कै کَے खै کھَے गै گَے وغیرہ۔

ो ए آ اور आ اِے کی ماترا ملکر ओ اُو کی ماترا بن جاتی اور بنجن کے تمام حرفون کے ساتھ واؤ بضم کی آواز بن جاتی ہے۔

جیسے को کو खो کھو गो گو घो گھو चो چو जो جو وغیرہ

ौ اَو کی ماترا میں اُو کی ماترا سے ایک ماترا پیشانی پر زیادہ لگی ہوتی ہے ा اور े کی ماترا کا مجموعہ ہو کر اَو کی ماترا بنائی گئی ہے اسکی آواز واؤ بالفتح کی آواز کے مثل ہوتی ہے۔

جیسے कौ کَو खौ کھَو गौ گَو जौ جَو तौ تَو وغیرہ

ं ان کی ماترا یہ صرف ایک نقطہ ہے جو تمام حرفوں کے اوپر لگنے سے نصف نون کی آواز دیتا ہے۔

جیسے कं کَن खं کھَن गं گَن चं چَن وغیرہ

ः اَہ کی ماترا حرف کی بائیں جانب دو نقطے کھڑے لگا دینے سے اَہ کی ماترا بن جاتی ہے اور تمام بنجن کے حرفوں کے ساتھ ہائے ہوز ملی ہونے کی آواز دیتی ہے

جیسے क: کہہ: ख: کھہ: وغیرہ

یاد کرو ماترا کی شکلیں اور آواز جو بینجن کے ساتھ ملنے سے پیدا ہوتی ہے

क का कि की कु कू के कै को कौ कं कः

کہہ کں کَو کو کَے کے کُو کُ کی کِ کا ک

ख खा खि खी खु खू खे खै खो खौ खं खः

کھہ کھں کھَو کھو کھَے کھے کھُو کھُ کھی کھِ کھا کھ

ग गा गि गी गु गू गे गै गो गौ गं गः

گہہ گں گَو گو گَے گے گُو گُ گی گِ گا گ

घ घा घि घी घु घू घे घै घो घौ घं घः

گھہ گھں گھَو گھو گھَے گھے گھُو گھُ گھی گھِ گھا گھ

اسی طرح سے تمام حرفوں کی آواز بدل جاتی ہے بلا ترجمہ کے پڑھو

च	चा	चि	ची	चु	चू	चे	चै	चो	चौ	चं	चः
چ	چا	چِ	چی	چُ	چُو	چے	چَے	چو	چَو	چَں	چہ
छ	छा	छि	छी	छु	छू	छे	छै	छो	छौ	छं	छः
چھ	چھا	چھِ	چھی	چھُ	چھُو	چھے	چھَے	چھو	چھَو	چھَں	چھہ
ज	जा	जि	जी	जु	जू	जे	जै	जो	जौ	जं	जः
ج	جا	جِ	جی	جُ	جُو	جے	جَے	جو	جَو	جَں	جہ
झ	झा	झि	झी	झु	झू	झे	झै	झो	झौ	झं	झः
جھ	جھا	جھِ	جھی	جھُ	جھُو	جھے	جھَے	جھو	جھَو	جھَں	جھہ
ट	टा	टि	टी	टु	टू	टे	टै	टो	टौ	टं	टः
ٹ	ٹا	ٹِ	ٹی	ٹُ	ٹُو	ٹے	ٹَے	ٹو	ٹَو	ٹَں	ٹہ
ठ	ठा	ठि	ठी	ठु	ठू	ठे	ठै	ठो	ठौ	ठं	ठः
ٹھ	ٹھا	ٹھِ	ٹھی	ٹھُ	ٹھُو	ٹھے	ٹھَے	ٹھو	ٹھَو	ٹھَں	ٹھہ

ड डा डि डी डु डू डे डै डो डौ डं डः

ڈَہ ڈَں ڈَو ڈو ڈَے ڈے ڈُو ڈُ ڈی ڈِ ڈا ڈ

ढ ढा ढि ढी ढु ढू ढे ढै ढो ढौ ढं ढः

ڈھَہ ڈھَں ڈھَو ڈھو ڈھَے ڈھے ڈھُو ڈھُ ڈھی ڈھِ ڈھا ڈھ

त ता ति ती तु तू ते तै तो तौ तं तः

تَہ تَں تَو تو تَے تے تُو تُ تی تِ تا ت

थ था थि थी थु थू थे थै थो थौ थं थः

تھَہ تھَں تھَو تھو تھَے تھے تھُو تھُ تھی تھِ تھا تھ

द दा दि दी दु दू दे दै दो दौ दं दः

دَہ دَں دَو دو دَے دے دُو دُ دی دِ دا د

ध धा धि धी धु धू धे धै धो धौ धं धः

دھَہ دھَں دھَو دھو دھَے دھے دھُو دھُ دھی دھِ دھا دھ

न ना नि नी नु नू ने नै नो नौ नं नः

نَ نا نِ نی نُ نو نے نَے نو نَو نں نہ

प पा पि पी पु पू पे पै पो पौ पं पः

پَ پا پِ پی پُ پو پے پَے پو پَو پں پہ

फ फा फि फी फु फू फे फै फो फौ फं फः

پھ پھا پھِ پھی پھُ پھو پھے پھَے پھو پھَو پھں پھہ

ब बा बि बी बु बू बे बै बो बौ बं बः

بَ با بِ بی بُ بو بے بَے بو بَو بں بہ

भ भा भि भी भु भू भे भै भो भौ भं भः

بھ بھا بھِ بھی بھُ بھو بھے بھَے بھو بھَو بھں بھہ

म मा मि मी मु मू मे मै मो मौ मं मः

مَ ما مِ می مُ مو مے مَے مو مَو مں مہ

य	या	यि	यी	यु	यू	ये	यै	यो	यौ	यं	यः
یَ	یا	یِ	یِی	یُ	یُو	یے	یَے	یو	یَو	یَں	یَہ
र	रा	रि	री	रु	रू	रे	रै	रो	रौ	रं	रः
رَ	را	رِ	رِی	رُ	رُو	رے	رَے	رو	رَو	رَں	رَہ
ल	ला	लि	ली	लु	लू	ले	लै	लो	लौ	लं	लः
لَ	لا	لِ	لِی	لُ	لُو	لے	لَے	لو	لَو	لَں	لَہ
श	शा	शि	शी	शु	शू	शे	शै	शो	शौ	शं	शः
شَ	شا	شِ	شِی	شُ	شُو	شے	شَے	شو	شَو	شَں	شَہ
स	सा	सि	सी	सु	सू	से	सै	सो	सौ	सं	सः
سَ	سا	سِ	سِی	سُ	سُو	سے	سَے	سو	سَو	سَں	سَہ
ह	हा	हि	ही	हु	हू	हे	है	हो	हौ	हं	हः
ہ	ہا	ہِ	ہِی	ہُ	ہُو	ہے	ہَے	ہو	ہَو	ہَں	ہَہ

دو حرفی ہجے بغیر ماترا کے

अब	اَب	आग	آگ
इस	اِس	ईख	اِکھ
उठ	اُٹھ	ऊल	اُول
एक	ایک	ऐब	عیب
ओस	اوس	और	اور
अंग	اَنگ	आः	آہ
कब کب	कस کس	कल کل	कज کج
कम کم	कन کن	कर کر	कट کٹ
कश کش	कह کہ	कई کئی	कछ کچھ
कठ کٹھ	कप کپ	कफ़ کف	कढ़ کڑھ

ख़त	خط	ख़स	خس	ख़म	خم	ख़र	خر
गत	گت	गच	گچ	गज़	گز	ग़श	غش
ग़म	غم	गद	گد	गल	گل	गर	گر
घर	گھر	घन	گھن	घल	گھل	घस	گھس
चक	چک	चख	چکھ	चट	چٹ	चल	چل
छल	چھل	छत	چھب	छब	چھب	छट	چھٹ
जज	جج	जब	جب	जग	جگ	जल	جل
झट	جھٹ	झक	جھک	झन	جھن	झड़	جھڑ
टप	ٹپ	टल	ٹل	टस	ٹس	टम	ٹم
ठग	ٹھگ	ठस	ٹھس	ठन	ٹھن	ठल	ٹھل
डक	ڈگ	डर	ڈر	डग	ڈگ	डस	ڈس
ढप	ڈھپ	ढक	ڈھک	ढग	ڈھگ	ढर	ڈھر

तक تک	तख تکھ	तज تج	तब تب
थम تھم	थस تھس	थन تھن	थक تھک
दब دب	दल دل	दस دس	दम دم
धन دھن	धस دھس	धम دھم	धर دھر
नम نم	नग نگ	नल نل	नट نٹ
पल پل	पस پس	पक پک	पट پٹ
फल پھل	फट پھٹ	फ़त فت	फ़र فر
बल بل	बन بن	बस بس	बक بک
भर بھر	भट بھٹ	भल بھل	भस بھس
मक مک	मत مت	मन من	मर مر
यक یک	यस یس	यम یم	यश یش
रस رس	रख رکھ	रग رگ	रब رب

लब لَب	लत لَت	लख لَکھ	लठ لَٹ
वह وَہ	वर وَر	वन وَن	वश وَش
शल شَل	शक شَک	शब شَب	शन شَن
सर سَر	सन سَن	सत سَت	सच سَچ
हट ہَٹ	हम ہَم	हक़ حَق	हज حَج

دو حرفی جملے مع ماترا کے

आब آب	आग آگ	अबा اَبا	अता عَطا
कमा کَما	काम کام	कान کان	करा کَرا
किस کِس	कील کِیل	कुछ کُچھ	कूट کُوٹ
केस کیس	कैसा کَیسا	कोट کوٹ	कौन کَون

क़ौस قوس	क़ौम قوم	क़ौल قول	कंठ کنٹھ
खाट کھاٹ	खिल کھِل	खील کھیل	खुट کھُٹ
ख़ून خون	खेत کھیت	ख़ैर خیر	खोज کھوج
ख़ौन خَون	ख़ौफ़ خوف	खंड کھنڈ	खंभ کھمبھ
गच گچ	गाद گاد	गिद گِد	गीत گیت
गुल گُل	गूथ گوتھ	गैस گیس	ग़ैब غیب
गोट گوٹ	गोद گود	ग़ौर غور	गंज گنج
घर گھر	घाट گھاٹ	घिन گھِن	घास گھاس
घेर گھیر	घोट گھوٹ	घोर گھور	घंट گھنٹ
चल چل	चाक چاک	चित چِت	चील چیل
चुन چُن	चूल چول	चैन چین	चैत چیت
चोट چوٹ	चौथ چوتھ	चौंर چونر	चंद چند

छत چھت	छाल چھال	छिन چھن	छीट چھیٹ
छुरी چھری	छूत چھوت	छेद چھید	छैल چھیل
छोर چھور	छोट چھوٹ	छंद چھند	छंगा چھنگا
जग جگ	जाल جال	जिन جن	ज़ीन زین
जेठ جیٹھ	ज़ैन زین	जुल جل	जून جون
जोत جوت	जोग جوگ	जौज़ جوز	जंग جنگ
झट جھٹ	झाड़ جھاڑ	झील جھیل	झोल جھول
टप ٹپ	टाल ٹال	टिन ٹن	टीन ٹین
टूल ٹول	टेक ٹیک	टोक ٹوک	टंच ٹنچ
ठग ٹھگ	ठाठ ٹھاٹھ	ठीक ٹھیک	ठेस ٹھیس
ठोक ٹھوک	ठौर ٹھور	ठंड ٹھنڈ	ठड्डा ٹھڈا
डर ڈر	डाल ڈال	डेट ڈیٹ	डोल ڈول

ढाल ڈھال	ढील ڈھیل	ढोल ڈھول	ढंग ڈھنگ
तब تب	ताल تال	तिब طب	तीन تین
तुम تم	तूस طوس	तेग़ تیغ	तैश طیش
तोप توپ	तौर طور	तंग تنگ	तंत تنت
थन تھن	थाम تھام	थिर تھر	थीर تھیر
थूक تھوک	थोक تھوک	थान تھان	थाल تھال
दस دس	दाल دال	दिल دل	दीन دین
दुम دم	दूर دور	देग دیگ	देव دیو
दोख دوکھ	दौर دور	दंग دنگ	दंड ڈنڈ
धम دھم	धार دھار	धिक دھک	धीर دھیر
नग نگ	नाक ناک	निस نس	नील نیل
नेश نیش	नोश نوش	नोन نون	नंग ننگ

पस پس	पान پان	पिल پِل	पीक پیک
पेश پیش	पेर پیر	पोत پوت	पौन پون
फल پھل	फाग پھاگ	फिर پھِر	फ़ीट فیٹ
फ़ुट فُٹ	फूल پھول	फ़ील فیل	फेंक پھینک
फ़ैर فیر	फ़ोर فور	फ़ौर فور	फ़ंड فنڈ
बस بس	बाल بال	बिल بِل	बीस بیس
बुक بُک	बूट بوٹ	बेल بیل	बैल بیل
बोट بوٹ	बोर بور	बोल بول	बंस بنس
भर بھر	भाट بھاٹ	भिड़ بھِڑ	भीड़ بھیڑ
भुस بھس	भूत بھوت	भेद بھید	भैंस بھینس
भोज بھوج	भोजी بھوجی	भंग بھنگ	भुंटा بھنٹا
मन مَن	माट ماٹ	मिस مِس	मील میل

मुल مُل	मूश مُوش	मेट میٹ	मैल مَیل
मोल مُول	मौत موت	मौर مَور	मेंह مینہ
यक یَک	यार یار	यू یو	यौर یَور
रस رَس	राम رام	रिस رِس	रील ریل
रुख़ رُخ	रूम رُوم	रेल ریل	रेट ریٹ
रोग رُوگ	रौल رَول	रोज़ روز	रंग رَنگ
लब لَب	लाट لاٹ	लिख لِکھ	लीक لیک
लुक لُک	लूट لُوٹ	लेट لیٹ	लैस لَیس
लोट لُوٹ	लौट لَوٹ	लौंग لَونگ	लंग لَنگ
शब شَب	शाल شال	शोर شور	शौक़ شَوق
सग سَگ	साठ ساٹھ	सीर سِیر	सोग سوگ
हम ہَم	हाथ ہاتھ	होश ہوش	हौल ہَول

مندرجہ ذیل حروف باہم ملنے سے جو صورت پیدا ہوتی ہے وہ نقشہ ہذا کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی بغور ملاحظہ فرمائیے

کے ملنے سے	یہ شکل بنتی ہے	موقعہ استعمال
क-क	क्क	पक्का پکا धक्का دھکا
क-ख	क्ख	मक्खी مکھی रक्खा رکھا
क-ट	क्ट	एक्ट ایکٹ कलेक्टर کلیکٹر
क-त	क्त	नुक़्ता نکتہ वक़्त وقت
क-म	क्म	हुक्म حکم बुक्म بکم
क-य	क्य	क्या हुआ کیا ہوا क्यूं کیوں
क-र	क्र	ज़िक्र ذکر फ़िक्र فکر
क-ल	क्ल	अक़्ल عقل शक्ल شکل

کے ملنے سے	یہ شکل بنی	موقعہ استعمال
क-व	क्व	क्वाँर کنوار क्वाँरी نواری
क-स	क्स	बक्स بکس अक्स س
क-र	क्र, कृ	अक्रमण اکرمن कृपा
ख-त	ख़्त	नेकबख़्त نیکبخت सख़्त ت
ख-म	ख़्म	ज़ख़्म زخم तुख़्म تخم
ख-य	ख्य	ख़्याल خیال संख्या ھیا
ख-र	ख़्र	फ़ख़्र فخر वग़ैरा وغیرہ
ख-व	ख़्व	ख़्वाब خواب ख़्वाहिश اہش
ख-श	ख़्श	बख़्श بخش शख़्स خص
ग-ग	ग्ग	जुग्गन جگّن भग्गा بھگا
ग-घ	ग्घ	बग्घी ہرجگہ اسی طرح ملتا، - بگّھی

کے ملنے سے	یہ شکل ہوئی	موقع استعمال
च-च	च्च	बच्चा بچا सच्चा سچا
च-छ	च्छ	अच्छा اچھا मच्छ مچھ
ज-ज	ज्ज	इज़्ज़त عزت छज्जू چھجو
ज-म	ज्म	अज़्म عزم बज़्म بزم
ज-य	ज्य	ज़्यादा زیادہ ज़्याद زیاد
ज-व	ज्व	ज्वाला جوالا ज्वाब جواب
ट-ट	ट्ट	ठट्टा ٹھٹا बट्टा بٹا
ट-ठ	ट्ठ	चिट्ठी چٹھی लट्ठा لٹھا
ट-र	ट्र	मेजिस्ट्रेट مجسٹریٹ
ड-ड	ड्ड	लड्डू لڈو लड्डन لڈن
ड-य	ड्य	ड्यूक ڈیوک - وغیرہ وغیرہ

کے ملنے سے	یہ ملکر بنے	موقعہ استعمال
त-त	त्त	कुत्ता کُتّا लत्ता لتّا
त-थ	त्थ	कत्था کتّھا चुत्था چُتّھا
त-न	त्न	रत्न رتن यत्न جتن
त-फ़	त्फ़	लुत्फ़ لطف नुत्फ़ा نطفہ
त-म	त्म	आत्मा آتما परमात्मा پرماتما
त-र	त्र	इस्त्री استری इत्र عِطر
त ल	त्ल	क़त्ल قتل अत्ल اصل
द-द	द्द	मुद्दत مُدّت रद्दी ردّی
द-ध	द्ध	बुद्धी بُدّھی सिद्धि سدّھ
द-य	द्य	विद्या وِدّیا वैद्य وید
द-र	द्र	रामचन्द्र رام چندر इन्द्र اندر

سے کر ملنی ہے	نئی شکل بنی	موقع استعمال
द-व	द्व	द्वारिका دوارکا द्वारे دوارے
न-द	न्द	नन्दलाल نندلال क़न्द قند
प-प	प्प	गप्पा گپّا कुप्पा کپّا
न-न	न्न	गन्ना گنّا हसन्ना حسنّا
प-य	प्य	प्यारी پیاری प्यास پیاس
फ़-त	फ़्त	मुफ़्त مفت हफ़्त ہفت
ब-त	ब्त	ज़ब्त ضبط ख़ब्त خبط
ब-द	ब्द	अलब्द العبد अब्द عبد
ब-ब	ब्ब	अब्बा ابّا नब्बू نبو
ब-य	ब्य	ब्याज بیاج ब्यालिस ۴۲
ब-र	ब्र	ब्रज برج अब्र ابر

کے ملنے سے	نئی شکل بنی	موقعہ استعمال
म-य	म्य	दम्यान درمیان
म-ह	म्ह	तुम्हारा تمہارا सम्हाला
ल-क	ल्क	मुल्क ملک ख़ल्क़ خلق
ल-फ़	ल्फ़	ज़ुल्फ़ زلف ख़ल्फ़ خلف
ल-म	ल्म	इल्म علم ज़ुल्म ظلم
ल-ल	ल्ल	कल्लन کلن अल्लाह اللہ
व-व	व्व	अव्वल اول नव्वन
श-क	श्क	मश्क़ مشق इश्क़ عشق
श-म	श्म	चश्म چشم ख़श्म خشم
श-य	श्य	श्याम شیام श्यामा شیاما
स-ट	स्ट	इस्टेशन اسٹیشن स्टेट سٹیٹ

موقعہ استعمال	ہیئت کل نئی	کے ملنے سے
پست पस्त درست दुरुस्त	स्त	स-त
جشن जश्न حسن हुस्न	स्न	स न
قسم क़िस्म اسم इस्म	स्म	स-म
قصہ क़िस्सा حصہ हिस्सा	स्स	स-स

تمت تمام شد

ظاہر ہو کہ اسکا حصہ دوم بھی عنقریب تیار ہونیوالا ہے مجکو امید
کہ ان دونون حصونکو بخوبی سمجھ کر پڑھ لینے پر آپ معمولی
کاغذات کے لکھنے پڑھنے سے مجبور نہ رہینگے اور اسی طرح
ناگری کی مدد سے اُردو پڑھنے کی کتابین بھی موجود ہین

پتہ - منشی چنتامن شیوچرن لعل ویش بکسیلرس - فرخ آباد

اوم

گنگا پھل دیپکا

۱۵۹ مذہبی
جلکو 8 1.2.08

پنڈت گنگا سہاے سنتر وطن قدیم قصبہ خورجہ و مختار عدالت کلکٹری و فوجداری ضلع بلند شہر نے

بغرض

فایدہ اپنے ہندو بھائیون کے تالیف کیا

ستمبر ۱۸۹۷ء

مطبع برن پرکاش بلند شہر مین چھپی

قیمت فی جلد ۶؍

اوم

ہے دیو - دیو کلیان روپ جگت پتا آپکو نمشکار ہو - جگت کارن جگت
کرتا - کلیش ہرتا آپ کو ڈنڈوت ہو - ہے جگدیشور - آپ سمپورن منگل کے
دینے والے ہو سمپورن سکھون کے داتا ہو - بھگت جنون کے سہایک
ہو - ترلوکی کے ناتھ ہو - اگیان کے ناشی ہو - آنند سروپ ہو - دیا بھنڈار
پربھو آپکی ہی کرپا سے منش پرم آنند کو پراپت ہوتا ہے - آپ سب کی رکشا
کرنے والے ہو - یہہ آپ ہی کی سامرتھ ہے کہ سارے برہمانڈ کی
راجدھانی کر رہے ہو - تمہارا راجدھانی پر براجمان ہو - ایک چیونٹی سے
لیکر ایک بڑے ہستی تک اور یہہ سب تارا گن - گرہ - اپگرہ - چاند - سورج -
جو اکاش مین چکر کھا رہے ہین اور سب جیو - جنتو اور منش اور نانا پرکار کے

پھل پھول اور بنا سپتی آپکے ہی اوتپت کیئے ہوے ہین۔ ترلوکی کے ناتھ ہم آپ سے بردان مانگتے ہین کہ آپ کرپا سے ہمین شردھا دیجئے اور من مین ڈرڑھتا دیجئے کہ جو دکھ جو کشٹ ہمکو پہونچے اوس سے بیاکل ہو کر آپکے شردھا اور پوتر مارگ کو نہ بھول جاوین۔ جگت ہماری درگت بھی کرے۔ چاہے ہمارا مان بھی گھٹے پرنتو ہماری یہی ابلاشا رہے کہ ہم آپکی آگیا کو پالین۔ ست مارگ کے یاتری ہون۔ ست ہی سُنین۔ ستّ ہی کہین اور ستّ ہی ترین۔ سدیوکال ہماری شردھا آپکی بھگتی مین رہے۔ اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی

ہماری ہندو قوم اسوقت بالکل غفلت کی نیند مین بیہوش ہے اور اوسکو زمانہ حال کی روشنی مین سیدھے راستہ پر چلتے ہوے شرم آتی ہے۔ زمانہ گذشتہ مین مہابھارت یدہ سے پہلے اس آریہ ورت دیش مین وہ رشی منی و دوان لوگ موجود تھے جن سے

ودیشی لوگ (غیر ملک کے باشندے) ہر ایک قسم کا علم سیکھنے کی
آرزو رکھتے تھے اور افسوس اسوقت اونکی اولاد کی یہہ بُری حالت
یہہ ودیا (علم) نہونے اور ہر ایک فعل کے نتیجہ نہ سمجھنے کا ہی باعث
ہے کہ پرمیشر کو جو سمپورن (ساری) سرشٹی کا پیدا کرنیوالا ہے چھوڑکر
پہاڑ درخت جل و قبر وغیرہ وغیرہ جڑ پدارتھون (غیر ذی روح) کی پوجا
(پرستش) کرتے ہین۔

کاتک سدی پورنماشی کو خاص خاص مقامات پر جو گنگا کنارہ واقع ہین
ایک میلہ گنگا اشنان کا ہوتا ہے جسمین ہزارہا بلکہ لکھوکھا لوگ معہ بال
بچون و مستورات کے اپنے گھرون کو چھوڑکر اور ایک دور دراز
فاصلہ طے کرکے دریائے گنگ کے کنارے ریتی مین آکر فراہم
ہوتے ہین۔ مینے بنظر التعمق اس میلہ کی حالت کو دیکھا تو سوائے حرفہ
و تکلیف و بد تعلیم کے اور کچھہ بھی دکھائی نہ دیا۔ اسلئے مین اپنے ہندو
بھائیون کی خاطر اس چھوٹی سی کتاب مین گنگا اشنان کے میلہ کا

فوٹو کھینچکر اونکے روبرو پیش کرتا ہون۔
(تیرتھہ کے معنی ترنے کے ہین یعنی اچھا ست سنگ وادیدیش و
ودّیا اختیار کرکے بھوساگر سے ترجانا) پرمیشر نے دریاے گنگ کو
اپنی قدرت کا ایک بے بہا چشمہ بنایا ہے اور اوسکو بمقابلہ روے زمین
کے دیگر دریاؤن کے فضیلت دی ہے۔ دریاے گنگ کوہ ہمالیہ کے
شمالی دامن گنگوتری سے نکلکر زیادہ تر ایسی جگہون مین جہان گندہک
کی کانین اور بچ وغیرہ ادویات ہین گذرتا ہوا ہردوار مین آگرتا ہے
اور وہان سے زمین کے عمدہ حصون مین ہوکر سمندر کے اوس
حصہ مین جو خلیج بنگالہ کے نام سے مشہور ہے شامل
ہوتا ہے۔ بوجہ اتصال ہونے اجزار گندہک وغیرہ کے اوسکا پانی
صاف وہاضم و مصفی خون ہے اور یہی باعث اُس پانی کے زیادہ
عرصہ تک رکھے رہنے سے نہ خراب ہونیکا ہے جیسا کہ بارش کا پانی
عموماً ایک عرصہ تک صاف حالت مین رہتا ہے۔ زمانہ گذشتہ

ہین بوجہ مفید ہونے جل دریاے گنگ کے اکثر وِدوان لوگ رشی
منی دریاے گنگ کے کنارے سکونت رکھتے تھے اور اون مہاتماؤن
سے گیان و ودیا حاصل کرنیکے ارادہ سے بہت سے آدمی جنھین
یاتری (مسافر) کہنا چاہیے اونکے پاس جایا کرتے تھے - یہہ باعث
خاص خاص مقامات کے اوسوقت مین تیرتھ مشہور ہوجانے کا تھا
اور اون یاتریون سے اوس مقام کے گرہستیون کو ضروری اشیائے
کے فروخت کرنے سے فایدہ پہونچتا تھا اور سچے برہمن بھی اون
یاتریون سے مستفید ہوتے تھے - جب رشی منی وِدوان لوگ
نرہے تو کسی خودغرض آدمی نے یہہ دیکھکر کہ اسوقت جہالت کا بازار
گرم ہے کچھ اشلوک گنگاجی کی تعریف مین تیار کر کھڑے کر دیے
اس خیال سے کہ اگر یہہ نکیا جاویگا تو اون لوگون کو جو یاتریون سے
فایدہ اوٹھاتے رہے ہین کچھ ہاتھہ نہ لگیگا اور آمدنی کا سلسلہ
قطعی بند ہوجاویگا -

اشلوک

दृष्ट्वा जन्मशतं पापं पीत्वा जन्मशतं द्वयं स्नात्वा

जन्म सहस्रे बु हंति गंगा कलौ युगे ॥

ترجمہ

کلجگ مین گنگا کے دیکھنے سے سو جنم کا اور گنگا جل پینے سے دو سو

جنم کا اور گنگا جل مین نہانے سے ہزار جنم کا پاپ دور ہوتا ہے -

اشلوک

गङ्गा गङ्गेति यो ब्रूयाद्योजनानां शतैरपि मुच्यते सर्व

पापेभ्यो विष्णुलोकं सगच्छति ॥

جو شخص وو گنگا ۔ گنگا "ایسے شبد کہتا ہے اوسکے پاپ بالکل دور

ہو جاتے ہین چاہے وہ گنگا سے چار سو کوس ہو -

اور بہی اس قسم کے فقرے جاہل و خود غرضون نے گڑھ لئے ہین

مثلاً گنگے تربینی پاپ کاٹنے کی چہینی وغیرہ وغیرہ - اگر مندرجہ بالا اشلوکون

کو سچا مانا جاوے اور سمجہا جاوے کہ درحقیقت گنگا کے دیکھنے جل

پینے و نام لینے و نہانے سے پاپ دور ہوتے ہین تو اسمین کئی طرح کے دوش آتے ہین۔

(اول) جو شخص پاپ کرتا ہے اوسکے مطابق پرمیشر جزا و سزا دیتا ہے اگر گنگا اشنان وغیرہ سے جسمین ایک بہت تھوڑی رقم جیسے رشوت تصور کرنا چاہیے صرف ہوتی ہے اور گنگا کنارہ رہنے والونکا تو کچھ بھی خرچ نہین ہوتا پاپ دور ہو جاوین تو ایسی حالت مین ایک نیاے کاری پرماتما راشی ٹھیرتا او نیز اوسکے انصاف مین خلل پڑتا ہے۔

(دویم) ان سلوکون سے لوگون کو جرأت ہوتی ہے اس امر کی کہ چاہے جتنے پاپ کرلین گنگا اوسکے دور کرنیکو موجود ہے اور اسوقت بھارت ورش مین یہی سب سے بڑا سبب پاپون کے بڑھ جانیکا ہے۔ ورنہ ایسے اودیا کے زمانہ مین بھی مورکھ سے مورکھ آدمی اسقدر پاپ نکرتا جیسے کہ وہ دوانون سے سرزد ہو رہے ہین۔

(سویم) کوئی چھوٹا پاپ کرتا ہے اور کوئی بڑا اور سزا دونون

کے واسطے گنگا اشنان یہہ ایک صریح ناانصافی کی بات ہے۔
اسواسطے منشون کو خیال رکھنا چاہیئے اور یہی خیال موافق وید و ست
شاستروں کے سچا بھی ہے کہ انسان جو کچھ پاپ کرتا ہے اوسکا
نتیجہ پاپ کی حیثیت کے مطابق ضرور اوٹھانا پڑتا ہے۔ اوس پاپ کو
پرمیشر بھی دور نہین کر سکتا تاوقتیکہ اوسکا نتیجہ نہ دیوے۔ اگر پرمیشر
بلا نتیجہ دیئے ہوے دور کر دیوے تو اوسکے انصاف مین خلل آئے
اسلیئے جب پرمیشر بھی بلا نتیجہ دیئے ہوے دور نہین کر سکتا تو گنگا کیونکر
دور کر سکتی ہے۔ پس صرف اس بات کو کہ پاپون کا نتیجہ ضرور ملتا ہے مدنظر
رکھنے سے انسان پاپون سے بچ سکتا ہے۔ پیارے بہائیو سوچو اور
بچارو کہ گنگا اشنان وغیرہ سے کوئی پاپ دور نہین ہوتا بلکہ ہم لوگ
اور پاپ کے سبھاگی اور طرح طرح کی مصیبت مین مبتلا ہوتے ہین اور نیز وہان
کے جانے مین ایک بیبھچار کی تعلیم نوجوان مستورات و مردون کو ملتی
ہے اور بھی بہت سی خراب باتون کا اثر ہم لوگون پر پڑتا ہے دیکھو جب
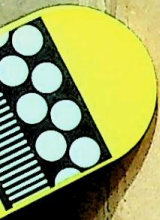
کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کا آدر و ستکار کرے اور اوس آدر ستکار
کرنیوالے سے دوسرا آدمی کچھہ اچھا سلوک نکرے تو جاننا چاہیئے
کہ وہ دوسرا یا تو طاقت اوسکے معاوضہ کی نہین رکھتا یا نالائق
یا کمینہ ہے اسی طرح آپ لوگ یاتریون کو گنگا کے ساتھہ مقابلہ کرکے
نتیجہ نکال لیجئے کہ جب یاتریون مین سے کسیکا کچھہ گم ہو جاتا ہے او
بہتون کی چیزین جاتی رہتی ہین اور بہتون کو تپ و لرزہ آجاتا ہے او
تکان کی تکلیف سے تو کوئی بھی نہین بچتا ایسا کیون ہوتا ہے صرف
اسوجہ سے کہ گنگا مین شکتی رکشا کرنیکی نہین ہے کیونکہ وہ جڑ پدارتھ
ہے یہہ ودیا نہ جاننے اور ہر فعل کا نتیجہ نسمجھنے کا ہی باعث ہے
کہ اوس روپیہ کو جو بڑی محنت سے پیدا کیا جاتا ہے ایک ایسے کام مین
صرف کرتے ہو کہ جس سے سوائے تکلیف جسمانی و بدتعلیم و خرابی اثر کے
اور کچھہ بھی حاصل نہین ہوتا - کیا کوئی شخص انکار کر سکتا ہے کہ مرد و
عورتون کی رفع حاجت کے وقت سے پوتر گنگا جی کا حال برا

نہین ہوتا یا وہان نہانے وقت مستورات کی توہین نہین ہوتی یا وہان پر
چوریان نہین ہوتین یا پردہ نشین عورات کا پردہ فاش نہین ہوتا یا وہان
پر دیہاتی لوگ فحش فحش راگ نہین گاتے یا وہان پر بٹنیان عشق آمیز گانا
نہین گاتین یا وہان پر ایک بیوقوف وجاہل ڈھولکی والے اوت بھوتون
کے نام سے نہین ٹھگتے یا وہان کے جانے ہین تکلیف جسمانی نہین اوٹھانی
پڑتی ہین اس میلہ کی حالت کو دیکھکر کہہ سکتا ہون کہ متذکرہ بالا واقعات
سب سچے ہین۔

بھجن بوزن راگنی

من مورکھ کو سمجھ نہ آوے   برتھا اپنی عمر گنواوے

من مورکھ کو

گنگا نہائے نا نے مکتی   جان بوجھ کر غوطے کھاوے

من مورکھ کو

کہان تلک کہون بُدّھی ہینا   جڑھ وستو کو سیس نواوے

من مورکھ کو

بھرم مین بھولا پھرے بھٹکتا   جہان جاوے تہان ٹکر کھاوے

من مورکھ کو

سارے جگت کا جو سوامی ہے   اوس سے کیون نہین پریت لگاوے

من مورکھ کو

جو تو تتو گیان کو سمجھے   تو من مین کچھ شانتی آوے

من مورکھ

بھائیو سوچو اور خیال کرو کہ اسوقت ہم لوگون کو کیسا جہالت نے گھیر رکھا ہے اس بیہودہ خیال کو کہ کلجگ برے کام کراتا ہے دل سے نکال ڈالو وقت کو دوش نہ دینا چاہیے۔ ست جگ، تریتا دواپر کلجگ وقتون کے نام ہین جیسے کہ سکنڈ منٹ گھنٹہ دن مہینے برس وغیرہ وغیرہ۔ انسان کو خیال رکھنا چاہیے کہ ہمیشہ کرمون کے

(مفلوں) مطابق نتیجہ ملتا ہے اگر تم اوس روپیہ کو جو سالانہ گنگا اشنان
مین صرف ہوتا ہے فراہم کرکے ہر گانوں مین پاٹھ شالا مقرر کر دو تو اوس وقت
تم لوگوں کو اس کلجگ مین ست جگ کا زمانہ دکھلائی دینے لگیگا۔

یہہ خیال کہ گنگا پر ایسے فقیرون کو جو روزگار کر سکتے ہین یا ایسے براہمنون
کو جنکے بوجہ جہالت کرم اچھے نہین ہین اور نہ وہ نیک بسکی تمیز
رکھتے ہین دینے سے پن ہوتا ہے بالکل پوچ ہے دیکھو منو جی مہاراج
منو شاستر مین فرماتے ہین۔

اشلوک منو سمرتی ادھیایہ ۴ منتر ۱۹۰

अनपास्त्वनधीयानः प्रतिग्रहरुचिर्द्विजः अम्भस्य
श्मप्लवेनेव सह तेनैव मज्जति ॥ मनु०

ترجمہ

ایک (اتپا) برہمچاری وسچ بولنے وتپ وغیرہ سے علیحدہ - دوسرا
(پرتی گرہ رچی) زیادہ تر دھرم کے بہانہ سے دوسرون سے دان

لینے والا تیسرے (اندھی یا نہ) جاہل ہیہ تینون تپھر کی ناؤ سے سمندر مین تیرنے کے موافق اپنی بدافعالی کے ساتھہ ڈکھہ ساگر مین ڈوبتے ہین وے تو ڈوبتے ہین پرنتو دینے والے کو بھی ساتھہ ڈوبا لیتے ہین۔

اشلوک منوسمرتی ادھیا ۴ نمبر ۱۹۳

त्रिष्वप्येतेषुदत्तं हिविधिनाप्यर्जितंधनम् ।

दातुर्भवत्यनर्थायपरत्रादातुरेवच ॥ मनु

ترجمہ

جو دھرم سے پیدا کیا ہوا روپیہ مذکورہ بالا ہر سہ اشخاص مین سے کسیکو دیا جاتا ہے وہ دینے والے کا ناش اسی جنم اور لینے والے کا ناش دوسرے جنم مین کرتا ہے۔

اشلوک منوسمرتی ادھیا ۴ نمبر ۱۹۴

यथा प्लवेनौ पलेन निमज्जत्युदके तरन्।
तथा निमज्जतोऽधस्तादज्ञौ दातृप्रतीच्छकौ ॥

ترجمہ

جیسے کہ پتھر کی ناؤ مین بیٹھکر جل مین تیرنے والا ڈوب جاتا ہے اسی طرح جاہل دینے والا اور جاہل لینے والا دونون سخت تکلیف اوٹھاتے ہین-

اور پدم پوران ادھیاے بائیس[22] مین لکھا ہے -

اشلوک

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कृत्वेति यो नरः। दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः ॥

ترجمہ

جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے داتا نرک کو جاتا ہے اور وہ براہمن گانون کے سوّر کا جنم لیتا ہے -

پس اسطور پر دان کرنا اپنے آریہ ورت کے بھائیون کو نکما کر دینا
ہے اگر تم لوگ اونکو نہ دو تو اون سے دُنیا دارون کو بہت کچھہ فایدہ
پہونچے یعنی وہ کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش کا تلاش کرین اور پورشارتھہ
سے پیدا کیا ہوا دھن اونکو بھی لابھہ پہونچاے اور براہمن وِدّیا پڑھنے
کی کوشش کرین۔ جبتک تم اسطور پر اونکو دیتے جاؤگے اونھین
کیا غرض ہے کہ محنت کرین اس سے یہہ ثابت ہے کہ ایسے دان سے
تم لوگ بجاے پُن کے پاپ کے بھاگی ہوتے ہو۔

یہہ خیال بھی جھوٹا ہے کہ گنگا مین چراغ دینے سے مرے ہوؤن
کی آنکھین روشن ہو جاتی ہین اس بات کو سب جانتے ہین کہ یہہ جیو
مر کر اپنے کرمون کے مطابق دوسری جون مین جا پڑتا ہے یا اچھے
اچھے کرمون سے ایک وقت معینہ کے واسطے مکتی کو پراپت ہوتا
ہے۔ جب جیو چولا بدلکر فوراً دوسرا جنم لیتا ہے اور چراغ گنگا
پر کچھہ عرصہ بعد دیا جاتا ہے تو پیدا ہوتے وقت آنکھین نہوتی

چاہئین مگر قدرت پرمیشر سے ایسا نہین ہوتا بلکہ ایک مجلی اور صاف آنکھین ساتھہ ہوتی ہین اور مکتی کی حالت مین کچھہ ضرورت جیو کو آنکھہ وغیرہ عضوون کی نہین ہے یا اگر بقول اسکے کہ بلا چراغ کے آنکھین روشن نہین ہوسکتین تو سمجھائی ایک قلیل تعداد ہندؤن کے جو کہ چراغ دیتے ہین اور صرف بھارت ورش مین آباد ہین ایسے آدمی جو عیسائی یا مسلمان یا جانور جنکے مرنے کے بعد چراغ نہین دیا جاتا اندھے پیدا ہوتے رہین تو ابتک قریب قریب دنیا مین کوئی جیو روشن آنکھہ والا نظر نہ آتا۔

یہہ خیال بھی جھوٹا ہے کہ گنگا پر جو گاے اس ارادہ سے پن کیجاوے کہ وہ بےترنی ندی پر پار اوتاریگی کیونکہ کوئی بےترنی ندی نہین ہے اور نہ گاے وہان جاسکتی ہے تم ظاہرا دیکھتے ہو کہ دہن کے لالچ سے پروہت جی مہاراج اوس گاے کو جو یجمان سے لی تھی قصائی وغیرہ کو دے ڈالتے ہین یا گھر باندہ کر نے سے دودہ اوڑاتے ہین پھر وہان کونسی گاے جا کر اوتاریگی۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ گاے

مرکر بے ترنی پریوحیہ درہتی ہے تو ایسے منش کا جیو جگا ہے کے
مرنے سے پہلے چولا بدلکر دوسرا جنم لیتا ہے کیونکر بے ترنی
سے پار اوترکر آتا ہوگا۔ ماسوائے اسکے جسم منش کا یہان جلا دیا
جاتا ہے پونچھہ کیونکر پکڑی جاتی ہوگی اور چار سو کوس کے پھانٹ کو
جو بیتیرنی ندی کا گرڑ پوران مین لکھا ہے اور جسمین گھاس پھونس اور پانی
کا نشان نہین ہے گا۔ے اور اوسکا لمز وربچہ کیونکر پار اوترتے ہونگے
یہہ خیال بھی چھوٹتا ہے کہ گنگا مین بچہ چڑھانے سے گنگا بخش دیتی ہے
اوسوقت اس بات کو سچا ماننا چاہئے کہ جب بچہ گنگا کے پل پر کھڑا ہو کر
بیچ دھار مین پھینکا جاوے اور گنگا اوسکو پار پر لاکر از خود اوسکی ماتا
کی گود مین دیدیوے نہ صرف اس بات سے کہ یجمان نے پروہت جی
کی گود مین ڈالدیا اور پروہت جی مہاراج نے دکشنا لیکر یجمان کی بغل
مین دیدیا۔

اور نیز یہ بات بھی بیفایدہ ہو کہ گنگا کی مورتی پرچڑھا لوگ ناؤ مین بنا کر اوسکے ہاتھہ مین پیسے چیلی وغیرہ دیدیتے

ہین گویا وہ لوگ گنگا کو بھکاری بنا کر دکھلاتے ہین اور آپ لوگون کو ذرا بھی شرم نہین آتی بلکہ بہت خوشی سے اون لوگون کو پیسے وچھلّے وغیرہ دیتے ہو۔

یہہ خیال بھی جھوٹ ہے کہ گنگا مین کاشی پھل و ناریل چڑھانے سے اولاد اوتپن ہوتی ہے یہہ اوسوقت سچ سمجھنا چاہیے کہ صرف گنگا مین پھل چڑھانے سے استری وپرش کے بلا اسپرش ہوے اولاد اوتپن ہوجاوے۔ گنگا اولاد اوتپن نہین کرسکتی۔ اگر اولاد نہو تو اس قسم کی ادویات استعمال کرکے اسپرش کرنا چاہیے جس سے گربادھان قایم ہوسکے۔ کیا آپ کو یاد نہین ہے کہ راجہ دسرت کے اولاد گنگا جی کی سہایتا سے پیدا نہین ہوئی اور نہ سیا نے دیوانوں کی مدد سے بلکہ مہاتما بششٹ جی نے پتر الیشٹی یگ کرایا تھا اور اوس مین ایسی ایسی پشٹی کارک ادویات مستعمل ہوئی تھین جنکے پرمانون (ذرے) بدن کو اس قابل بنا سکین جس سے اولاد اوتپن ہو اور بھی اس قسم

کی چیزین استعمال کیگئی تہین۔

اب مین مضمون کتاب کو ختم کرتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ ہمارے ہندو بھائی ایسی واہیات باتون کو چھوڑکر اپنے روپیہ کو جسے نہایت دقت و پریشانی سے پیدا کرتے ہین اچھے لچھے کامون مین صرف کرینگے جس سے آریہ ورت اپنی سابقہ حالت پر آجاوے جو کہ مہابھارت یُدھ سے پہلے پہلے تھی۔

غزل بھجن امرت سرود نمبر ۲

۱ ہماری عرض یہہ تم سے دیا یے دین ہتکاری
مٹاؤ اب دیا کر کے اودیا روپ اندھیاری

۲ پرکاشت گیان اپنے کا ہردے مین کیجئے سوج
ملے کلیان کا مارگ جو ہون سکھ ست کے ادھکاری

۳ گیا ہے چھوٹ وہ رستہ جو تھا سابق زمانہ کا
ہمارے ہی بزرگون کا کہ جسکے بن ہوئی خواری

۴ ہمارا دھرم تھا ویدک اوپاسک آپ ہی کے تھے
ہوے اب سینکڑون فرقے ہزارون ہٹ اوتاری

۵ لگے آپسمین سب لڑنے ہوے سب تین اور تیرہ
جہان رشی مُن تھے برہمچاری وہان پر چور اور جواری

۶ اہنسا تیاگ چوری تھا دھرم جنکے بزرگون کا
وہان ہنسک اور پیٹ ماری شرابی اور بہبچاری

۷ ہزارون دین اور بیوہ ابا ہج سبھو کون مرتے ہین
مسنڈے گنڈے اور ویشیا اور ڈاڈین مال برکار ہی

۸ پربھو اندھیر یہ مجھ سے سہا جاتا نہین ہرگز
نگاہِ مہر سے دیکھو تمہین پر آس ہے بھاری

۹ تمھین ہو دھرم کے پالک بدون اور سنتون کے گرگ
دیا مے کا ہے بسرائی ہوئی بھارت کی جو خواری

غزل

سب اور سے نراش ہے اب آش ہے تری
بھارت کی ناؤ ڈوبتی ہے پار کر ہری
جنکے بزرگ تھے سکل ودّیا ندھان وہ
در در ہین بھیک مانگتے نہین شرم ہے ذری
سب کرم ہین ہو گئے ودّیا کو چھوڑ کر
چھل کپٹ راگ دویش ہین رہتے ہین ہر گھڑی
کچھ بھی بچار ہے نہین پاتر و کو پاتر کا
پاکھنڈی اور مورکھ کی جس سے ہے بن پڑی
لاچار اور غریب کو دیتے ہین سب نکال
دھن دان ان پاتے ہین کر جو ریگ دھری
دشمن ہزار دن ہو گئے بیچ کشتور کے
سنعیل و سنکوچ تیاگ کے کہتا کھری کھری

غزل

دکھاتا کیوں نہیں دیدار تو ہے
ترے ملنے کی ازبس آرزو ہے

تری فرقت میں اے اوم دو عالم
ترا فرزند گریان کو بکو ہے

اوٹھا لے گود مین جگدیش جلدی
اسی مقصد سے یہہ سب ہا ہو ہے

نہ دیکھیں گو تجھے اسٹھول آنکھیں
ترا جلوہ مگر ہر چار سو ہے

بھرا ہے شمش مین جون ہر جگہہ نور
سمایا اسطرح ہر شے مین تو ہے

رہے جسطرح سے آہن مین آتش
وہی تمثیل تیری مو بمو ہے

مین اپنے جسم کی گو آتما ہون
ولیکن آتما میری بھی تو ہے

ہرا ہون کونسا ناتا مین تیرا
پتی ہے متر ہے پتی مات تو ہے

کرے پرکیش درشن نت معزز
یہی اوتاہ یہہ ہی آرزو ہے

اوم

شانتی شانتی شانتی

ضروری نوٹس

(۱) ہندو بھائیون سے عموماً اور گنگا لہری کے پاٹھ کرنیوالون سے خصوصاً
یہہ التماس ہے کہ ایک مرتبہ گنگا پھل دیپکا کو سمجھکر غور سے پڑھین نہ اس
طرح پر کہ جیسے بشن سہسر نام کے ادھا دھُند ورق لوٹے جاتے
ہین - بعد اسکے دونون کتابون پر بچار کرکے پکشپات کو چھوڑ کر
ست کا گرہن اور است کا تیاگ کرین -

(۲) گنگا پھل دیپکا زبان بھاشا بھی ترتیب دی جارہی ہے جو کہ بہت
جلد چھپکر ناظرین کی سیوا مین پیش کیجاویگی -

جس کتاب پر مہر مصنف نہو وہ مال مسروقہ متصور ہوگا -

آپکا

شبھہ چنتک گنگا سہاے شرما

مختار عدالت کلکٹری و فوجداری بلندشہر

درخواست نمبر اول

راگ کونسیا تال ٹھیکہ

وزن

جسکے من میں ہری نام بسے
تن اور کا نام لیا نہ لیا

پتری کہے میرے پیارے پتا | تمہیں میرے اور کچھ بیان نہیں
کرو ساتھ ہمارے اپنا ئے | ہمیں خوف ذرا بھگوان نہیں

پتری کہے

پتر جنسے خوشی ہو لے تم ہو | میرے جنم پہ چھپ چھپ کے رو تم ہو
پیچھے جانو میری ہستی ہیں | اتنی پھر تر نقصان نہیں

پتری کہے

جو پیدا کرنے والا ہے | وہی سب کا رکھوالا ہے
ہر اک کا بھاگ نرالا ہے | کیا تم کو اتنا گیان نہیں

پتری کہے

پتروں کے شگن منا تے ہو | مجھے مرنی نام بولا تے ہو

میرا جینا سول بناتے ہو ۔ کیا تجھ بگڑی میں جان نہیں

پُتری کہے

اونہیں کا کھرا دودھ کھلاتے ہو ۔ اور مجھ سے چھپا چھپاتے ہو
ہر بات میں بیٹا جتاتے ہو ۔ ایسا کام کریں وہ دان نہیں

پُتری کہے

جو میرا داج بناتے ہو ۔ سستا کپڑا منگواتے ہو
گہنا گر چولی لاتے ہو ۔ خود جاتے ہو نادان نہیں

پُتری کہے

پھر زیور جو بنواتے ہو ۔ رتی میں دام ڈھلاتے ہو
تو بیٹے کا سہرا دکھاتے ہو ۔ کیا بابل دغا گمان نہیں

پُتری کہے

وہ سب کس کام آتے ہیں ۔ بچوں میں ہی لگ جاتے ہیں
زیور کو زرگر کھاتے ہیں ۔ بچے اک پائی پلن نہیں

پُتری کہے

دیکھو جتنی پرشاری ہیں ۔ سب دنیا کی دھتکاری ہیں
ایسی بات نہیں دیکھاری ہیں ۔ شخص ہم کی تجھے پہچان نہیں

پتری کہے

لڑکے کتب بھٹلاتے ہو
سر خرچ کا بوجھ اوٹھاتے ہو
پھر فن علم سکھلاتے ہو
ہیں اکھشر انک کا گیان نہیں

پتری کہے

کہہ کتب میں لکھ ڈالا ہے
پڑھ میں علم نرالا ہے
لڑکوں کا پڑھن سکھالا ہے
کوئی پتری پاٹھ ستھان نہیں

پتری کہے

لڑکے پڑھ آئے جماعت تک
ہر علم پڑھیں وہ نہایت تک
پھر جاویں پڑھن ولایت تک
ہم بولت شدہ زبان نہیں

پتری کہے

پڑھ کر کوئی ڈپٹی بن جاوے
کوئی منصف صاحب کہلاوے
کوئی ڈگری عہدہ پاوے
ہیں سو تک گن سکھان نہیں

پتری کہے

نہیں استری پڑھنے کی کم ہے
پڑھنوں مسلم کرتی سب کم ہے
ہر عضو میں پڑھنوں کی کم ہے
کیا ہم سے غیر کان نہیں

پتری کہے

شودر کہ ہمیں خطاب ملا — دریا وید سے صاف جواب ملا
ہمیں ہر اک کام خراب ملا — کیا پشو ہیں ہم انسان نہیں

پُتری کہے

یہ ہنر ہمیں سکھلاتے ہو — ہمسے برتن صاف کراتے ہو
یا انگن لیپا دلاتے ہو — ایسے نیاء کہت ودوان نہیں

پُتری کہے

ہم نے دوجے گرہ جانا ہے — جہاں سکل کٹنب بیگانہ ہے
اب نے ہم کو آزمانا ہے — وہاں بے ہنروں کا مان نہیں

پُتری کہے

گو کتنی کوئی گُلین ہووے — شرمیلی اور چَبس ہووے
گر ودیا سے وہین ہووے — آنند اُسے اک آن نہیں

پُتری کہے

یہ طاقت ہے ودوانوں کو — اپنا کریں بیگانوں کو
کریں مرید نادانوں کو — جادو کوئی علم سمان نہیں

پُتری کہے

ودیا سے پن جو ہنر ناری — وہ ہی کنت کی ہو آگیا کاری

ساس سسر کو ہوتی ہے پیاری | اور وہ دیور جیٹھ نناں نہیں

پتری کہے

وہ سکل کٹنب بھاتی ہے | سب کو اچنبھ بس لاتی ہے
اس گرہ میں راج کماتی ہے | کرے اسکا کوئی اپمان نہیں

پتری کہے

ودیا وہ اُتّم پدارتھ ہے | جس با جھوں جنم اکارتھ ہے
جیسے سنسار رتھ پر بارتھ ہے | ودیا ہیں پُرش کا مان نہیں

پتری کہے

بے علم جو ہم رہ جاویں گی | ساس سسر کی جھڑکاں کھاوینگی
ان کشٹ میں عمر بتاویں گی | سکھ سپن میں بھی شکل کہاں نہیں

پتری کہے

نہیں راج کا کچھ ہم کو چاؤ | مت زیور گہنا بنواؤ
ہیں ودیا بھوشن پہناؤ | جس بن کچھ بھی پہچان نہیں

پتری کہے

ہم دربل ہیں بیچاری ہیں | ظلموں میں ڈوبی ساری ہیں
دکھ سہن کرن سے ہاری ہیں | اور کوئی ہم سم بے زبان نہیں

بی اے ایم اے ڈگری پاؤ | خواہی لاہور سٹر بجاؤ
آنند نہ پاؤ گے جب تک | تیتی گرہ میں ودّیا دان نہیں

پتری کہے

اودیا جو اتی دکھ دائی ہے | وہ ہری جھولی پائی ہے
ہائے کیہ کیتی انیائی ہے | کیا ہم پتری سنتان نہیں

پتری کہے

ہر دی آن پڑی ماتر ے دوارے | دکھ درد ہرو ہمرے سارے
ودیا کے بخشو بھنڈارے | کوئی داتا آپ سمان نہیں

پتری کہے

پھر کہنا ہے میرے پیارو | کنیا و کنیے سنکٹ ٹارو
تجھ کو کرم میں مت ہمت ہارو | کنیا بے علم رہ جان نہیں

پتری کہے میرے پیارے پتا
نہیں میری اور کچھ دھیان نہیں ۔

حکایت

اوم

تحفہ

میلہ ماگھہ پریاگ

اے نور مطلق تمام علوم کے عطا کرنے والے پرمیشور (آپکی عطا کی ہوی) طاقت سے ہمارا پڑھا اور پڑھایا ہوا (علم) چار دانگ عالم مین شہرت پاوے اور ہمارا علم ہمیشہ بڑھتا رہے (اتریتہ آرینک پرپاٹھک ۹ - انوواک - ۱) ۱۱

یعنی

گایتری مہاتم

جسمین

گایتری منتر کے متعلق چند ضروری مضامین دیکر نہایت خوبی کے ساتھہ اُسکا ترجمہ معہ ضروری تشریح کے لکھا گیا ہے اور

جسکو

خاکسار رسالگرام متوطن بیگم سراے - الہ آباد نے عوام کی واقفیت کیلئے تالیف کر کے

باہتمام منشی جمنا داس پوری مالک مطبع

ناصور پریس الہ آباد مین چھپوایا

فہرست مضامین

نمبر سلسلہ	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ

اوم

دیباچہ

نہایت افسوس کے ساتھہ دیکھا جاتا ہے کہ گایتری جیسے اعظم منتر سے ہندوستان کا ایک معتدبہ گروہ محروم نظر آتا ہے۔ ہائے! ہم کیسی گری ہوی حالت کو پہونچ گئے ہین کہ جس گایتری کو ہمارے آبا و اجداد نے گرو منتر سمجھہ کہا تہا اُسکی بابت ہمارا یہ کلام ہے کہ گایتری کس جانور کا نام ہے؟

لیکن آخر اسکا کوی سبب ہوگا ہی کیونکہ یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ کوئی نتیجہ بلا کسی سبب کے ظہور مین نہین آتا۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون مجھے دو بہت بڑے سبب نظر آتے ہین اولاً تو لوگونکو بوجہہ کم ہوجانے تعلیم سنسکرت کے اسکے لفظی معنیون سے آگاہی نہین ہے اور اسلئے اُنکی جانب توجہ بہی نہین ہوتی کیونکہ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کلام کے مطلب سے ہمین واقفیت نہ ہو تو تو اُسکے کہنے مین بالکل طبیعت نہین لگتی دوسرے جن شائقین نے اسکے سمجھنے کی کوشش بہی کی تو اگر وہ پرانے قطع کے بزرگوار ہوے تو اُنہون نے

سایناچاریہ کی تفسیر سے مدد لیا جس نے اپنی ذاتی عقاید کو ویدون کی تفسیر مین اسطرح
بھر دیا ہے کہ بعض بعض پوران کی کہتا ئین بھی اُنمین دہر گہسیٹی ہین اور اگر نئے فیشن
کے تعلیم یافتہ ہوے تو اُنہون نے یوروپین مفسرون کے خیالات کو اپنا رہنما بنایا جنکی
تفسیر ونکی گویا علت غائی یہی ہے کہ کسیطرح کہینچ تان کر ویدون سے مادہ پرستی کی تعلیم
ثابت کیجاے غرضکہ یہی وجوہ معلوم ہوتی ہین جنہون نے لوگونکو گایتری جیسے مقدس
منتر سے متنفر کر رکہا ہے مین کیا اور میری ہمت کیا مگر سچے دہرم کے مہاتماؤن کے ست
سنگ یا انکے گرنتہون سے مین نے اپنی چہوٹی عقل کے مطابق جو کچھہ اُسکے متعلق معلومات
بہم پہونچائی ہے اُسکو بالفعل اپنے اُردودان دوستون کے لئے ایک چہوٹے سے رسالہ
کی صورت مین پیش کرتا ہون۔ اس مین پہلے کچھہ ضروری ریمارک لکھہ کر پہر اسکے لفظی
ارتھہ معہ بامحاورہ ترجمہ کے دیئے گئے ہین تاکہ پہلے لفظی معنی ذہن نشین کیجائین
تو پہر اسکے ورد (جپ) مین بہت آسانی کے ساتہہ خود بخود طبیعت متوجہ ہو۔

اگر ناظرین کو سچ مچ اس کتاب کے پڑہنے سے گایتری سے محبت ہو گئی
جیسا کہ میری تمنا ہے تو جو کچھہ میرا تہوڑا وقت اسکے لکہنے مین صرف ہوا یا اُن کے
مطالعہ مین صرف ہوگا مین اُسکو ہرگز رایگان نہ سمجہونگا۔

سب کا خیر اندیش
سالگرام

بیگم سرائے - الہ آباد
۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

گایتری مہانم

دُنیا مین ایک عام قدرتی اصول کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان خواہشات کا ایک مجموعہ ہے لہذا اُسمین اُنکے حصول کے لئے علاوہ بیرونی تدبیرون کے (بہ شرطیکہ وہ آستک یعنی پرمیشور کے وُجود کا قایل ہو) ایک اور بھی مادہ پایا جاتا ہے وہ کیا ہے ؟ اپنے معبُود قادر مطلق سے اپنے مقاصد کے کامیابی کے لیئے پرارتھنا یا مناجات کا۔

چونکہ یہ ایک عالمگیر اصول ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا لہذا دنیا کے کسی مذہب یا فرقہ کی کتابین اُٹھا لو تو اس مناجات یا پرارتھنا سے خالی نہین پائی جاتین خواہ کسی زبان مین ہون یا کسی مضمون مین۔

گایتری بھی ویدون کا ایسا ہی منتر ہے جسکو پرماتمن نے کمال مہربانی سے انسانون کو اسوقت استعمال کرنے کے لئے بتلایا ہے جب وہ حسب معمول اُس سے پرارتھنا کے لیئے متوجہ ہون۔

پرمیشور چونکہ جگت گرو یعنی سب کا معلم اعلی ہے لہذا گایتری ہی (جو اُسکے نازل کئے ہوئے ویدون سے نکلی ہے) ہمارا اصلی گرو منتر ہے۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ گاینری کئی ایک ہین اور فی الواقع اُس زمانہ مین جبکہ سنسکرت کے تعلیم کا دائرہ نہایت محدود ہوگیا تہا تو کچہ خود غرض پنڈتون نے اصلی گائتری حرف اپنے لئے رکہہ کر ہر ایک ورن کے لئے علیحدہ علیحدہ گائتری بنا دی تہی لیکن حقیقت مین یہ سب جعلی اور مصنوعی ہین جسطرح سورج ایک ہے اور پرمیشور ایک ہے اور وید بہ اعتبار الہام ہونے کے ایک ہین اُسیطرح گائتری بہی ایک ہی ہے وہ دو یا اُس سے زیادہ کبہی بہی اور نہ ہوسکتی ہے اور اسیکو وید گائتری یا برہم گائتری کہتے ہین اور اُسکے جپ کا ادہکار تینون ورنون کے لئے یکسان ہے دیکہو منوسمرتی ادہیاے ۲ شلوک نمبر ۸

لیکن تمام دنیا کی مناجات یا پرارتہنا والے منترون سے اُسکو کیون فضیلت ہے ؟ یہ ایک سوال ہے جسپر کسی قدر توضیح کے ساتہہ لکہنے کے لئے جہانتک کہ اس چہوٹے سے ٹریکٹ مین گنجایش ہوگی کوشش کیجاویگی۔

ہان یہ مین اوپر بیان کر آیا ہون کہ انسان چونکہ الپگیہ یعنی محدود طاقت والا ہے لہذا حصول مقاصد کے لئے اپنے بیرونی کوششون پر پورا بہروسہ رکہتے ہوئے مناجات یا پرارتہنا کرنا بہی ایک اُسکی نیچرل خاصیت ہے اس لئے ضرورت تہی کہ اُسکو ایک ایسی وسیع اور معنی خیز پرارتہنا کا طریقہ بتلایا جاتا جو اُسکے تمام حاجات کے اظہار کے لئے کافی ہوتی اور نیز یہ کہ اُسکا

وجود بھی ابتدائے آفرینش کے ساتھہ ساتھہ پایا جاتا۔

واضح ہو کہ وید مقدس جو نکہ گایتری کا ماخذ ہین جو اتنے قدیم ہین کہ خلقت[1] کے ساتھہ ساتھہ اُسکا ظہور ہوا اسلیئے گایتری بھی اسی صفت سے موصوف ہے پس قدامت مین کوی بھی مناجات یا پرارتھنا اسکا مقابلہ نہین کر سکتی۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان الپگیہ یعنی محدود عقل والا ہے پس اُسکی بنائی ہوئی دیگر مذاہب یا فرقون کی جسقدر پرارتھنائین ہین وہ سب محدود اغراض رکھنے والی ہین اور اسلیئے ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ سب نامکمل ہین ہی نہین بلکہ بعضونکی کچھہ ایسی بھی مناجاتین ہین جو اُنکے بنانیوالونکی خواہشات نفسانی سے بھرے ہوئے خیالات اور کریکٹر کا پورا پورا فوٹو ہین۔

گایتری چونکہ کتب الہامی یعنی ویدون سے نکلی ہے اسلیئے وہ ان تمام نقایص سے پاک وصاف ہے چنانچہ اُسکا نفس مضمون ہی ہمارے اس دعوی کا بیّن ثبوت ہے جسکو ہم ذیل مین کچھہ صراحت کے ساتھہ بیان کرتے ہین۔

پیارے ناظرین ہم دنیا مین جہانتک پرماتما کی ذی روح مخلوقات پر نظر ڈالتے ہین تو وہ ہمین سب قدرتی طور پر دو بہت بڑے حصے مین تقسیم

[1] دیکھو رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا یا اُسکا اردو ترجمہ موسومہ تمہید تفسیر وید۔

نظر آتے ہین۔ کوی ترقی یا عروج پر ہے اور کوئی تنزلی یا زوال کی حالت مین اور اسی لئے کوی حاکم ہے اور کوئی محکوم۔ یا کوئی غالب ہے اور کوئی مغلوب وغیرہ وغیرہ۔ غرض کہ یہی دو اعلیٰ اور ادنیٰ متضاد حالتین ہین جنمین سے کسی نہ کسی حالت مین ہر ایک مخلوق پایا جاتا ہے۔ پس ایسی صورت مین اگر ایک گہری نگاہ ڈالنے والے کے دلمین یہ سوال پیدا ہو کہ بالآخر وہ کیا سبب ہے جس سے انسان اعلیٰ حالتون کو حاصل کرتا ہے یا ادنی حالتون سے محفوظ رہتا ہے تو غالباً کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

جسمانی طاقتو نپر ہم جسوقت خیال دوڑاتے ہین تو وہ بادی النظر مین تو ہمین بہت باوقعت نظر آتی ہین اور فی الواقع کسی حد تک ہین بھی لیکن ذرا غور سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقت مین یہ وہ سبب نہین ہے جسکا ہم اسوقت پتہ لگا رہے ہین۔ کیونکہ صریح ہم دیکھتے ہین کہ ایک نہایت قوی ہیکل جانور شیر کو ایک معمولی کمزور آدمی گرفتار کرکے اُسپر حکومت کرتا ہے اور ہاتھی جیسے عظیم الجثہ کے سر پر سوار ہو کر ایک ذرا سے لوہے سے جسطرف چاہتا ہے لیجاتا پھرتا ہے۔ یا انسانون ہی مین دیکھو کہ باعتبار ذاتی طاقت جسمانی کے ایک کمزور بادشاہ ہی ہزارون لاکھون نہین بلکہ کروڑون طاقتور رعایا پر اسطرح حکومت رکھتا ہے کہ لوگ اُسکا نام سنتے ہوئے کانپتے ہین۔ پس معلوم ہوا کہ محض جسمانی قوت کسی کے ترقی کرنے یا غالب ہونیکا امر حقیقی

سبب نہین ہوسکتی۔

دولت کی طاقت بہی بہت قوی خیال کیجاتی ہے مگر محض وہ بہی انسان کی بہبودی کا باعث نہین ہوسکتی جو لوگ اسکے مناسب استعمال یا تحفظ کا طریقہ نہین جانتے وہ یہی نہین کہ صرف اسکے فواید سے محروم رہین بلکہ وہی دولت انکا بہی ستیاناس کردیتی ہے یہانتک کہ ہلاکت اسکا انتہائی نتیجہ ہوجاتا ہے۔

علمی قوت بہی بہت اعلی سمجہی جاتی ہے لیکن خالی علم بہی کبہی انسان کے فایدہ کا سبب نہین ہوسکتا بلکہ اولٹا اور اسکو گمراہ کردیتا ہے کیا مہی دہر[1] جیسے سنسکرت کے علم ادب کے عالم کی مثال اس بیان کی تائید کے لئے کافی نہین ہے جسکی تصنیف ایسے ایسے ناپاک خیالات کا مجموعہ ہے جو سوسایٹی کے اخلاقی زندگی کے لئے سم قاتل سے بڑہ کر مضرت رسان ہے

پہر آخر وہ کیا قوت ہے؟ جس سے انسان اپنے اعلی سے اعلی مقاصد پر بڑی بڑی مصیبتون کا مقابلہ کرتا ہوا بہی کامیابی کا منہ دیکہتا ہے پیارے دوستو وہ سب سے بے نظیر جوہر انسانی عقل ہے جسکو سنسکرت مین بہی : [illegible] یا بدہی اور انگریزی مین Organ of Thought کہتے ہین۔ پرماتمانے سنسار مین جسقدر نعمتین پیدا کی ہین ان سب کی حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے کائنات کی کسی چیز سے انسان فایدہ نہ اوٹھا سکتا

[1] مہی دہر وام مارگیون کا ایک مشہور پنڈت گذرا ہے۔

اگر اُسمین یہ لطیف مادہ نہ ہوتا تمثیلاً دیکھو ایک معمولی سی چیز آگ ہے
جس سے عقلمند تو طرح طرح کے دُخانی کلین اور سٹیمر وغیرہ جلا کر خود اپنا
اور سوسائٹی کا بھلا کرتا ہے اور بیوقوف اگر غصہ مین آیا تو اُسی سے
اپنا گھر جلا بیٹھتا ہے۔ ریل۔ تار برقی اور طرح طرح کی مشینون (کلون)
کی ایجاد ایک اسکا ادنی کرشمہ ہے۔ ساری طاقتین بغیر اسکے اسطرح
بیکار ہین جیسے کمزور کے ہاتھہ مین تلوار یا اندہے کے پاس چراغ۔
جتنے بڑے بڑے ریفارمر اور موجد گذرے ہین وہ کوئی پہلوان نہ تھے
اور نہ ہی اُنکے پاس قارون کا خزانہ تھا مگر تن تنہا اُنہون نے ایسے کام
کیئے ہین جس کا انجام پانا روے زمین کے تمام بادشاہون کی مجموعی
طاقت سے بہی غیر ممکن تہا یہ سب کیا تہا؟ محض اُنکے عقل کے بائین
ہاتھہ کا ایک کہیل تہا۔ ہان مین نے ابہی تک دنیاوی مقاصد کا ذکر
کیا ہے روحانی منزلین بہی جنکی آخری منزل مقصود موکش یا نجات ہے
بلا اسکے طے نہین ہوتین کیونکہ نہ بغیر بدہی کے گیان ہوتا ہے اور نہ بغیر
گیان کے موکش ہوتی ہے۔ الغرض دنیا کی کوئی ایسی چیزین ہین جو اس
سے حاصل نہین ہوسکتین۔

ناظرین گہبرائین نہین مین مجلٹ سے باہر نہین گیا کا بتری
مین ابہی بہی [illegible] یا بدہی کے لیئے پرار تہنا کرنیکی تعلیم دیگئی ہے جو تمام

مقاصد کے حاصل ہونیکا ذریعہ ہے اور لطف یہ کہ اُسکے پہلے جزو مین
پرمیشور کے تمام صفاتی نام بھی آ گئے ہین گویا یہ منتر استتی اور پرارتھنا دونوں
کا مجموعہ ہے اور اُسپر خوبی یہ کہ بہ اعتبار الفاظ کے نہایت مختصر۔ اب ناظرین
غور کرین کہ وہ کونسی چیز ہے جو ہمنے اس منتر کے ذریعہ سے پرماتما سے
نہین مانگ لی۔ یہی وجہ ہے کہ دہرم سمبندہی پراچین آرش گرنتہو مین
اسکی بہت تعریف کیگئی ہے چنانچہ بخوف طوالت ہم اس مقام پر صرف
منوسمرتی کا کچھہ اقتباس پیش کرتے ہین۔

(اور شبھ کی خ…)

(گائتری کی فضیلت منوسمرتی سے)

सहस्र कृत्वस्त्वभ्य वहिरेतत्त्रिकं द्विजः॥ (१)
महतोऽप्येन सोमा सात्वचेवाहिर्विमुच्यते॥

मनु २-७९

ترجمہ انہین تینون (گائتری[1] کے تین پد) کو باہر جاکر ہزار بار ایک مہینہ
تک ابھیاس کرنے سے برہمن بڑے سے بڑے پاپ یعنی اگیان سے چھوٹ جاتا ہے
جیسے سانپ کینچلی سے چھوٹتا ہے۔ منوسمرتی۔ ادہیائے ۲۔ شلوک ۷۹۔

ओंकारपूर्विकास्तिस्रो महाव्याहृतयोऽव्ययाः॥ (२)
त्रिपदा चैव सावित्री विज्ञेयं ब्रह्मणो मुखम्॥

मनु २ – ८१

[1] گائتری کا دوسرا نام ساوتری اور ترپدی بھی ہے منوجی نے یہی دونون نام اپنی کتاب
مین استعمال کئے ہین۔

ترجمہ - اونکار - مہاویاہرتی اور تین پدووالی گایتری وید کا سار (لب لُباب) ہے اور پرماتما کے ملنے کا دروازہ ہے - منوسمرتی ادہیا ۲ شلوک ۸۱

(۳)

पुर्बा सन्ध्यांजपं स्तिष्टेत्स वित्रीमार्क दर्शनात
पश्चिमान्तु समां सीनः सम्यगृक्ष विभवनात

मनु २ - १०१

ترجمہ صبح سورج سے پہلے سندھیا کے بعد گایتری منتر کا جپ کرتا رہے جب تک سورج کا درشن نہ ہو اور اسیطرح شام کے وقت جب تک تارے نہ دکھلائی دیں - منوسمرتی ادہیا ۲ اشلوک ۱۰۱

(۴) सावित्री मात्रसारोऽपिवरं विप्रः सुयंत्रितः ।
नायन्त्रितास्त्रिवेदोऽपिसर्बाशी सर्व विक्रीय

मनु २ - ११८

ترجمہ جو شخص صرف گایتری جاننے والا ہو لیکن شاشتر کے مطابق باقاعدہ رہتا ہو وہ قابل عزت ہے اور جو تینوں وید کو پڑھے ہوئے ہو لیکن ناپاک اشیا کا کہانے والا اور فروخت کرنیوالا ہو یعنی خلاف شاستر عمل رکھتا ہو قابل عزت نہیں ہے - منوسمرتی ادہیا ۲ - سلوک نمبر ۱۱۸ -

[۱] اسکی تشریح گایتری کے ترجمہ میں دیکھو - [۲] تین ویدوں سے مراد چاروں وید کے تین قسم کے مضامین پر مبنی ہونا ہے یعنی علم - عمل - اور عبادت اور دسیکو تری ودیا بھی کہتے ہیں -

منو سمرتی کے دوسرے ادہیاے مین اسکے متعلق اور بہی اشلوک ہین جنکو ہم بوجہ طوالت نظر انداز کرتے ہین اب گائتری منتر اور اُسکا ترجمہ لکھتے ہین۔

अथ गायत्री मंत्र

گائتری منتر

گائتری منتر سنسکرت مین

ओ३म भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्व्वरेण्यम्भर्गो देवस्य धीमहि। धियो यो नः प्रचोदयात॥

य० अ० ३६ मं० ३ ऋ० मं० ३ सू० ६२ मं० १० ओ३म शान्तिः शान्तिः शान्तिः

اردو مین لفظی ترجمہ

اردو حروف مین تلفظ معہ لفظی ترجمے

اوم بھوور بھوہ سوہ تت سوتیر وریٹیم
پرمیشور پرانوں کا پران دکھہ دور کرنیوالا سکھہ سروپ اسکو خالق کائنات قبول کرنیکے قابل

بھرگو دیوسیہ دھی مہی دھیو یو نہ
وگیان سروپ دیوکا دھیان کرتے ہین بدہی جو ہماری۔

پرچودیات (یجر وید ادہیاے ۳۶ منتر ۳ رگ وید منڈل ۳ اشلوک ۶۲ منتر ۱۰)
پریرنا کرے (حرکت دے)

اوم شانتی۔شانتی۔شانتی

اسکا ترجمہ گائتری کے ترجمہ کے بعد دیکھو

اسمین لفظ اوم کو جسپر چھوٹا خط کھینچدیا گیا ہے پرنو प्रणव بھی کہتے ہین اور
اُن تین الفاظ کو جو اسکے آگے بڑے خط کے نیچے ہین بیاہرتی व्याहृत
کہتے ہین اور مابقی کا گائتری کہی جاتی ہے۔

پرنو یعنی اوم تین حروف کے تلفظ سے ملکر بنتا ہے یعنی آکار- اوکار اور
مکار अ+उ+म = ओम اسے اسکو تریاکشر یعنی تین حرف والا لفظ بھی کہتے
ہین لیکن جب یہ ایک حرف سے اسطرح لکھا جاتا ہے ओं تو یہ ایکاکشر یعنی
ایک حرف والا لفظ کہلاتا ہے۔

اس لفظ کے معنی بہت وسیع ہین جنکے کہنے کے لئے یہ چھوٹا رسالہ کسیطرح
کافی نہین ہو سکتا اسلیئے بشرط موقع ہم اسپر کبھی ایک علیحدہ ٹریکٹ لکھنے کا
ارادہ رکھتے ہین اس جگہہ صرف اسقدر بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور
کے اور جتنے صفاتی نام قادر مطلق سرو شکتیمان وغیرہ ہین وہ صرف ایک ایک صفت
کا اظہار کرتے ہین اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جسکے حروف پرماتما کے ساری صفات
ادا کر دیتے ہین اسلیئے یہ نام پرمیشور کے سارے ناموں مین افضل شمار کیا جاتا ہے۔

اب ناظرین کی دلچسپی کے لئے کُل گائتری کا با محاورہ ترجمہ بھی لکھا جاتا ہے اور اُس
عبارت مین لفظی معنی کے سلسلہ وار نمبر بھی دیدیے گئے ہین تاکہ آسانی کے ساتھ
اسپر خیال دوڑ سکے۔

بامحاورہ ترجمہ

اُس پرمیشور کا جسکا مکہیہ (سب سے اعلیٰ) نام اوم ہے اور جو پرانون کا بھی پران
یعنی تمام ذی روح کو حالت حیات مین لاکر قایم رکھنے والا ہے اور جو اپنے بندون
کی تمام کلفتون کا دور کرنیوالا سکھہ سروپ (راحت کل یا عین سرور) ہے اُس
خالق کاینات عظیم کل دیو یعنی پرمیشور کا جو (دل سے) قبول کرنیکے لایق ہے
ہم دھیان کرتے ہین جو (تاکہ) ہماری بدہی (عقل) کو حرکت دے یعنی
اسکو پاک کرکے بُرے کامون سے ہٹاکر اپنے احکام کی تعمیل مین قایم کرے
تاکہ ہم ساری دنیاوی تکلیفات کی آلایشون سے مبرا ہوکر سچی راحت جاودانی
(موکش) سے متمتع ہون''

اُوم شانتی شانتی شانتی'' کا ترجمہ''

اُے پرماتما اپنی نظر رحمت سے ہمارے تینون قسم کے دکھہ یعنی ایک
ادھیاتمک جو بخار وغیرہ بیماریون سے جسم مین تکلیف ہوتی ہے دوسرے
ادھی بھوتک جو دوسرے جاندارون سے تکلیف پہونچتی ہے اور تیسرے
ادھی دیوک جو دل اور حواس کے خلل ۔ ناپاکی اور بیقراری سے تکلیف
ہوتی ہے ان سب کو شانت یعنی دور کردیجیے''

نوٹ اگر غور کیا جاے تو دنیا مین فی الواقع یہی تین قسم کے دُکھہ نظر آتے ہین - یہ فقرہ اکثر ہر منتر کے خاتمہ پر پڑھا جاتا ہے -

آہا جیوآتما (روح) کو سچی شانتی دینی والی (تسکین بخشی والی) کیسی اُتم (اعلیٰ) پرارتہنا (مناجات) ہے جو اپنی آپ ہی نظیر ہے -

اے قادر مطلق پرمیشور اور اے مخزن رحمت تو اپنی بیحد مہربانی

سے اس کتاب کے پڑہنے والون کو ایسی

(تحریک) کر کہ وہ دنیا مین اگر کا تیری

جیسے تیری اعلیٰ اوپدیش سے

محروم نرہین - اوم شانتی

شانتی شانتی

فقط

اوم

رسالہ

مباحثہ ایک ڈاکٹر اور پنڈت بھوندو جاٹ کا

جسکو

لالہ کشن لال سیکرٹری آریہ سماج دینانگر نے واسطے افادہ پبلک

سوپنتی بھائیوں کے آریہ گزٹ فیروزپور سے انتخاب کرکے تیار کیا

حسب اجازت مؤلف

سنہ ۱۸۹۰ء

مطبع دھرم پرچارک جالندھر شہر مین لالہ منشی رام پرنٹر

مینیجر کی اہتمام سو چھپا

تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت فی جلد بلا محصول ایک آنہ ۱ روپیہ

اعلان

کوئی صاحب بلا اجازت ہمارے

قصد چھاپنے

کانفرمائی

جسقدر

کتابوں کی ضرورت ہو مجھ سے منگالیوے

بندہ کشمیرالل

اُوم

ایک ڈاکٹر پادری صاحب کا بھوندو جاٹ کے ساتھ مباحثہ

ایک ڈاکٹر پادری صاحب عیسائی مذہب کی منادی اور بیماروں کا علاج کرتے ہوئے جاٹوں کے گانوؤں میں جا نکلے۔ وہاں ایک درخت کے نیچے تنبو تان وعظ کرنے لگے۔ اول بھاگوت وغیرہ پورانوں کا حوالہ دیکر ہندو مذہب کو خوب جھوٹا ثابت کیا۔ بعد ازاں بائیبل کی خوبیاں بیان کرکے فرمایا کہ تم لوگ خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لاؤ۔ تب وہاں کے باشندوں میں سے جو بعض دواؤں کے لالچ سے اور بعض مجبور ہو کر

بندروں کا تماشا سمجھہ اکٹھے ہو گئے تھے۔ ایک جاٹ جی نے جسکا نام بھوندو تھا جو تمام گانو میں سب سے زیادہ بیوقوف مشہور تھا۔ پادری صاحب سے کہا کہ میں گانو کا رہنیوالا ناخواندہ اور بیوقوف آدمی ہوں آپکی باتوں کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اگر آپ کسی ترکیب سے مجکو سمجھا دیویں کہ آپکا مذہب سچا ہے تو میں بہت خوشی سے اسکو قبول کر دوں۔

پادری صاحب۔ کہو کیا بات تمہاری سمجھہ میں نہیں آئی۔

بھوندو جاٹ۔ اول میں آپسے یہہ عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ میں ایک بالکل ناخواندہ محض جاہل برائے نام آدمی ہوں۔ مجکو بیوقوف سمجھ کر گانو والے میری باتوں سے برا نہیں

مانتے اگر کوئی لفظ بیجا میرے منہ سے نکلپا دی تو مہربانی
کرکے آپ بھی مجکو معاف فرماویں۔ کیونکہ آپ داناہیں۔
پادری صاحب۔ بیوقوف نہیں تم تمام گانو والوں سے
زیادہ عقلمند معلوم ہوتا ہی۔ جو پربھو عیسیٰ مسیح نے تمہاری
آتما کے اندر پرکاش کیا تم بلا خوف بیان کرو ہم کچھ ناراض
نہ ہونگے۔ تمہاری موافق لوگوں کو خداوند بہت پیار کرتا ہے
ایسے ہی لوگ آسمان کی بادشاہت کے شریک ہونگے۔
بھوندو جاٹ۔ خداوند عیسیٰ مسیح کون تھے۔
پادری صاحب۔ خدا کے بیٹے۔
بھوندو جاٹ خدا کے کتنے بیٹے ہیں۔
پادری صاحب۔ صرف ایک بیٹا۔
بھوندو جاٹ۔ تب تو تمہارا خدا زیادہ صاحب قسمت نہیں ہے

کیونکہ اگر وہ بیٹا مرجاوے۔ تو اسکی زندگی خراب ہو جاوے۔

پادری صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

بھوندو جاٹ۔ اور حکم آپ یہہ فرمائیں اگر خدا کا بیٹا ہے تو جورو بھی ضرور ہو گی۔ کیونکہ بیٹا بغیر جورو کے نہیں ہو سکتا۔

پادری صاحب۔ خدا کی کوئی جورو نہیں۔

بھوندو جاٹ۔ پھر وہ کسکے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

پادری صاحب مریم کے پیٹ سے۔

بھوندو جاٹ مریم کون تھی۔

پادری صاحب۔ ایک عورت تھی۔

بھوندو جاٹ۔ اسکا کوئی خاوند بھی تھا یا نہیں۔

پادری صاحب۔ اسکی منگنی یوسف نامی ایک کہانی یعنی

بڑھئی سے ہوئی تھی۔ مگر شادی ہونیسے پیشتر کنواری کے
پیٹ سے عیسیٰ مسیح پیدا ہوئے۔

بھوندو جاٹ۔ کیا آپکی سمجھ میں ایسا ہو سکتا ہے۔

پادری صاحب۔ ہاں ہو سکتا ہے۔

بھوندو جاٹ۔ میری سمجھ میں یہ آپکا فرمانا نہیں آیا کہ بغیر
مرد کے ساتھہ صحبت کیئے کسی کنواری یا بیاہی سے لڑکا پیدا
ہو جاوے۔ اگر کہیں پر ایسا ہو بھی جاتا ہے تو ہم گانوں کے
رہنے والے گنوار لوگ تو اسکو اصلی بیٹا نہیں کہتے۔

پادری صاحب۔ تم بڑا گنوار اُلو گدہا آدمی ہے۔ ایسی
باتیں تم جنگلی آدمیوں کے یہاں ہوا کرتی ہیں۔ مہذب آدمیوں
کی باتیں جو وہ کہیں سب سچ ہوتی ہیں۔

بھوندو جاٹ۔ غریب پرور میں تو آپسے پیشتر ہی عرض کر دیا تھا

کہ میں گنوار آدمی ہوں اگر کوئی بیجا بات میری مُنہ سے نکلجاوے تو
معاف فرماویں کیونکہ مجکو یہہ معلوم نہیں تھا کہ کاذب لوگوں کے
ساتھ ایسی گفتگو نہیں کیا کرتے - ہم جنگلی لوگ تو اسکو سچ جانتے
ہیں -

پادری صاحب - تم بالکل جنگلی ہے - تیرا نام بھوندو بہت ٹھیک
گانووالوں نے رکھا ہے - جو صحیح الفاظ کو بھی نہیں سمجھتا - پھر
مہذب لوگوں کی بات کو کیا سمجھے گا -

بھوندو جاٹ - غریب پرور آپ بُرا نہ مانیں - میں جنگلی میرا
باپ دادا پردادا جنگلی - آپ کاذب اور آپکے باپ دادا پردادا
سب کاذب -

پادری صاحب - ہم کاذب نہیں کاذب جھوٹے کو کہتے
ہیں - جیسے تمہارے موافق جنگلی آدمی ہوتے ہیں -

بھوندو جاٹ ۔ حضور خفا نہوں ناواقفی کے باعث میرے
مُنہ سے ایسا نکل گیا مجکو آپ کا ذب نہیں بلکہ واجب کہیں ۔ میں
ناراض نہ ہونگا ۔ اگر آپ مجذوب ہیں تو مجذوب ہی سہی
ہم گنوار جاٹ لوگ اِن باتوں کو نہیں سمجھتے ۔

پادری صاحب ۔ ایسا بات کو چھوڑو ۔ بیوقوف آدمی کوئی دوسری
بات پوچھو جو تمہاری سمجھ میں نہیں آئی ۔

بھوندو جاٹ ۔ بہت اچھا حضور ان دنوں بہت سی کنواریوں
کے پیٹ سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں ۔ کیا وے ہی سب عیسیٰ
مسیح ہیں ۔

پادری صاحب ۔ ایسا نہیں ہوسکتا ۔

بھوندو جاٹ ۔ ہمارے گانوں میں تھوڑے دنوں سے ایک ٹرس
آیا ہے ۔ جو ہمارے لڑکوں کو پڑھاتا ہے ۔ اُسنے ایک اخبار کے اندر

کیہ پڑھکر سُنایا تھا۔ کہ ایک لڑکی جسکا خاوند شادی ہونے سے دو روز بعد مرگیا تھا۔ اور شادی کے وقت اُسکی عمر صرف پانچ برس کی تھی۔ مگر اب وہ لڑکی بالغ ہو گئی ہے۔ ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔

پادری صاحب۔ تم لوگ بڑا احمق ہے جو نہیں سمجھتا وہ لڑکا جو اُس لڑکی سے پیدا ہوا حرامی بیٹا ہے۔ اور عیسیٰ مسیح خدا سے پیدا ہوئے تھے۔ اسلیئے وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ اور خدا کبھی ہیرو

پنڈت جی۔ بھلا جی تب اُنکی شکل آدمیوں کے برخلاف ہوگی۔ جیسے گھوڑے اور گدھے سے خچر ایک تیسری قسم کی شکل پیدا ہوتی ہے۔

پادری صاحب۔ تم بڑا اولو گنوار گدھا پاجی آدمی ہے۔ ایسی باتیں جنگلیوں کے یہاں ہوا کرتی ہیں۔ مہذب لوگوں کے نہیں

ہونڈوجاٹ - غریب پرور آپکا فرمانا بالکل درست ہے ہملوگ بیشک احمق اور جنگلیوں کے بیٹھے ہیں۔ جیساکہ تواریخوں سے ظاہر ہے۔ گو آپکی بزرگونکی عنائیت سے کچھ عقل ہمکو آنے لگی ہے۔ جو سوت کاتنے وغیرہ کیلئے چرخے بنائے ہیں۔ مگر اب بھی جنگلی پنا ہم لوگوں میں سے نہیں گیا۔ کیونکہ اگر ایسے ہوتے تو اتنی دیر تک محنت کرکے آپ کے سمجھانے سے ہی سچ اور جھوٹ میں تمیز نہ کرسکتے۔ مگر براہمن لوگ تو جنگلی نہیں ہیں۔ وہ تو پترا دیکھکر آپکے موافق غیب کی باتیں بتلائے ہیں۔

پادری صاحب - اُنکی باتیں سب جھوٹھ اور ہماری سب سچ

ھونڈوجاٹ - ہم کیسے جانیں کہ اُنکا کہنا جھوٹھ اور آپکا کہنا سچ

پادری صاحب - وہ کالا آدمی ہے - ہم گورا آدمی ہے -

بھوندو جاٹ - کتاب تو تمہارے اور اُنکے پاس ایک

موافق ہے - دونو کے اندر کا کاغذ سفید اور سیاہی کالی ہی -

پادری صاحب - تم بڑا احمق اور جھکی آدمی ہو - کونسی

بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی - جلدی پوچھ لو - واھیات

باتوں کو چھوڑ -

بھوندو جاٹ - بہت اچھا غریب نواز اب یہ فرمایئے عیسیٰ

مسیح میں یہ کونسی اور بھی بات تھی جو ہم میں نہیں ہے - کیا اُنکے

سر پر کوئی سینگ تھا - جو ہمارے سر پر نہیں ہی - اسطرح

پر تو سب خدا کے بیٹے ہیں - اگر چاہیں تو اپنے آپکو خدا بھی

کہہ سکتے ہیں -

پادری صاحب - سب نہیں ہو سکتے - کیونکہ وہ باتیں

ہر ایک میں نہیں ہیں -

بھوندو جاٹ - فرض کرو کہ وہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں۔

پادری صاحب - کیسے۔

بھوندو جاٹ - جیسے عیسیٰ مسیح خدا بھی ہے۔ اور خدا کے بیٹے بھی اور اُنکی ماں ایک کہانن اور باپ کہاتی تھا۔ اسی موافق میں خدا بھی ہوں اور خدا کا بیٹا بھی میری ماں جاٹنی اور باپ جاٹ۔

پادری صاحب - اس بات کا کیا ثبوت۔

بھوندو جاٹ اس بات کا کیا ثبوت۔

پادری صاحب - بائبل کے اندر لکھا ہے۔

بھوندو جاٹ - میرے ہوکے اندر ایسا لکھا ہے۔

پادری صاحب - بائبل کو خدا نے بنایا ہے۔

بھوندو جاٹ۔ میرا دل بھی خدا نے بنایا ہے۔

پادری صاحب۔ تمنے کیسے جانا۔

بھوندو جاٹ۔ آپ اتنے بڑے ڈاکٹر پادری صاحب ہو کر بھی

یہ نہیں جانتے کہ دل کو خدا نے بنایا ہے جسکو بچہ بھی سمجھتے ہیں

تمام دُنیا کے آدمی ہندو مسلمان عیسائی موسائی عالم

جاہل ہر ایک سے پوچھ لو۔ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

پادری صاحب۔ تم جانتا ہے۔ دل کیا چیز ہے۔

بھوندو جاٹ۔ آپ جانتے ہیں بائبل کیا چیز ہے۔

پادری صاحب۔ بائبل ایک کلام پاک ہے۔

بھوندو جاٹ۔ دل وہ چیز ہے جسکے ذریعہ سے وہ اور

صدہا اس قسم کی کتابیں بنائی گئی ہیں۔

پادری صاحب دلکو کسنے بنایا۔

بھوندو جاٹ۔ پرمیشور نے بنایا۔

پادری صاحب۔ اسی موافق بائبل کو بھی پرمیشور نے بنایا۔

بھوندو جاٹ۔ میری بات کی تمام دنیا گواہ ہے۔ آپکی بات کا کون گواہ ہے۔

پادری صاحب۔ ہماری بات کے تمام عیسائی گواہ ہیں۔

بھوندو جاٹ۔ جس بات کی ایک قوم گواہ ہو وہ ٹھیک یا جسکو تمام قومیں کہیں۔ وہ ٹھیک۔

پادری صاحب۔ جس بات کو ہم کہیں وہ ٹھیک۔

بھوندو جاٹ۔ یہ آپنے کیسے جانا۔ اسی موافق تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔

پادری صاحب۔ پربھو عیسیٰ مسیح کے معجزوں سے۔

بھوندو جاٹ۔ پربھو عیسیٰ مسیح نے کون کون معجزہ دیکھلائے۔

پادری صاحب۔ اُس نے ہزاروں مُردوں کو زندہ کیا۔ اندھوں کو آنکھیں دیں۔ کوڑھیوں کو چنگا کیا۔ بہوت دنکا سے وہ مر گیا۔ پہر تین روز کے بعد زندہ ہوکر اپنے باپ کے پاس چونتھے آسمان پر چلا گیا۔ اور اب اُسکے داہنے ہاتھ کیطرف بیٹھا ہی

بھوندو جاٹ۔ اول یہ فرمائیے کہ آسمان کسکو کہتے ہیں۔

پادری صاحب۔ آجکل کے فلاسفر لوگوں کے قول کے بموجب تو آسمان کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف خالی جگہہ کا نام آسمان ہے۔ مگر بائبل کے قول بموجب آسمان ایک مجسم شئے ہی۔ جسکے اوپر خدا اور اُسکا بیٹا دونو بیٹھے ہیں۔

بھوندو جاٹ۔ اِن دونوں میں سے فلاسفر لوگوں کا کہنا ٹھیک ہی یا پادری صاحب لوگوں کا۔

پادری صاحب۔ پادری لوگوں کا۔

جھونڈو جاٹ - اول تو اپنے مُنہ سے میاں مٹھو بننا آپکو مناسب نہیں۔ اگر مناسب ہے۔ تو اس بات کا کوئی ثبوت بھی ہے۔

پادری صاحب - بائبل کے اندر جو لکھا ہے۔ وہ پورا پورا ثبوت ہے۔

جھونڈو جاٹ - بہت اچھا بندہ پرور جو حکم آپ پھر فرمائیے کہ آپکے عیسیٰ مسیح جو خدا کے داہنی طرف بیٹھے ہیں - ہمیشہ بیٹھے ہی رہتے ہیں - یا کبھی کھڑے بھی ہوتے ہیں - اور چل پھر بھی سکتے ہیں - یا نہیں - اور وہ وہاں آج کل کیا کام کرتے ہیں -

پادری صاحب - پرمیشور - سرب شکتیمان ہے -

جھونڈو جاٹ - میرے سوال کا جواب آپنے ٹھیک نہیں دیا - خیر آپکی مرضی جو حکم وہ سر آنکھوں پر - آپ یہ فرمائیے

سرب شکتیمان کسکو کہتے ہیں۔

پادری صاحب۔ جو سب کچھ کر سکے۔

بھوندو جاٹ کیا پرمیشور کوئی اپنا باپ بھی بنا سکتا ہے۔

پادری صاحب۔ نہیں بنا سکتا۔

بھوندو جاٹ۔ کیوں نہیں بنا سکتا۔ جسطرح بیٹا بنا لیا اسی طرح

اپنا باپ بھی بنا سکتا ہے۔ اور میں یہ بھی پوچھتا جاتا ہوں کہ انہو

بیٹا تو بنایا۔ پوتا کیوں نہیں بنایا۔ کیونکہ اس دنیا کے اندر ہم

ایسا کسی کو نہیں دیکھتے جو اپنی نسل کو ترقی دینا نہ چاہتا ہو

پھر اس نے اپنی بچ کی اولاد کا نسل کیوں کھو دیا۔

پادری صاحب۔ ان باتوں کو ہم تم لوگ نہیں سمجھ سکتے

یہ خدا کی باتیں ہیں اسکو وہ ہی اچھی طرح جانتا ہے۔

بھوندو جاٹ۔ اگر آپ اپنے مذہب کو اچھی طرح نہیں جانتے

توکیوں گانو گانو میں اوپدیش کرتے پھرتے ہو۔ کہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر عیسائی مذہب میں آجاؤ۔

پادری صاحب۔ ہمکو عیسیٰ مسیح کا ایسا حکم ہے۔

بھوندو جاٹ۔ کیا آپ کو ایسا حکم ہے۔ کہ جو بات خود اپنی سمجھ میں بھی نہ آئی ہو۔ اُسکو دوسروں کو سمجھاؤ۔

پادری صاحب۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم خدا کی سب باتوں کو نہیں سمجھتے۔ البتہ بعض بعض باتیں ہم نہیں سمجھ سکتے۔

بھوندو جاٹ۔ کن کن باتوں کو آپ سمجھتے ہیں وہ بتلاؤ تاکہ اونہیں کے درمیان پرکشا کیجاوے۔

پادری صاحب۔ سوائے ان پچھلے سوال کے اور سب باتیں سمجھتے ہیں۔

بھوندو جاٹ۔ بہت اچھا بندہ نواز اب یہ فرمائیے کہ آپکے عیسیٰ مسیح جو مردہ سے زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گئے تو کوئی زینہ لگاکر چڑھے تھے۔ یا قلابچ بھر کر جیسے بندر اور لنگور کود کر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ یا کسی اور ترکیب سے۔

پادری صاحب۔ بغیر زینہ کے خود بخود چڑھ گئے۔

بھوندو جاٹ۔ اِس بات کو کونسی دلیل سے ثابت کیا۔

پادری صاحب۔ جو بائبل میں لکھا ہے۔ وہ بہت پختہ دلیل اور پورا پورا ثبوت ہے۔

بھوندو جاٹ۔ جبکہ آپکی بائبل کے اندر کا لکھا ہوا بہت پختہ دلیل اور پورا پورا ثبوت ہے۔ تو ہمارے پرانوں کے اندر تو ایسے ایسے بڑے معجزے لکھے ہیں۔ کہ جنکے آگے آپکے معجزہ سمندر

اور قطرہ کی نسبت بھی نہیں رکھتے۔ ایک پران کے اندر
ایک راجہ کا حال اسطرح لکھا ہو۔ جب کبھی کسی دشمن کے ساتھ
اُسکی لڑائی ہوتی تھی۔ تب شام کے وقت اپنی فوج کے لاکھوں
آدمیوں کو۔ جو لڑائی میں مارے جاتے تھے۔ یکدم سے زندہ کر لیتا
تھا۔ اور دشمن کے آدمیوں کو مردہ چھوڑ دیتا تھا۔ اور بھی کیا
اِس قسم کے اور ہزاروں لاکھوں معجزہ پرانوں کے اندر موجود ہیں۔
طول کلام کے باعث بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ پچھلی باتوں کو
جانے دو۔ اب بھی بہتیرے دید لوگ ایسے موجود ہیں۔ جو اندھوں
اور کوڑھیوں کو دوائیوں کے زور سے اچھا کر سکتے ہیں۔ مردہ بھوت
نکالنے کا ذکر بھی تو بہت آسان بات ہے۔ اس قسم کے ہزاروں
آدمی گانوں میں اسوقت موجود ہیں جو اپنے منتروں کو ملا ملا کر اور

کود کود کر بھوتوں کو نکالا کرتے ہیں۔ اس قسم کے آدمی اکثر

نیچ قوموں میں اوتار لیا کرتے ہیں۔

پادری صاحب۔ پرانوں میں جو لکھا ہے وہ سب جھوٹھ

اور دیا لوگ اندھوں اور کوڑھیوں کو دوائیوں کے زور سے اچھا

کرتے ہیں۔ جیسے ہم ہیں۔ پر عیسیٰ مسیح نے کرامات کر رو

سے چنگا کیا تھا۔ اور آجکل کے بھوت نکالنے والے بالکل

فریبی ہیں۔ مگر پہلے زمانہ کے اور نیز عیسےٰ مسیح فریبی نہیں تھے۔

بھوندو جاٹ۔ جیتے رہو۔ جس موافق آپکی کتابوں میں لکھا

ہے۔ اسی موافق ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ تمہاری کتاب پر

کونسی خدا کی مہر لگی ہوئی ہے۔ جو ہماری کتاب پر نہیں ہے۔ پھر

یہ کیسے جانا جاوے۔ کہ آپکی کتاب کا لکھا ہوا سچ اور ہماری کتاب کا

چھوٹھ۔

پادری صاحب۔ ہماری کتاب کے اندر جو لکھا ہے۔ وہ حضرت مسیح کے شاگردوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لکھا ہے۔ اس سے وہ جانا ہے کہ سچ ہے۔

بھونڈو جاٹ۔ آپنی خود اپنی آنکھو سے نہیں دیکھا۔

پادری صاحب۔ بیشک ہم نے نہیں دیکھا۔

بھونڈو جاٹ۔ پھر آپنے کیسے جانا کہ ان لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ کر سچ سچ لکھا ہے۔

پادری صاحب۔ بائبل کے اندر جو لکھا ہے۔ وہ سب سچ ہے۔

بھونڈو جاٹ۔ سنی ہوئی بات ٹھیک ہوتی ہے۔ یا آنکھوں سے دیکھی ہوئی۔

پادری صاحب۔ آنکھوں سے دیکھی ہوئی

ڈھونڈو جاٹ۔ حضور میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی بات

کہتا ہوں۔ کان لگا کر سنیئے۔ میرے پاس ایک ہالی نوکر تھا۔

جوہل جونا کرتا تھا۔ اُسنے لاکھوں مُردوں کو زندہ کیا۔ اندھوں

کو آنکھیں دیں۔ کوڑھیوں کو چنگا کیا۔ بھوت نکالے وہ مرگیا

تین ماہ کے بعد زندہ ہو کر بغیر زینہ لگائے صرف ایک بانس

کے ذریعہ سے پہلے دوسرے تیسرے وغیرہ ساتوں آسمان

تک تمام آدمیوں کے سامنے چڑھ جاتا تھا۔ اور ساتوں آسمان پر

ایک چکر کے اوپر دونو پیروں سے کھڑا ہو کر لوگوں کو تماشا

دکھلایا کرتا تھا۔ اُس کے باپ اور دادا بھی اُسمیں آکر شامل

ہوگئے تھے۔ انھوں نے بہت سے گاؤں کے اندر اِس قسم کے